

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# قیام اللیل

## علامہ محمد علی بن نصر مؤدبی

ترجمہ

عبدالرشید حنیف



ناشر

ادارہ اسلامیہ پبلیشرز و پرنٹرز

۲۹۷۶۵۳

م ۴۱۸ ق

۱۸۱۵۵

قیام القیام

محمد بن نصر مروزی

عربی

اردو از عبدالرشید حنیف

ادارہ اسلامیہ چیچک وطنی

شمالی برقی پوسٹ - لاہور

ادارہ فروغ کتابت - ۱۶ - ایک روڈ - لاہور

۲۶۵

ایک ہزار

۲ نومبر ۱۹۶۹ء - حیات - ۲۳ رمضان ۱۳۸۹ء

۱ - قسم اول ۲ روپے - ۲ - قسم دوم ۵ روپے ۵۰ پیسے

نام :-

تالیف :-

اصل :-

ترجمہ :-

ناشر :-

مطبع :-

کتابت :-

صفحات :-

تعداد :-

تاریخ :-

ہدیہ :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# نقش اول

اسلامی کتب کے مطالعہ کے لئے یہ دستور ہمیشہ کے لئے آئینہ کی طرح رہنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے اصل حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے ورنہ مصنف کی تصنیف سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور ایک من مہول کو اپنانا بھی ضروری ہے۔

قرآن مجید — اسلامی دستور کی وضاحت کے بعد کامل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔

سنت — قرآنی احکام اور مسائل کی ترجمان ہے۔

ائمہ دین اور اولیاء کرام اور محدثین کے ذاتی اقوال کی پوزیشن اس طرح رکھنی چاہئے کہ اصول حدیث

اور اصول دین اور ترجمان سنت کے فرمان کو ہمیشہ مقدم رکھنا کامرانی اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

ان چند سطروں کے بعد — اس کتاب میں قیام اللیل، قیام رمضان، وتر کا تذکرہ واضح انداز میں پیش

کیا گیا ہے۔

ان تینوں مسائل میں — قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کا تذکرہ کے بعد — اقوال کا

ذکر کیا ہے۔

اس لئے — ۸ رکعت اور ۴ رکعت اور غیر رمضان میں آپ کا معمول تھا۔ وتر ایک ساتا

۴ رکعت واضح ثبوت ملتا ہے۔

ایک وتر جواز — اور ۴ رکعت کا معمول ثابت ہے۔

فجر — کی سنت کی ادائیگی جماعت کے ہوتے ہوئے ادا نہیں کی جاسکتی۔

اور کوشش یہ ہونی چاہئے۔ سنت اہتمام کے ساتھ پہلے ادا کریں — اور جماعت کی

تکبیر تحریر میں شامل ہوں۔ جماعت کی حالت میں — کوئی نماز شرعاً نہیں ہوتی۔ کیونکہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ فرض نماز کی جماعت کے وقت کوئی نماز نہیں ہوتی۔

اگر ایسی صورت ہو جائے۔۔۔ فجر کی جماعت ہو رہی ہے تو پہلے جماعت میں شامل ہو جائے  
پھر اتنی ہی جواز کی صورت میں دو رکعت سنت ادا کرے۔

رات کے نوافل اگر ادا نہ ہو سکیں تو بعدِ فجر ۱۲ رکعت نفل پڑھ لے، کیونکہ دن میں  
وتر نہیں ہوتے۔

وتر کے مسئلہ میں دو شہد سے ۳ وتر ادا کرنا سنت نبوی سے ثابت نہیں ہے۔ ان  
تمام مسائل اور اس کے علاوہ مسائل میں سنت کو مشعل رک بنانا ہی اصلاح کی کلید ہے۔

عبدالرشید حنیف

تذکرہ

## محمد بن نصر مروزی

پیدائش ۲۰۲ھ

علامہ ذہبی رح فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ محمد بن نصر مروزی ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے فقیہہ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ امام اور شیخ الاسلام کے نام سے بھی موسوم تھے۔ آپ سے یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راہویہ، یزید بن صلح، صدر بن فضل، شیبان بن فروخ، سعید بن عمرو اشعری، محمد بن عبد اللہ بن نیر، ہشام بن عمار نے روایات بیان کیں اس کے علاوہ اندر بھی لوگوں نے آپ سے قائلہ اٹھایا۔ آپ اس فن میں بہارت تلم رکھتے تھے۔  
(تذکرہ الحفاظ ذہبی رح)

خطیب بغدادی رح بیان کرتے ہیں کہ موصوف نے عبدان بن عثمان مروزی سے احادیث بیان کی ہیں۔ موصوف احنکات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے معاملہ میں بہارت تامہ رکھتے تھے۔ بغدادی فرماتے ہیں: "آپ سے ابو عباس سراج، اور محمد بن شرقی، ابو عبد اللہ بن حزم، ابو نصر محمد بن محمد، محمد ابن اسحاق سمعتی نے روایات بیان کیں۔"

حاکم فرماتے ہیں: "موصوف حدیث کے امام تھے۔ احادیث کے معاملہ میں بہارت تامہ رکھتے تھے۔"

ابو بکر صریح فرماتے ہیں: "موصوف اگر کتاب قسامہ نہ لکھتے تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ فقیہہ ہوتے۔"

بیہوشی ۲۔ فرماتے ہیں۔ "موصوف ہی کا خراسان میں کبھی ابن کبھی کے بعد مقام تھا۔"  
ابن عبد الحکیم۔ کہتے ہیں دو محمد بن نصر مصر میں امام تھے، خراسان میں تو بطریق  
اولے تھے۔"

عبد اللہ بن حزم ۳۔ فرماتے ہیں "موصوف ۲۵۰ھ میں دوبارہ نیشاپور میں قیام پذیر  
ہوئے اور وہاں بیع معتادیت کا ایک سامعی کے ساتھ سلسلہ شروع کیا۔ اور آپ  
عبادت اور علم میں مشغول رہتے۔ پھر آپ ۲۵۵ھ میں سمرقند تشریف لے گئے۔"  
ابن قتیبہ ۴۔ فرماتے ہیں "جب میں نے کبھی ابن کبھی کی طرف رجوع کیا تو آپ فرماتے محمد بن نصر  
سے رابطہ پیدا کرو۔"

البویگر ضبعی ۵۔ فرماتے ہیں۔ "وہ ایک کامل امام تھے۔ اس سے بہتر نماز پڑھنے والا میری  
نگاہوں نے نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے ان مناسبتوں  
بعد علی جب ہشتادہ سال اللام لم یتحرک  
بہتر آپ کی پیشانی پر بیٹھ گیا۔ حتیٰ کہ خون بہنا شروع ہو گیا۔ لیکن آپ نے  
حرکت تک نہ کی۔"

ابن شرم ۶۔ کہتے ہیں "شہد کی مکھی، نماز کی حالت میں آپ کے کان میں چلی جاتی،  
حتیٰ کہ خون بہنا شروع ہو جاتا۔ لیکن آپ بدستور نماز پڑھتے ہوتے۔ ہم آپ کی  
نماز میں حضور، اور حضور سے حیران ہوتے اور ایسی حالت میں کھڑے ہوتے۔ آپ کی  
(ذوق) ٹھوڑھی سینہ پر لگتی۔ اور ایسے کھڑے ہوتے جیسے لکڑی گاڑی ہوئی ہوتی ہے۔  
شکل میں خوب صورت۔ چہرہ انار کی طرح چمکتا۔ اڑھی مبارک سفید تھی۔"

محمد بن عبد الوہاب ثقفی ۷۔ کہتے ہیں۔ "والی خراسان محمد بن اسماعیل علامہ ابن نصر کو  
کوہر سال چار ہزار درہم (ایک ہزار دو سو ہزار) کے لحاظ سے بھیجتا تھا۔  
اسماعیل کا بھائی بھی ہر سال اتنی رقم بھیجتا۔ اور سمرقند والے بھی چار ہزار درہم آپ کے  
حوالے کرتے۔ یہ تمام رقم موصوفہ فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے۔ کسی نے کہا  
حضرت آپ ان کو اپنی ضرورت کے لئے رکھ لیا کریں۔ آپ نے سنہری جواب دیا

”میری جملہ خوراک اپنی مصروالی تجارت سے مل جاتی ہے۔ اور کاغذ کا خرچ ۲۰ درہم  
دینی ۵ روپے خرچ ہیں۔ لوگوں کا خیال تھا اگر آپ کے پاس سونا ہوتا تو وہ بھی  
ایک ماشہ اپنے پاس نہ رکھتے۔“

سلیمانؑ فرمایا کرتے تھے۔ محمد بن نصر آپ ربانی توفیق سے امام وقت ہیں۔ آپ  
کی کتاب تعظیم الصلوٰۃ کا یحییٰ بن یحییٰ اور عبدان نے کیا۔“

### گرامات

محمد بن نصر نے اپنا واقعہ خود سنایا۔ ”ایک روز انہی لڑکی کے ساتھ مصر سے مکہ کو جانے کا  
پیرہ گرام بنایا۔ اس سفر میں ایک ایسے جزیرہ میں پہنچا کہ وہاں میسک اور لڑکی کے علاوہ کوئی بھی نہ تھا۔ مجھے  
پیاس نے تنگ کیا، اور مجھے پانی حاصل کرنے کی طاقت نہ تھی۔ میں سو گیا۔ اس خیال میں کہ مرنا تو ہے ہی  
اچانک ایک آدمی آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ پانی کا تھا۔ میں نے اسے پیا۔ پھر وہ چلا گیا۔  
میں نے معلوم وہ کہاں سے تشریف لایا ہے۔“

وزیر الوصل بلعی نے وزیر اسماعیل بن احمد سے ایک دفعہ آپ کے متعلق واقعہ سنا۔  
وزیر کہتا ہے میں سمرقند میں فیصلے کر رہا تھا۔ اچانک محمد بن نصر تشریف لائے اور میں آپ کے  
احترام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ جب آپ تشریف لے گئے تو مجھے میسر بھائی اسحق نے  
خوب ڈانٹا۔ آپ وزیر ہو کر رعیت کے ایک آدمی کی توقیر کرتے ہیں۔ خیر میں جب رات کو سویا تو  
خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا۔ میرے بھائی عالم خواب میں میرے ساتھ تھے آپ  
نے میرے بازو کو پکڑ کر کہا۔ تیری سلطنت اور تیرے بھائی کی سلطنت تو محمد بن نصر کے زہد اور بزرگی  
اور دعاؤں کا اثر ہے۔ تیرے بھائی کی سلطنت محمد بن نصر کی خفت کرنے کی بناء پر ختم ہو گئی ہے۔  
اسجان اللہ

ابو محمل بن حزمؒ کہتے ہیں کہ موصوف تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور سنن رسول ص  
نے محافظ تھے۔ احادیث کی سند اور حرج و تعدیل بہ آپ دسترس رکھتے تھے،  
صحیح اور موضوع میں آپ ہی کسوٹی تھے، تمام لوگوں کا اس پر اتفاق تھا کہ صحابہ رض  
کے بعد یہ شخص تمام اوصاف حمیدہ کا حامل تھا۔ حتیٰ کہ بعض لوگ یوں بھی کہتے

تھے، محمد بن نصر صدق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ والی نسبت رکھتا ہے۔

**وفات**۔ آپ کی وفات ۲۹۲ھ ماہ محرم میں سمرقند میں ہوئی۔ کل عمر ۹۲ سال تھی۔ موصوفہ اپنا نظیر کوئی نہ چھوڑ سکے۔

**علامہ نواب صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ** نے اپنی کتاب — اثبات النبلاء میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ جس کا ماخذ ابن کثیر کی تاریخ ہے۔

محمد بن نصر، محمد بن جریر طبری، محمد بن منذر، تینوں محمد نامی دیار مصر میں

کتاب الحدیث کے لئے اکٹھے ہوئے۔ ان کے پاس کھانے کا سامان نہ تھا۔ آپس میں

انہوں نے پروگرام بنایا۔ جس کے نام کا قرعہ نکلے۔ وہ دوسروں کے لئے کھانے کا

اہتمام کرے۔ پس ایک نے قیلولہ کے وقت نماز ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا

کی۔ مصر کے نائب لاگورن، کورات خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ تو آرام سے سویا ہوا ہے اور تیرے شہر میں تین محمد

تشریف فرما ہیں۔ ان کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ امیر شہر بیدار ہوا

اور ان کے حالات کی جستجو (ٹوہ) کی۔ اور ان کے اسماء معلوم کئے۔ اس نے

انہیں ایک ہزار دینار (3,000) ہزار روپیہ بھیجا۔

**علامہ ابن کثیر** — ایک واقعہ اسی طرح کا حسن بن سفیان غسوی جو کہ محدث خراسان کے

نام سے موسوم، یہ واقعہ — علامہ سیوطی کی کتاب حسن المصنفی اخبار مصر

والقاہرہ — میں مذکور ہے۔





# احمد مقررہی کے حالات زندگی

بدر طالع ص ۹ ج ۱ مصری ہیں آپ کا تذکرہ یوں لکھا گیا ہے۔

احمد بن علی بن عبد القادر بن محمد مقررہی

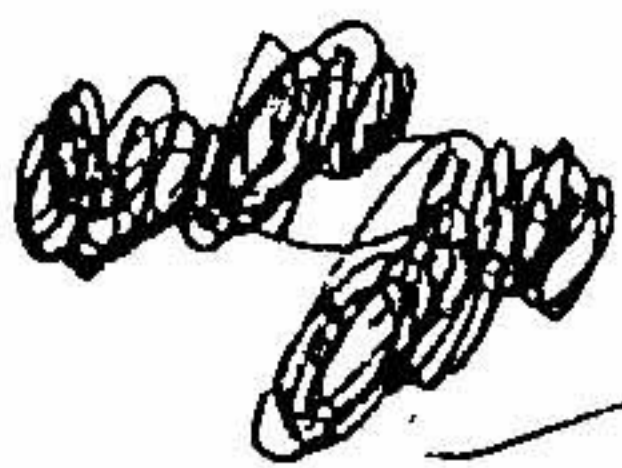
علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی پیدائش کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آپ ۱۰۷۰ھ ہجری میں علماء کبار اہل ائمہ فقہاء کی محفل میں شریک ہوتے تھے۔ پہلے آپ فقہ حنفی کے پابند تھے۔ بعدہ آپ نے شافعی مسلک اختیار کر لیا۔ موصوفت بیان کرتے ہیں کہ۔ آپ اصحابِ ظاہر میں تھے۔

علامہ ابن حجر۔۔۔ کہتے ہیں کہ آپ کو دنیا سے زیادہ محبوب علم ہمیشہ تھی جس کی بناء پر آپ کو ابن حزم کے مذہب سے مہتمم کیا جاتا تھا۔ آپ برقوق علاقہ کے مقام طاہر میں تشریف لے گئے اپنے لڑکے ناصر کے ساتھ دمشق میں داخل ہوئے۔ آپ کے حوالہ کئی مرتبہ عہدہ قضاہ پیش کیا گیا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ آپ نے کئی مرتبہ حج کیا اور عسکرات کیا۔ بعدہ اپنے شہر میں تاسخ کے ساتھ لگاؤ پیدا کیا اس کی بناء پر آپ کی شہرت عام ہو گئی تھی۔

تھمانینف :- خطاط۔ یہ کتاب آپ کی تمام تصانیف سے زیادہ نفع مند ہے اور اس میں بیاریسہ انداز سے مواضیحا موجود ہیں۔ اس کتاب میں عبسید یہ فرقہ کے محاسن کو بیان کیا گیا تھا۔ اور ان کی شان و کبر اور مناقب کا تذکرہ کیا۔

صاحب بدر طالع کہتے ہیں کہ اس کتاب سے مجھے کچھ کیم لگاؤ تھا۔ لیکن مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس میں اسلامت کا ذکر موجود ہے۔ آپ کی تصانیف کی کل تعداد ۲۰۰ جلدیں ہیں۔

آپ تاسخ پر پورا پورا عبور رکھتے تھے۔ مورخین کی سوانح حیات آپ کو اندہ تھی۔ لیکن حضرت سخاوی آپ کی تاسخ وافی پر مطمئن نہ تھے۔ عدم اطمینان صرف معاصرین کی بناء پر تھا۔ یہ دو کتاب تاج المسائل سے نقل کیا گیا۔



وفات ۸۲۵ھ میں ہوئی۔

آپ کی تصانیف میں — تجرید التوحید المفید، یہ کتاب اپنے موضوع پر بے نظیر ہے  
اس میں آپ نے علامہ قمیہؒ والا انداز اختیار کیا ہے۔

جملہ ناظرین کی اللہ تعالیٰ معفرت کرے ۱۶

جمعۃ المبارک

۲۳ رمضان ۱۳۸۹ھ

مطابق

۵ ستمبر ۱۹۶۹ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين وصلواته وسلامته على محمد خاتم النبیین و  
آله اجمعین

احمد بن علی مقرر نے حضرت اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے علامہ محمد بن نصر مروزی رح کی کتاب قیام اللیل کا خلاصہ اس انداز سے تحریر کیا ہے کہ اس کے جملہ مکررات کو حذف کر کے جملہ مسانید و آثار کو زینت اخذ اسنادی ہے اس باب میں اللہ تعالیٰ کی اعانت اور توفیق قریب کا طالب ہوں۔

علامہ موصوف نے اپنی کتاب کا آغاز ذیل کی آیت شریفہ سے کیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمُدْمَلُّ ثُمَّ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفُهُ أَوْ الْقَصُّ مِنْ قَلِيلًا  
أَوْ دَعْلِي ۝ وَرَبِّ الْقُرْآنِ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سَأَلْنَاكَ عَلَيْكَ قَوْلًا تَفِيدًا ۝  
کمیل اور ڈھننے والے (نبیؐ) رات کا قیام ذرا مختصر کیا کرو، رات کا  $\frac{1}{2}$  حصہ یا اس سے کم  
یا اس حصہ سے زیادہ، قرآن مجید کی قرأت و شہمی و شہمی آواز سے کیا کرو۔ ہم نے آپ پر روح پرور قوی  
کتاب اتاری ہے۔ (۲۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مقدم شرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات  
کی عبادت کا تذکرہ بول کیا، میں جب حیض کی حالت میں ہوتی، میں اپنے کپڑوں کو ٹون کی نجاست سے  
مغفوطا کر لیتی۔ آنحضرت ۳ میرے ساتھ ایک بستر پر اپنی خوشی کے پیش نظر پڑے رہتے۔ بعدہ مغفوطی  
ویر رات کی عبادت کے لئے قسم اللیل الا تسلیلاً ۝ یعنی رات کو مغفوطا سو یا کرو، کے پیش نظر  
اٹھ کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

جمیر بن نفیر رح بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعد فراغت حج حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے  
اخلاق کے متعلق سوال کیا تو مجھے جواب ملا آپ کا خلق تشریح مجید تھا اور سراقیام کے متعلق تھا، تو

صدیقہ رضی نے یا ایہا المرسل کی طرف توجہ دلائی کہ یہ آپ کا قیام تھا۔

سعد بن ہشام رضی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی بعد اس نے اپنی عینہ والی اراحمی کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس روپے سے گھوڑے اور جنگی اسلحہ خریدے، پھر اہل روم سے جہاد کے جام شہادت نوش کرے۔ اس کی ملاقات چند انصار سے مدینہ پاک میں ہوئی، انہوں نے ایسا کرنے سے منع کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں چھ انصاری افراد نے ایسا غم کیا تھا جسے آپ نے ناپسند فرمایا تھا، بعد اس نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔

بعد ہم اسے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے پھر اس نے پوری تفصیل محترمہ سے کی، میرے ساتھ حکیم بن ارفح تھے، محترمہ نے حکیم صاحب کو پہچان لیا اور سوال کیا آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں میں نے جواب دیا سعد بن ہشام ہیں ہشام کون، ابن عامر کے فرزند، محترمہ نے کہا بہت اچھا آدمی تھا غزوہ احد میں شہید ہو گیا تھا، بعد میں نے آپ سے دو سوال کئے (۱) خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۲) رات کا قیام،

پہلے سوال کا جواب یہ تھا کہ آنحضرت کا خلق قرآن مجید تھا، دوسرا یہ تھا کہ سورہ منزل آپ کے قیام کی پوری تفصیل ہے۔ پہلے آپ پر اس رات کا قیام فرض تھا۔ چنانچہ آنحضرت نے مع صحابہ کرام اتنا قیام کیا کہ آپ کے قدم مبارک پھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دو گرام کو بارہ ماہ تک قائم رکھا، پھر تخفیف کا تذکرہ اس صورت کے آخر میں تھا۔ پھر رات کا قیام نقل فرما دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی نے قمر اللیل الاقبلی کی تفسیروں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ ایمان والوں کو رات کے قیام کا حکم دیا، یہ قیام صحابہ کو دشوار ہوا جس کے پیش نظر بعد عِلْمِ اَنْ سَيَكُونُ شَكْرًا وَرَحْمَةً دینی امکان ہے کہ کچھ لوگ تم سے بیمار ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے آسانی کر دی، ان دونوں آیات یا ایہا المرسل قمر اللیل فاترؤا ما تیسر تا آخر سورت ایک سال کا وقفہ تھا، جاہل بن عبد اللہ فرمایا کرتے ہیں، مگر آنحضرت نے ابجدیہ کو ایک لشکر کا امیر بنایا تھا، اس میں رات کے قیام کا حکم تھا، صحابہ قیام کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے قدموں میں درم (سوج) ہو جاتا، یہ سال دراصل بھوک کا تھا، بعد اللہ تعالیٰ نے یہ قیام معاف کر دیا،

حسن سورہ منزل کے نزول پر بحث یوں کرتے ہیں یا ایہا المرسل تا قمن شاعر اتخذ الی ربہ سبیلًا، ایک سال بعد ان ربک یصلو انک، تقوہ ادنی من ثلثی اللیل ونصفہ و ثلثہ و طائفۃ من الذین معک کا نزل ہوا، بخدا قوم نے تم کا وٹ محسوس نہیں کی، واللہ

يقدر الليل والنهار علم ان لن تحصى فتابع عليكم

اور اللہ تعالیٰ دن اور رات کا اندازہ رکھتا ہے، اس سے معلوم ہے کہ تم یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے، اسی بنا پر اس نے تمہیں معاف کر دیا ہے، حضرت حسنؓ یہ پڑھ کر آب دیدہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کا ترانہ گایا، کہ اس نے رات کے فرض قیام کو نفل میں تبدیل کر دیا، علم ان سیکون منکم مرضی و اخریون یفعلون فی الارض ینبتون من فضل اللہ تا فاقروا ما تیسرہ منہ، اللہ کے علم میں ہے کہ کہیں تم سے بیمار نہ ہو جاویں، اور ایک جماعت زمین میں گردان ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے محتاج ہیں، آسان صورت یہی ہے جتنا تم پڑھ سکو، اتنا ہی پڑھو، رات کا قیام ضروری ہے،

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ کو ادا کرو، یہ دونوں فرض ہیں اعمال کی اصلاح کا تعلق ان دونوں کی ادائیگی سے ہے۔

عبدالرحمن بن سلمیٰؓ یا ایہا المزمحل الا قلیلاً کے نزول کا سبب یوں بیان کرتے ہیں، ایک سال صحابہ نے اس پر عمل کیا حتیٰ کہ ان کے پاؤں اور پنڈلیاں پھول گئیں، انھیں یاد تازہ کر کے سن سنا اتخذ الی ربہ سبیلاً تا فاقروا ما تیسرہ یقیناً یہ کامل نصیحت ہے جس کی مرضی ہو وہ نوافل کا طریقہ جاری رکھے جس میں اسے سہولت ہو،

قادہؓ اس سورہ کے نزول کا سبب بیان کرتے ہیں ایک سال صحابہ مع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام کرتے رہے، فرض قیام کو نفل قرار دیا پہلے فرض قیام کی جگہ روایات منسوخ کر دی گئیں، عکرمہ مفسر قرآن اس سورت کا نزول اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ ایک سال اس پر عمل کرتے رہے جس کے اثرات نے انہیں مصلحتی کر دیا، بعدہ فرض قیام کو نفل کر دیا گیا۔

حضرت عطارؓ کا نوا قلیلاً من اللیل تا یسجدون دسویں رات کو بہت کم سوتا ہے، کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ کو بہت قلیل قیام کا حکم دیا، تو ان کی حالت قابل دید تھی، مسجد کے ایک کونہ میں پچکیاں باندھ کے روتے تھے، اس پر نصیحت کا حکم دیا گیا، فرضی نماز ادا کرو، عکرمہ سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ میں قرآن سیکھ رہا ہوں مجھے لوگ رات کو سونے سے روکتے ہیں۔ آپ نے اس کا جواب دیا اس کو سمجھ کر پڑھنا عدم علم کی حالت سے سونا ہی بہتر ہے۔

حاشیہ - ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے لڑکے حافظ قرآن کی شکایت کی کہ وہ رات کو سوتا ہے آپ نے جواب دیا اس کا کیا جرم ہے کہ وہ رات کو آرام نہ کرے یعنی آرام کرنے اور تمام قرآن ابن کثیر۔

ابن ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا اور ہر ایک لشکر کا فرد قرآن سے لگاؤ رکھتا تھا، ایک نوجوان کو لایا گیا، آپ نے اُسے کہا تجھے کتنا قرآن پاک حفظ ہے اس نے جواب دیا مجھے سورۃ بقرہ یاد ہے۔ دوران گفتگو ایک مکرم شخص نے کہا بخدا اگر مجھے قیام کرنے کی پابندی نہ ہوتی تو یقیناً میں بھی قرآن کی تعلیم حاصل کر لیتا۔ یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور اس کی تلاوت کرو، اس کے لئے رات کے قیام کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ بعدہ کہا جس نے قرآن مجید سیکھ لیا اور قیام بھی کیا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کستوری کی تھیلی بھر پور سے ہر حکم خوشبو کی مہک آ رہی ہو اور جو پڑھ کر سو گیا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کستوری کی تھیلی کا منہ باندھ دیا گیا ہو، خوشبو کی مہک کا اثر بھی نہ رہا۔

مجاہد اور بخاری نے ایک دفعہ حسن بصریؒ سے کہا کہ ایک آدمی حافظ قرآن ہے وہ صرف فرضی نمازیں پڑھتا ہے لیکن وہ رات کو قیام نہیں کرتا۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، آپ نے اسے غافل گروہ میں شمار کیا، میں نے اس پر کہا حضرت قرآن میں ہے جو آسان ہو پڑھو، فرمانے لگے ہاں کم از کم رات کو پچاس آیات کی تلاوت تو کرے۔

معمراً کہتے ہیں ابن طاووس سے میں نے کہا کیا آپ کے والد محترم صبح تک سو جایا کرتے تھے کبھی کبھار ایسا ہوتا تھا نہیں تو وہ اکثر صبح رات کا بیدار رہتے تھے،

طارق بن شہابؒ ذکر کرتے ہیں میں نے ایک راست مسلمان کے پاس بسر کی تاکہ آپ کی رات کی عبادت کا جائزہ لوں۔ آپ صبح رات کو سو جاتے۔

یہ فرماتے، پانچ فرض نمازوں کی پابندی کرنا فرض عین ہے، اور یہی تمام قسم کی مصائب کا علاج ہیں اسما تو فرماتے عشر کی نماز کی ادائیگی کے بعد انسان کی عقلی زندگی کی تین صورتیں ہیں۔

۱) لالہ و لعلیہ، وہ شخص جس نے لوگوں سے پھپھکی رات کی تاریکی میں گناہوں کی معافی مانگی، یہ خوش قسمت ہے اس پر کوئی سزا نہیں ہے۔

۲) علیہ و لالہ، وہ شخص ہے جس نے موقع پا کر رات کی تاریکی میں جرائم کئے اس پر وبال ہے اور اس کا کوئی راہنما نہیں ہے۔

۳) لالہ و لعلیہ، یہ وہ ہے جس نے اپنی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی اس پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔

ایک شخص نے کہا، میں رات کو نفل پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، آپ نے اسے کہا دن کو برائیوں سے رک جا،

اس صورت میں رات کو نماز نفل پڑھنے کی چندال ضرورت نہیں ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں تہجد اور نوافل پڑھنے کی بہت خواہش رکھتا ہوں لیکن کمزوری کی بنا پر ان کی ادائیگی کی طاقت نہیں ہے آپ نے فرمایا جتنا ہو سکے قیام کریں۔ ورنہ تقویٰ سے کام لو۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ مومن کی بدترین حالت یہ ہے کہ وہ رات کے قیام کے وقت سو جائے۔ فاجر کی بہترین حالت یہ ہے کہ وہ سو جائے اور مومن جب عالم بیداری میں ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگن ہو گا۔ اس لئے اس کی بیداری محبوب ہے اور فاجر بیداری میں گناہوں میں سرشار ہو گا۔ اس لئے اس کا سونا اولیٰ ہے۔

نعمان بن نوفل جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا میں حلال اور حرام کو خوب جانتا ہوں، اور فرائض کی ادائیگی اہتمام سے کرتا ہوں کیا مجھے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں یقیناً، ایک روایت بطور استغناء یہ ہے اس نے یہ چیزیں پیش کیں، آپ نے فرمایا ہاں جنت ضرور ملے گی، قتادہ نے، منزل کا معنی یہ کیا ہے، جو آدمی اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ لے، عکرمہ نے منزل اور طہرہ کا ترجمہ آدمی کا حکم کی تعمیل کرنا مراد لیا ہے۔

منزل کی قرأت ادغام اور تشدید دونوں کے ساتھ ہے اسی قرأت پر امت کا اتفاق ہے۔ ابی عبیدہ ابو جہر، نافع، جاسم، ابو عمر اور نسائی نے بھی اسی قرأت کو ترمیم دی ہے۔

امام شافعی قوی اعتماد کے بعد فرماتے ہیں کہ رب العزت نے سورۃ منزل میں پہلے فرض کا تذکرہ فرمایا پھر اسی صورت میں اس کو منسوخ کر دیا۔ پھر فرض نماز کو اتار کر جملہ صورتوں کو بالترتیب منسوخ کر دیا۔ یعنی اب رات کا قیام فرض نہ رہا بلکہ نفل رہے گا۔ بعض کا خیال ہے سورۃ منزل کے قیام صلوة کی تفسیح اقمہ الصلوة لذلک الشمس الی غروب اللیل، نماز کو اب سورج ڈھلنے ہی پڑھ لیا کریں، رات کی تاریکی تک دوسری آیت ان قرآن العجربکان مشہوداً فجر کی تلاوت کے وقت فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے،

فرض نماز صرف پانچ ہی ہیں، باقی نوافل ہیں، من اللیل فتتجد بہ نافذة لک رات کے کچھ حصے میں قیام کرو، وہ آپ کی نفل عبادت ہوگی یعنی راست نفل ہے فرض نہیں ہے، علمدان لن تحصوہ کا ترجمہ ابو عبیدہ نے تلاوت رکعت کیا ہے اس کے بالعکس علماء نے عربی اصول کے پیش نظر اس کا ترجمہ طاقت کے معنی میں کیا ہے جیسا کہ عرب کا تہ اور ہے۔ اہل حلی کذا۔ اسی ما اذلیقہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

اسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ استقیما اولن تحصوا ای لن تطیقوا یعنی تم ہر امر میں طاقت نہیں رکھتے تاکہ اسے کما حقہ ادا کر سکو بلکہ کرتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو۔

ابی صلح فرماتے ہیں جب ان ربك يعلم انك تقوم ادنى اثير رب غوب بما تاتى ہے آپ کے قیام کو یہ آیت اتی تو جبرائیل امین نے کہا میں تم پر اسے دشوار کر دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں اور ساتھ ہی جبرائیل نے کہہ دیا ہماری منزل متعین ہے، ہم یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں صغیر باندھ کر عبادت کرتے ہیں اور ہم تسلیح بھی کرتے ہیں،

حسن اور قناد نے لن تحسوا کا معنی یہ کیا ہے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، علامہ محمد بن نصر بعض علماء کی تفسیر فتح اللیل الاقلیلا کی ذیل پیش کرتے ہیں، رات کو کچھ حصہ نماز پڑھ لو اور کچھ حصہ آرام کرو جس حصہ میں سونا ہے  $\frac{1}{4}$  بعد  $\frac{1}{4}$  کا ذکر اس کا دلیل ہے  $\frac{1}{4}$  کا  $\frac{1}{4}$  کر لیا کرو،  $\frac{1}{4}$  سے  $\frac{1}{4}$  سے  $\frac{1}{4}$  تک رات کو قیام کریں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام نے اپنے اپنے قیام کی حد مقرر کر لی جس پر انہیں دشواری ہوئی، اس منظر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے تخفیف کا حکم دے دیا، دو تہائی  $\frac{1}{2}$  اور  $\frac{1}{4}$  سب حالتیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری دیکھ لی ہیں۔

رات کے قیام کی ان تجلہ صورتوں کے بعد امام شافعی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رات کا قیام اس سورت کے اثناء میں فرض کیا اور بعد آیات میں اسی قیام کو سہولت دے کر نفل قرار دیا، ساتیسرے سے مراد پانچ نمازوں کی فرضیت ہے اور باقی نفل نماز، خلاصہ:۔ جتنے احوال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کی ہیں وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سورت سے رات کا قیام نفل ہے فرضی نہیں ہے فاقترؤ ساتیسرے میں صرف اختیار ہے فرض نہیں ہے،

علامہ بروذی اپنی رائے کے یوں پیش کرتے ہیں کہ رات کے قیام کو پانچ فرضی نمازوں سے نسخ قرار دینا یہ خلاف قیاس ہے کیونکہ فرضی نمازیں کہ میں معراج کے موقع پر فرض کی گئی اور یہ سورت مٹا ہے اور نوافل کا تذکرہ بعد میں ہوا ہے،

قتال، زکوٰۃ، مدینہ میں فرض ہوئی ہے اور فاقترؤ ساتیسرے میں مدینہ میں نازل ہوئی ہے جابرہ کی حدیث میں لشکر کی روانگی کا تذکرہ جس میں اب نے رات کے قیام کو لکھا تھا، یہ بھی مدینہ کا واقعہ ہے۔ جو لوگ فاقترؤ ساتیسرے سے یہ استدلال لیتے ہیں کہ رات کا قیام فرض ہے ان کا یہ استدلال



صحیح نہیں ہے کیونکہ فاقروہ ساتیس میں یہ اشارہ ہے کہ پہلے رات کا قیام فرض تھا اب تمہیں آسانی ہے جس کی خوشی ہو تو اب کا مستحق ہو گا جو نہیں کرے گا اسے وعید نہ ہوگی۔

اصحابِ راہی :- یا ایہا الذین امنوا اذا تدبرتم بدین الی اجل مستقیم بقرۃ ۲

بعض اصحابِ راہی نے فاقروہ ساتیس سے یہ استدلال لیا ہے کہ فرضی نمازوں میں قرأت واجب ہے، اس کے لئے کسی متعین سورت کی قرأت واجب نہیں ہے جس کی بنا پر انہوں نے سورۃ فاتحہ کا تلفظ امام کے پڑھنے کا انکار کر دیا اور یوں تاویل کی کہ جو آسان ہو پڑھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھے، اس تاویل کا بھی انہوں نے یوں انکار کیا۔ ضروری ہے ۳ آیات پڑھے یا اس سے زیادہ، یا ایک ایسی آیت مثلاً ایۃ الکرسی، ایۃ الذین اور اگر مختصر ایۃ مثلاً صدکھا صلات، ولم یصلد، پڑھے تو یہ کافی نہ ہوگی کیونکہ یہ فرضی نماز کی قرأت کے لئے آیت نہ ہوگی، حقیقت یہ ہے کہ یہ فاقروہ ساتیس، رات کے قیام کے لئے اتاری گئی تھی، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرضی نمازوں کی قرأت کا تعین ایسا ہی سنا ہے جیسا کہ رکوع اور سجدہ کی تعداد اور نماز کے باقی اہم نکات ذکر ملتا ہے فرضی نماز کی قرأت کا مسئلہ ہم کسی اور کتاب میں نقل کریں گے۔

ہم نے فاقروہ ساتیس کی آیت کا تذکرہ رات کے نوافل میں کیا ہے۔ اب آپ پر ضروری ہے کہ اس آیت کا مصداق بیان کر دے، کہ کونسا حصہ قرآن کا مقتدی پر پڑھنا دشوار ہے اور اگر آپ اس کی حد متعین کریں گے تین آیت،

طویل یا قصیر، تو پھر ہمارا سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ حد کس نے بیان کی ہے تو اس کا جواب آپ کے پاس قطعاً نہ ہوگا، پھر آپ پر لازم آئے گا کہ اگر کوئی یہ طویل آیت نہ پڑھ سکے، اسے آپ الٹا پڑھنے کی اجازت دیں اور وہ رکوع کرے اس میں آپ کی قید کے مطابق آسانی نہ ہوئی، لہذا یہ اجازت دے کر آپ خلاف سنت کے مرتکب ہوئے اور علماء کی رائے کا آپ نے اختلاف کیا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور تیل القرآن ترتیلاً، حروف واضح واضح کر کے قرآن کی تلاوت کر دے کسی نے مفسر قرآن سے تذکرہ کیا، میں تو بہت تیز پڑھتا ہوں آپ نے کہا مجھے ترتیل سے پڑھنا بہت محبوب ہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، علامہ رضی نے ابن مسعود کو قرآن سنایا آپ نے فرمایا ترتیل سے قرآن پڑھو یہ ترتیل قرآن کی زینت ہے۔

عقلمندان بتاتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کی اقتدار میں فجر کی نماز پڑھی آپ تریل سے پڑھتے اور تکلفات سے آپ کی قرأت پاک تھی، آپ کی آواز مسجد میں سنی جاتی تھی۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت میں وضاحت ہوتی تھی۔ امام مجاہد و رسل القرآن تدریسا کی تفسیر ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا کرتے تھے، ایک روایت یوں ملتی ہے کہ ہنگامہ پڑھتے،

حضرت حفصہؓ آپ کی قرأت کے متعلق فرماتی ہیں کہ آپ سورۃ میں اتنی تریل کرتے کہ وہ سورت انتہائی لمبی ہو جاتی۔  
مسلم ج ۱ ص ۲۵۲ بیہقی ج ۲ ص ۲۹

حضرت قتادہ بتاتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز ادا کی آپ نے لمبی سورت شروع کی آپ حسن انداز سے پڑھتے تریل کرتے اور رکوع کرتے، حضرت حسنؓ نے اناسلقی علیہ السلام قولاً ثقیلاً (ہم نے اس پر ایک قوی چیز اتاری ہے) ثقیل کا معنی بوجھ کیا ہے ایک اثر آپ سے یہ بھی ملتا ہے کہ اس قرأت کا وزن ربانی ترازو میں بھاری ہوگا۔

ترجمہ ثقیل ۱۔ نفیس کے معنی میں بھی ہوتا ہے جیسے ترکت فیکم الثقلین۔ میں وہ نفیس پھیریں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ قتادہ ثقیلاً۔ سے مراد قرآن کے فرائض اور حدود کو ثقیل کہتا ہے۔ دوسری آپ کی روایت یوں ہے کہ اس کی قرأت ثقیل نہیں بلکہ فرائض اور سنن بھاری ہیں۔

بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ وحی کے نزول کے وقت اس پر بوجھ ہوتا تھا شام بن عمرو اپنے والد سے وحی کے نزول کی حالت کا تذکرہ کر رہے تھے جب آپ اونٹنی پر سوار ہوتے تو اونٹنی کی گردن اندر کودھیں جاتی بعد اختتام وحی وہ حالت نہ رہتی تھی۔

اسما بنت زید کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عصبانہ اونٹنی کی ٹکیل اپنے ہاتھ میں تھامی ہوتی تھی، مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں اونٹنی کا بازو نہ ٹوٹ جائے یہ واقعہ سورۃ مادہ کے نزول کا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضویا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے نزول وحی کی حالت پوچھی، آپ نے اسے جواب دیا اس کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں

(۱) کبھی لوہی کی آواز ماثور برپا ہوتا ہے (۲) انسانی شکل میں فرشتہ آتا ہے۔ یہ حالت مجھ پر بہت دشوار ہوتی ہے (۳) فرشتہ مجھے خبر دیتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲

ابن سعید خدیجی آپ کی نزول وحی کی کیفیت یوں بتاتے ہیں، مگر آپ پسینہ سے بھر پور ہو جاتے تھے اور سانس پھول جاتا تھا۔

۱۸-۱۹

رات کے قیام کی ترغیب قرآن مجید کی روشنی میں

(۱) ومن الليل فتعجذ به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا

رات کے ایک حصہ میں بعد سونے کے عبادت کر اور وہ عبادت آپ کی نقلی ہوگی، یقیناً تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

پ ۱۵ بنی اسرائیل

(۲) واذكر سم ربك بكرة واصيلا ومن الليل فاسجد له وسبحه ليلا طويلا

اپنے رب کا ذکر صبح اور شام کیجئے اور رات کے کسی حصہ میں اور پوری رات نفل پڑھو،

پ ۲۹ دھر

(۳) وسبح مجد ربك حسين تقوم

(۳) ومن الليل فسبحه وادبار السجود

قیام کے وقت اللہ کی حمد کیجئے،

رات کے ایک حصہ میں نفل پڑھیے اور بعد

فجر بھی۔

ق ۲۶

(۴) انما يؤمن بايدين الذين اذا ذكروا

بها خروا سجداً وسجوا بحمد ربهم وهم

لا يستكبرون تجاني جنوبهم عن المفاجع

يلتعنون ربهم خوفاً وطعاً ومارزئتهم

سجده ۲۱

ينفقون

ہماری آیات پر ایمان لانے والے آیات کی یاد پر

سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کی حمد اور تسبیح کے

ترانے گاتے ہیں، تکبر سے کنارہ کش رہتے ہیں وہ

اپنے بستروں پر آرام کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے

دعائیں خوف اور طمع کی شکل میں کرتے ہیں اور وہ

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔

رات کا قیام کرنا واقعہً مشکل ترین ہے زبان پر الفاظ کی

ادائیگی دشوار ہو جاتی ہے، دل میں بھی نوافل پڑھنا

موجب راحت ہے۔

اللہ والے رات کی نیت عبادت کیلئے سوام کر دیتے تھے سہری

کے وقت استغفار ان کی خوراک ہوتی تھی۔

(۵) ان ناشئة الليل هي اشد وطأ و

اقوم قبلاً، ان لك في النهار سباً طويلاً

پ ۲۹ المنزل

(۶) كانوا قليلاً من الليل ما يهجعون، با

الاسحار هم يستغفرون، پ ۲۶ فاریات

(۷) مستغفرین بالاسحار

پرفقان

(۸) امن هو قانت انا للیل  
ساجداً وقائماً یحذر الاخرة ویرجوا  
رحمة ربہ

(۹) یتلون آیات اللہ انا للیل  
وہم سجدون

۲۲ آل عمران

(۱۰) وعباد الرحمن الذین یمشون  
علی الارض هوناً و اذا خاطبهم  
الجاهلون قالوا سلاماً والذین  
یمشون لربہم سجداً وقیاماً

۲۳ زمر

اللہ والے سحری کے وقت استغفار کرتے  
ہیں۔

وہ کتنا خوش بخت ہے جس کی رات کی گھڑیاں سجدہ  
اور قیام اور فکر آخرت اور امید رحمت ربانی میں  
صرف ہوتی ہیں۔

اللہ والے آیات اللہ کا سجدہ کی حالت میں  
درد کرتے ہیں۔

رحمن کو راضی کرنے والوں کی ہر طرز زندگی نرالی ہے۔  
وہ زمین پر تمانت سے چلتے ہیں۔ نادان سے  
بات کرتے وقت ان کے دل کو گزند نہیں پہنچاتے  
بلکہ مصیحتانہ انداز سے اپنا دامن بچاتے ہیں۔

ان کی رات سجدہ اور قیام میں بسر ہوتی ہے۔

عبد اللہ بن قیس نے حضرت عائشہ صدیقہ سے ایک قوم کا تذکرہ کیا کہ وہ ادائیگی فریقین پر شاواہاں  
ہیں نوافل کی پرواہ نہیں کرتے، حجرت نے جواب دیا بجز اللہ تعالیٰ ان سے فریقین کا سوال کرے گا۔  
وہ لوگ دن کو خطا کرتے ہیں اور تمہاری طرز زندگی ان کے برعکس ہے تمہارا تعلق نبی سے اور نبی کا تعلق  
تم سے ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ باوجود علیل ہونے کے بیٹھ کر عبادت کرتے  
تھے سجدہ آپ نے دیکھا کہ رات کی نفل عبادت میں آیات ربانی کا نزول شروع ہو گیا۔

تہجد سو کر اٹھنے کے بعد نماز پڑھنے کا نام ہے، بقول علقمہ: ما اسودما

عمر بن عبدالعزیز انصاری کہتے ہیں رات کو قیام کرنا پھر سو جانا اس کو تہجد کہنا درست نہیں ہے۔

بلکہ تہجد یہ ہے کہ پہلے آدمی سو جائے پھر اللہ اللہ کرے، سو جائے پھر نوافل پڑھے صبح تک یہ تہجد  
ہوگی یا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کا اسوہ تھا۔

ابی اسحاق: ناقلہ لک کی تفسیر صرف آنحضرت سے مخصوص کرتے ہیں عجیب مفسر قرآن

اسی آیت کی تفسیر آنحضرت کا خاصہ قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ سے سابقہ اور آخری جملہ ادھر لکھا گیا کہ

معاف کر دیا گیا تھا، آپ کا جو عمل بھی فرائض کے علاوہ ہوگا، وہ نفل ہوگا، اس لئے کہ آپ سے کوئی گناہ ہی نہیں ہوا اور نوافل گناہوں کی تلافی کے لئے ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جو لوگ فرائض کے بعد نوافل پڑھتے ہیں ان کا مقصد گناہوں کی معافی اور ازالہ ہوتا ہے۔ تو وہ ان کے لئے نوافل نہ ہوں گے۔

حسن رات کے نوافل صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔

قتادہ اس آیت کی تفسیر میں آپ کے یہ نفل اور فضیلت بیان کی ہے۔

بقول ابوامامہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان وضو کرتا ہے گناہ اس کے کان، ماٹھ، مادونوں پاؤں سے نکل جاتے ہیں اور اگر وہ بیٹھ جائے تو اس کے گناہ معاف ہوں گے۔ ابوامامہ فرماتے ہیں نفل صرف آپ کے لئے مخصوص تھے۔

دیکھنے نے اس آیت کو آنحضرت کا خاصہ قرار دیا ہے۔

علامہ محمد بن لغڑ آنحضرت کی طرف بات منسوب کرتے ہوئے فرماتے ہیں مسجد کو جانا اور بعد وضو نماز پڑھنا نفل ہے۔ اس پر ایک دوسری حدیث شاہد ہے مسجد کو جانا پھر وضو کرنا یہ نفل ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کے لئے آدمی کا وضو کرنا اس سے اللہ تعالیٰ گناہ دور کر دیتے ہیں۔ باقی رہا نماز پڑھنا تو وہ نوافل میں شامل ہوگا۔

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرمیں کی ہیں ان سے پچاس نیکیاں ملتی ہیں جو اسے ترک کر دے گا اسے تین سو ملیں گی۔ باقی صرف بیس رہ گئیں اور اگر ربوع کرے چالیس باقی دس، پھر اسے نوافل کا ثواب ملے گا جس طرح مال غنیمت کی تقسیم نفل ملتا ہے لیکن حصہ نفل سے افضل ہے۔

ابن مسعودؓ نے تطہیر کو آنحضرت اور دوسروں کے لئے نفل قرار دیا ہے اس پر لغوی معنی دال ہے۔

حضرت ابی امامہؓ نے جو بیان کیا ہے وضو سا پڑھنا گناہوں کی تلافی ملتا ہے بعد نماز نفل میں جاتی ہے

اس سے دریافت کیا گیا تیرا سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ہے اس سے جواب دیا میں صرف ایک مرتبہ ہی نہیں بلکہ کئی بار سن چکا ہوں دو تین چار پانچ کی کوئی قید نہیں ہے،

”تبتجانی جنوبہم عن امضاجہ کی تفسیر“

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم نے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ تبوک سے واپسی پر موصوفہ پاکہ سوال کیا، حضرت جی جنت میں لے جانے والا عمل بتائیے، آپ نے اس سوال کا استیصال صحیح (واہ واہ) سے کیا، بعدہ آپ نے فرمایا سوال بڑا عظیم الشان ہے لیکن میں کما حقہ پر کہنے کی تو فریق ہے اس کے لئے بالکل آسان ہے۔

فرض نماز اور فرضی زکوٰۃ کو ادا کرنا، شرک نہ کرنا، مزید تجھے جنت کے ابواب کی بشارت دیتا ہوں، روزہ گناہوں کی ڈھال ہے اور صدقہ دن، قیامت کے خلاصی کی دلیل ہوگی، اور رات کو قیام کرنا الشان کے گناہوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تبتجانی جنوبہم عن امضاجہ یلذون ربہم خوفًا وطمعًا تلاوت کی،

مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر یوں پیش کرتے ہیں کہ قیامت کے روز زمین کو کشادہ کر دیا جائے گا جیسا کہ کچے چمڑے کو کھلا کر دیا جاتا ہے اور تمام مخلوقات اس اور جن کو ایک چٹیل میدان میں اکٹھا کر دیا جائے گا، ایک منادی کہنے والے کی ان الفاظ سے آواز آئے گی۔ بزرگی والو! آج تمہیں تمہاری کمائی کا صلہ دیا جائے گا۔

۱) پہلا گروہ اللہ تعالیٰ کی ہر حالت پر حمد کرنے والا اٹھے گا پھر اسے جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔ دوسری نذر تبتجانی جنوبہم عن امضاجہ یلذون ربہم خوفًا وطمعًا والا گروہ جنت کو روانہ کیا جائے گا،

تیسری نذر پر فراتس کی پابندی کرنے والوں یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر تمام کاروبار کو قربان کرنے والے کو جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔ یہ وہ جماعت جو ڈرتے تھے اس دن سے جس میں نگاہ اور دل روزہ باندھام ہو جائیں گے۔

چہنم سے ایک گروہ نکلیے گی جس کی دو چکرار آنکھیں اور فصیح زبان ہوگی۔ اور وہ کہے گی میں تین قسم کے آدمیوں کی نگرانی کے لئے تیار کی گئی ہوں، ذیل میں ملاحظہ ہو،

۱) جنار، سکرش، عندی، اسے اس طرح پکڑے گی جس طرح پرندہ تل کا دانہ پکڑتا ہے پھر اسے چہنم میں لے جائے گی۔

یہ گردن دوبارہ جہنم سے نکلے گی، اس طرح کہے گی میں اس کے سپر کی گئی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، وہ صفوں سے ایسے پکڑ کر لے جائے گی جیسا کہ پزندہ تل کو پکڑتا ہے۔ اسے جہنم میں لے جائے گی۔ پھر تیسری بار یہ آگ جہنم سے نکلے گی، یوں کہے گی میں ان کے حواس کی گئی ہوں جو نقویروں کے دلدادہ ہیں۔

آگ ایسا پکڑے گی جیسا کہ پزندہ تل کے دانہ کو پکڑ لیتا ہے یہ ان کو جہنم کی طرف لے جائے گی جب یہ دونوں گروہ اپنے اپنے مقام میں داخلہ لے لیں گے پروانہ اعمال پھیلائے جائیں گے۔ اور ترازو رکھ دیا جائے گا۔ اور پوری مخلوق کو حساب کے لئے بلایا جائے گا۔

عقب بن عامر اور ربیعہ الجرجسی نے اس طرح تفسیر کیا ہے :-

اسما بنت یزیدؓ بتاتی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اولین اور آخرین کو اکٹھا کیا جائے گا رمنادی والاندادے گا تیجانی جنوبہم والا گروہ اٹھے گا۔ اس کا حساب لیا جائے گا بعدہ پوری مخلوق کا حساب لیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس گروہ کے لئے ایسا سامان تیار کیا ہے آنکھ نے دیکھا نہیں اور کان نے سنا نہیں۔ اور دل پر اس کا خیال کبھی گزرا نہیں اور نہ ہی کسی فرشتے اور مرسل کو اس کا علم ہے جس کی تفسیر فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون، سے واضح ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اپنے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت تیار کی پھر دوسرے طبقے سے ملا کر ایک موتی بنا دیا پھر من دونہما جنتن بناڑھا، مخلوق کو کوئی علم نہیں ہے کہ ان میں کیا ہے کسی نفس کو علم نہیں جو کچھ اس کے لئے جنت میں تحفہ پھیلا رکھا ہے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سہیل بن سعدیؓ نے کہا کہ میں آپ کی ایک مجلس میں شریک ہوا۔ آپ نے اس میں جنت کا تفصیل سے تذکرہ کیا، پھر آپ نے اس پر فرمودہ شنی ڈالی، اس میں وہ سامان ہے جو آنکھ نے دیکھا نہیں کان نے سنا نہیں اور دل پر ایسا کبھی خیال بھی نہیں گزرا، پھر آپ نے سورۃ سجدہ کی آیت تلاوت کی، دوسری فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون،

ابو صغرتا تے ہیں کہ میں نے یہ جنت کا نقشہ اسے سنایا، ابو حازم نے کہا کیا تجھے اس نے حدیث بیان کی ہے اس نے کہا ہاں اس پر وہ مسکرایا، بعدہ کہا حقیقت ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے عمل کو پوشیدہ رکھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ثواب کو چھپا رکھا ان کے دنیاوی عمل کی بنا پر انکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

حضرت مجاہد اور حسن نے تبتجانی جنوبہم عن المفاجع کی تفسیرات کے قیام سے کی ہے۔

مجاہد کہتے ہیں رات کو وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔

صحاہ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے، وہ قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر اٹھنے بیٹھنے اور بیداری کی حالت میں کرتے ہیں اور جب بیدار ہوتے ہیں تب بھی ذکر میں رہتے ہیں۔

تبتجانی جنوبہم عن المفاجع سے مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز ہے۔

حضرت انس بن مالک نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن یحییٰ اس کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ بعض انصاری مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھتے تھے تب منذر جبہ بالا آیت نازل ہوئی۔

ابن منذر اور ابی حازم نے اس آیت کی تفسیر مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز قرار دے کر اس کا نام نماز اوابین رکھا۔

حضرت امام مسلم نے اس آیت کی تفسیر میں مطلق عشاء کی نماز مراد لی ہے، انس بن مالک عشاء کی نماز کا اہتمام کرتا، علامہ محمد بن نصر مروزی فرماتے ہیں کہ جن احادیث کا تذکرہ ہم نے حضرت معاذ کی زبان سے کیا اس کے پیش نظر یہ تشریح بالکل خلاف ہے۔ کاناواقلیلا من اللیل ما یجمعون،

حضرت ابن عباس نے اس کی تفسیر اس انداز سے کی ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جن کو فکر انوارت کے پیش نظر نیت بالکل کم آتی ہے ان کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ وہ رات بھر اللہ اللہ میں گزار دیتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ وہ بالکل کم سوتے ہیں۔

حسن بھری اور ابن ابی نجیح نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ وہ ابتداء رات سے لے کر انوارت تک نمازیں

اعابین کی نماز کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتائی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہما جب اونٹ کو ٹوٹے پاؤں چلیں چاشت کی نماز مراد ہے ۱۲ عبدالرحمن



مشغول رہتے ہیں، اور اصل استغفار کا وقت سحری کا وقت ہے۔

مجاہد نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ وہ ساری رات سوتے نہیں ہیں، ایک اور روایت میں ہے وہ تہجد نہیں پڑھتے۔

حضرت صحاک فرماتے ہیں کہ وہ رات کو اپنے اتقار کے پیش نظر کم سوتے ہیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام میں یوں تفسیر کی ہے۔

ان المتقين انى جنت و عيون اخذين ما اتاهم ربهم انهم كانوا قبل ذلك  
محسنين كانوا قليلا،

متقی لوگ باغات اور ربانی چشموں میں رہیں گے اس عمل کی بنا پر جو وہ دنیا میں کرتے تھے وہ مقصوداً  
وقت راحت میں صرف کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ میں محسن سے وہ لوگ مراد ہیں جو رات کو عبادت میں بسر کرتے ہیں۔ ویا الاسحار  
ہم يستغفرون، وہ سحری میں استغفار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا نقشہ یوں بیان کیا ہے، سب سے شک تیرا  
رب تیرے قیام کو جانتا ہے رات  $\frac{1}{3}$ ،  $\frac{1}{3}$  یہ قیام اور نیند کی کیفیت،

وطائفة من الدین معك، آپ کے صحابہ  $\frac{1}{3}$ ،  $\frac{1}{3}$ ، قیام بھی کرتے ہیں اور سوتے بھی ہیں۔  
ابراہیم فرماتے ہیں، رات کو وہ بہت کم سوتے ہیں،

مطرف فرماتے ہیں وہ ہر رات میں قیام کرتے ہیں۔

حن فرماتے ہیں وہ رات کے قیام میں کاوش کرتے ہیں۔

مسلم بن یسار فرماتے ہیں کہ مومن اپنی عملی زندگی میں ہمیشہ مصروف رہتا ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کی نماز کے دوران نماز پڑھتے ہیں۔

مطرف اس کی ایک تفسیر یوں کرتے ہیں کہ وہ رات کی نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔

حسن اور زہری اکثر وہ رات کا عبادت میں گزارتے تھے۔

ابن عاصم نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ وہ عشاء کی نماز پابندی سے ادا کرتے تھے۔

حضرت محمد بن علی بن حسین کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز پڑھتے ہیں کہ سوتے تھے۔

حضرت عطار کہتے ہیں وہ لوگ ہیں جو رات کے قیام میں رغبت کرتے تھے۔

حضرت قیس بن عطار فرماتے ہیں کہ یہ آیت فرضی نمازوں کے تعین سے قبل تھی ما قبلہ من اللیل ما یجمعون، فرضی نماز سے منسوخ ہو گئی۔

ان ناشئة اللیل ہی اشد وطأ واقوم قیلاً رات کو بیدار ہونا بہت ہی مشکل کام ہے۔

اور درست ہے بات کے لئے۔

حضرت ابن عباس نے ناشئة اللیل کی تفسیر رات کا قیام لیا ہے۔

ایک روایت میں ہے جلیلی زبان میں ناشئة کا معنی رات کا قیام ہے۔ اس کا ترجمہ ابو ابی علیہ سعید بن

کا اتفاق ہے، حضرت ابن عباس سے اس کا ترجمہ پورا رات کا قیام بھی مذکور ہے، اس پر حضرت ابن عباس

عبداللہ بن زبیر کا اتفاق ہے۔

حضرت مجاہد نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ رات کی وہ گھڑی جس میں تہجد پڑھی جائے۔

حضرت عفاک ناشئة اللیل سے پوری رات مراد لی ہے۔

عواذ بن قرق نے پوری رات کا قیام مراد لیا ہے۔

حسن اور عفاک نے اس کا ترجمہ عشاء آخرہ کیا ہے اس پر محمد بن یحییٰ انفاق ہے۔

حضرت ثابت بیان کرتے ہیں حضرت انسؓ نے عشاء اور عشاء کے درمیان قیام کرتے تھے آپ

دریافت کیا گیا یہ قیام کیا ہے آپ نے فرمایا ان ناشئة اللیل کی تفسیر ہے۔

علی بن حسن نے مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز مراد لی ہے۔ اس پر ابی حازم اور ابن مسعود

اتفاق ہے۔

ہی اشد وطأ واقوم قیلاً، رات کا جاگنا بہت مشکل کام ہے اور یہ بہت ہی درست

امش بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس نے اقوم قیلاً کو اصوب قیلاً پڑھا ہے۔ آپ سے کہا

اصوب قیلاً کیوں پڑھتے ہیں آپ نے جواب دیا قوم، اصوب، اصیبا ایک ہی معنی رکھتے ہیں

حضرت حسن نے اس آیت کے ترجمہ میں اثبت فی القرآن اور قوی فی القرآن مراد لیا ہے۔

حضرت مجاہد نے اشد وطأ کا ترجمہ یوں بیان کیا ہے کہ دل کو فارغ کرنا اور بات میں مناسبت

حضرت عفاک نے اس کا ترجمہ رات کی تلاوت کو زیادہ مؤثر ہے دن کی قرأت سے اور رات

کی نسبت زیادہ مناسب ہے۔

حضرت قتادہ نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ بھلائی میں مصنوعی اور بھلائی حفاظت ہے۔  
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی تفہیم کے لیے خلوت اور یکسوئی کی ضرورت ہے۔  
 علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض اہل عرب نے ناشئہ کو حبشی زبان کا لفظ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا  
 ہے، بمصدق کلام الہی انا انزلناہ قرآنا عربیاً، ہم نے قرآن مجید عربی زبان میں اتارا ہے۔  
 ناشئہ کا لفظ ومن ینشوانی الحلیۃ انا انشاناہن انشاء سے ماخوذ ہے،  
 اس کا معنی ابتدا کرنا ہے۔ عرب کا محاورہ نشیأت، تنشأ، انشاء شروع کرنا۔ اور کسی چیز کا  
 یکے بعد دیگرے متوجہ ہونا، انشاء ہوا اللہ، متشاعت، اس کا ترجمہ یوں بنا کہ وہ رات کی مقدس  
 گھڑیوں میں اللہ اللہ کرتے ہیں۔

اسی پر قرآنی آیت، ولقد علمتم النشأۃ الاولیٰ، شاہد ہے یعنی میں تمہاری پیدائش کی  
 ابتداء سے واقف ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس معنی کی تائید یوں کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان میں کوئی  
 نیا چیز مقرر کرتے ہو جاتے تو انہیں کیوں نہ ہو۔ ایک روایت میں ایسا بھی آیا ہے جو کہ کوئی چیز آسمان کے  
 فن پر توجہ دیکھتے تو اپنا عمل تمکک کر دیتے اور دعا کرنا شروع کر دیتے،  
 وطیٰ کی قرأت، ابو جعفر، شبیر، نافع، ابن کثیر، عامر، عاصم، عائشہ، حمزہ کسایی نے واو معقوۃ پر توجہ  
 پڑھا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واو کو زیر کے ساتھ محدود پڑھا ہے۔  
 ابو حمید نے مؤخر الذکر قرأت کو پسند کیا اور اس کی تفسیر بھی کی ہے اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ  
 کفار اور نیکوں کی موافقت ہوتی ہے راستہ کی گری میں نماز پڑھنے وقت،  
 جس نے دعا پڑھا ہے اس کا مقصد ہے نماز ہی کے لئے راستہ کی عبادت، کہ تا بہرہ ہوا، شاق  
 پیر و سال کی نسبت سے۔ ایسا کہ عرب کا محاورہ ہے۔ اشدت علی التوم وطیٰ اللہ سلطانہم  
 انا انزلناہم، تاہم کے لئے یاوشاہ کی موافقت کرنا بہت دشوار ہے کہ وہ اس کی جگہ اور بات کی تکمیل  
 کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا، رات کی عبادت کا ثواب بقدر محنت اور مشقت ملے گا۔

بعض نے اس لفظ کو مصدر تعبیر کیا ہے، الواطات فلاناً علی کذا وکذا، مواطاة موطاً، مناسبت اور اتفاق کے معنی ہیں۔

اقوم قبلاً، کا معنی ہے بات میں پورا سوز و گداز ہونا، کیونکہ رات میں تمام حرکات اور اصوات سے سکون ملتا ہے اور عبادت میں کوئی چیز مائل نہیں ہوتی ہے۔

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا، دن میں آپ کو بہت سہولتیں ہیں۔ ذیل مفسرین کی تفاسیر یہ ہیں۔

(۱) ابن عباس سے سبھا مراد نیند اور فراغت ہے۔

(۲) مجاہد ربيع بن انس قتادہ نے فراغاً طویلاً، بہت ہی فرصت لیا ہے۔

(۳) مجاہد نے تبتل الیہ تبتیلاً، کی تفسیر یوں کی ہے سوال اور دعا کی مقبولیت کا عجب وقت ہے، ایک ترجمہ خلوص بھی کیا ہے، حضرت صحاک سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

(۴) قتادہ نے دعا اور عبادت کے لئے یہ وقت وقف کر لیں، کیا ہے۔

اناء اللیل: مختلف تفاسیر منقول ہیں۔

(۱) ابن عباس رات کی عبادت مراد ہے۔

(۲) حسن رات سجدہ اور قیام میں سیر کرنا جس میں سہرا اور قدموں کو آرام ملے۔

ایک تفسیر یوں ہے، اہل رات، و مطرات، اور آخورات میں قیام کرنا کیا ہے۔

(۳) قتادہ امة قائمة يتلون آیات اللہ اناء اللیل وہم یسجدون، آپ آل عمران

اس سے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور فریق اور حد و قائم رکھتے ہیں۔ اللہ اور اخوت پر کامل

یقین رکھتے ہیں اور خیرات میں پوری دلچسپی لیتے ہیں۔

(۴) ابن مسعود نے فرمایا ہے یسوا سوا من اهل الكتاب امة قائمة اهل کتاب ولے اپنے

مسلك میں تفاوت رکھتے ہیں اس بنا پر امت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل کتاب کبھی بھی ان کی برابری نہیں

کر سکتے۔

امت محمدیہ رات کی تاریکی میں عشاء کی نماز ادا کرتے ہیں اور کوئی جماعت ایسا نہیں کرتی۔ بخاری ج ۱

(۵) مجاہد ائمہ قائمہ سے مراد انصاف کرنے والی جماعت مراد ہے۔

(۶) منصور کہتے ہیں وہ قرآن مجید مغرب اور عشاء کی نماز میں سنتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو انسانوں کے عمل کو دیکھ کر عمل کرنا حسد نہیں ہے۔ بلکہ رشک ہے۔

قرآن کو دن اور رات کی گھڑیوں میں پڑھنے والا، اور دوسرا جس کے پاس دولت کے اہل ہیں وہ انہیں دن اور رات

کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔ بعض روایات میں لفظ حسد کی بجائے تنافس کو ذکر کیا ہے کہ تمہیں ان دونوں کے عمل پر تہیّب

دی جا رہی ہے۔ اس کے راوی ابی ہریرہ، زید بن احنس، عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں۔

والذین ینتھون لربھم جحداً ویتباعدوا فرقان، جو لوگ قیام اور سجدہ میں رات بسر کرتے

ہیں۔ احسن بصری نے الذین یمشون علی الارض ہوناً، جو زمین پر وقار اور سکون سے چلتے ہیں۔ وہ مراد

لئے ہیں۔

۱) اور جب ان سے ناواقف لوگ الجھتے ہیں تو وہ اپنا دامن بچا لیتے ہیں۔ جہاں ان کی عملی زندگی کو دیکھیں

انہیں مریض قرار دیتے ہیں حالانکہ ان کی زندگی خدا کی یاد میں تندرستی کھوپکی ہے۔ ان کے قلوب انوار الہیہ سے منور

ہوتے ہیں لیکن ان کے جسم پر صحت کا کوئی نشان نہیں نظر آتا۔ انہوں نے اپنی دنیوی زندگی آخرت پر وقت کو رکھی ہے، یہی

ان کی اخلاقی زندگی عوام میں مشہور ہے۔ یہی لوگ مندرجہ بالا آیت کے مصداق ہیں۔ ان کی نگاہیں آخرت کو مبہم کر چکی ہیں۔

جنت کے مقابلہ میں تمام چیزیں ان کی نگاہوں میں جھیر ہیں جب یہ لوگ جنت میں تشریف فرما ہوں گے تو ان کی زبان حمد کا ترانہ

الحمد لله الذی اذہب عنا الحزن، ان ربنا الشکور مشکور گارہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے

جس نے ہماری تمام پریشانیوں کو دور کر دیا، یقیناً ہمارا رب بخیر اور شاکر ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہی وہ گروہ ہے جنہوں نے دنیا میں تکالیف اور خوف برداشت کیا اور تمام

لوگوں کی پریشانیوں کا علاج خوف الہی سے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے جہنم کی آگ کو بجھا دیا۔ اللہ تعالیٰ مومن پر دریاؤں

آخرت کا خوف جمع نہیں ہونے دیتا۔ دنیا کے خوف کا معاد منہ جنت ہے، ربانی انعامات

ملاحظہ ہوں،

فرمان الہی: (۱) — ابن آدم اللہ تعالیٰ کی عزت کر وہ اشیا سے الگ رہے تو یقیناً عابد ہوگا (۲)، اللہ تعالیٰ

کی تقسیم پر خوش رہے تو غنی بن جائے گا (۳)، اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک رکھے تو مسلمان بن جائے گا۔ (۴) لوگوں سے

محبت رکھ تیری زندگی عا دلانہ ہو جائے گی وہاں زیادہ ہنسے سے پر ہنر رکھو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے (یعنی روحانیت تباہ ہو جاتی ہے)

تم سے قبل کچھ اقوام ایسی بھی تھیں، وہ کثیر دولت کے جمع کرنے اور عانی نشانِ مکنات بناتے، اور ان کی امیدیں آسمان سے بندھی ہوئی تھیں، آج ان کی کمائی، مکنات اور امیدیں کہاں ہیں۔  
دولت تباہ، مکنات، مقبریں اور امیدیں خاک میں مل گئیں۔

انسان یاد رکھو، تیری زندگی کا محاسبہ تیرے علم پر ہوگا اور تیرا وقت مقرر ہے اور تیری پیشی رب پر ہوگی، اپنی زندگی کے بقا کے لئے دولت ہمیشہ لے موت کے لئے ہمیشہ تیار رہو۔

ابن آدم زمین پر سیر کر لے چڑیا ہم بعد تیری ہی قبر ہوگی (۲) انسان تیری پیرائش ہی موت کی آرام کی گھنٹی ہے (۳) انسان تو لوگوں سے میل جول رکھ لیکن ان کو دل میں حکم نہ دینا اور ان کے طاپ کو اپنے دل اور دل سے زائل رکھو، (۴) انسان اگر تو اپنی خوبیوں کا تذکرہ اور برائیوں سے نفرت چاہتا ہے تو گمان سے نفرت کر اور یقین کو عقیدت جان۔

حسن بصری فرماتے ہیں جب مومن کو پیغامِ الہی ملتا ہے تو وہ اس کی پہلے تفسیر کرتا ہے بعد وہ یقین اس کے دل کی زینت بن جاتا ہے جس کے اثرات اس کے پورے وجود کو عجز اور انکسار سے نمایاں ہوتے ہیں۔ جب میں ایسے افراد کو دیکھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے یہی وہ عباد اور مومنین سے کنارہ کشی کرنے والے منافقین گروہ ہیں جن کی توحید قرآن مجید سے پیدا اور انہیں اللہ تعالیٰ میثون علی الارض ہونا سے کی ہے۔

حسن بصری نے ہمدون کو عربی دستور کے تحت تین معنوں میں اور فارسی میں سے تفسیر کیا ہے۔ ان کا تعلق ہے جہلاہ کی غلط کاریوں کا علاج، علم اور بردباری سے کہہ سکتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ ان سے نفرت اور زحمت کرتی ہے۔ جہلاہ کی ناروا بات سننے کے باوجود اللہ تعالیٰ اور محبت سے کہتے ہیں۔

عباد اللہ کی رات کا تذکرہ قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے کہ وہ قیام اور سجدہ میں رات بسر کرتے ہیں رب تعالیٰ کا خوف ان کے رمانع کی سواری کرتا ہے اور ان کے قارم محبت الہی میں گمراہ ہاتھ نہیں اور ان کے چہرے سے سچا ہرگز نہیں ہوتا اور ان کے رخصت دل کو نہیں بنا لیتے ہیں یہ برہانیں شیعہ اللہ کا شکر ہیں۔  
حسن بصری فرماتے ہیں ان کی راتیں بیداری اور مشغول اور مشغول میں بسر کرتا ہے۔

الذین یقولون ربنا صرف عنا عذاب جہنم انت عبدنا ادھا کانت فراصا  
زبان سے یوں گویا ہوتے ہیں ہولناک جہنم کے عذاب کا رخ ہم سے ہو رہا ہے، اس کا عذاب چھٹنے والا ہے۔

عظام کا معنی ہے آسمان اور زمین کے ساتھ باقی رہنے والی چیز یا جو چیز انسانوں کو دکھ دے پھر زائل ہو جائے۔

اس کا نام غرام ہے۔

اللہ والے اپنی زندگی توحید الہی میں کھپا دیتے ہیں۔ اور اپنی تمام تمنائیں سب سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ انسان

کی دنیا اور آخرت کی بہترین خواہش نکل صالح ہی ہے۔ لیکن مردہ دل اس نعمت غلطی سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔

حسن زہری فرماتے ہیں۔ میں نے اللہ والوں کی زندگی کے ساتھ چیز لمحات گزار سے وہ راستہ کی تاریکی میں

سجدہ ریز ہوتے اور قیام کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے نیند حرام کر لی۔ وہ اپنی سرگوشی اللہ تعالیٰ سے منقطع نہ کرتے ہاں انہوں

ان کے چہروں کی سیر کرتے اور بیداری ان کا معائنہ کرتی اور آخرت کی امید ان کا استقبال کرتی اور ان کے بدن تھکاؤ

کو راحت جانتے اور بشارت ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتی اور اعمال صالح ان کے ساتھ دل لگی کرتے اور

وہ ہر نیک کام کے لئے کمر بستہ ہو جاتے یہاں تک کہ ان کا وظیفہ بھی نہ چھوڑتے۔ ان کی زندگی کا تذکرہ کرتے

اتر روتے کہ انہوں سے وارث بھی مبارک تر ہوتا ہے۔

احنف بن قیسؒ بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اس آیت لفظ انزلنا الیکم کتابا نسیہ ذکر کہ افلا

تفعلون، (الانبیاء) ہم نے قرآن مجید کو اتارا ہے اس میں بہاری عملی زندگی کا ذکر ہے تاکہ تم اپنے عقل سے کام

لو۔ حسن زہری نے مجھے کہا قرآن مجید اتارنا کہ میں اپنی عملی زندگی کا ذکر اس سے تلاش کرنے میں اپنا سچا حسیب میں نے

قرآن مجید دیا تو آپ نے ان آیات کو انتخاب کیا۔

وہ رات میں بالکل تھوڑا آرام کرتے تھے اور وہ سحری

کے وقت استغفار کرتے تھے۔

اللہ والوں کا حال سائین اور نا کارہ لوگوں کے لئے

ہوتا ہے۔

وہ اپنے بستروں سے اگسا ہو کر اپنے رب کی یاد

ڈرا اور امیدیں رکھتے ہیں۔ اپنے مال سے خیرات

کرتے ہیں۔

اللہ والے خوش حالی اور شگفتگی میں مال خرچ کرتے

میں اپنے غصہ پر کنٹرول کرتے ہیں اور لوگوں کی

واکانو قلیلاً من اللیل ما یجھجون و با

الاسرار ہم یستغفرون

و فی امور الہم ریحق لسا ائبا و المصوم

(ذاریات)

تجانی جنوبہم عن المصابیح یدعون

وبہم خوفاً وطمہاً و ہما رزقنا ہم

(سجدہ)

ینفقون فی السراء و الفسراء و

الکافلین العیظ و العانیین حسن

الناس والله يحب المحسنين ،

(آل عمران)

يُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ  
خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوَقِّعْ فِي نَفْسِهِ  
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمَفْلُحُونَ (حشر) ۲۸

يُحْتَبِنُونَ كِبَاسُ الرِّثْمِ ، وَالْفَوَاحِشُ  
وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ،  
فَلِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ إِقَامُوا  
الصَّلَاةَ وَآتَوْا مِمَّا مَنَعُوا مِنْهُم  
وَسَاءَ رِزْقًا لَّهُمْ بِنَفْسِهِمْ ،  
(شوری)

غلطیوں کو درگزر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ احسان  
والوں کو پسند کرتا ہے۔

اپنی بھوک کا وہ خیال نہیں رکھتے وہ بغیروں کو پسند  
کرتے ہیں جس نے اپنے نفس کو عمل سے بچا لیا۔ وہ  
فلاح یاب ہے۔

اللہ والے کبیرہ گناہوں اور یہودہ پن سے کنارہ کش  
ہتے ہیں اور غصہ کی حالت میں بخشش مانگتے ہیں۔  
جو لوگ اپنے رب سے دل کو لگانے میں نماز قائم کرتے  
ہیں ان کی زندگی مشورے سے بسر ہوتی ہے اور  
وہ دولت کو خرچ کرتے ہیں۔

فرمانے لگے ان روایات میں میرے عملی زندگی کا تذکرہ نہیں ہے ذیل کی آیات تلاوت کیں۔

إِذَا قِيلَ لَهُمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ إِنَّا نَتَارَكُوا  
الْحَقَّ نَا شَاعِرٌ مَجْنُونٌ (حافات)

إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْتَمَزَتْ

تَلُوبُ الذَّانِبِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآ

الْأُفْرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الذَّانِبِينَ مِنْ

دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَعْجِلُونَ (زمر)

مَا سَلَكَ فِي سَقَرٍ قَالُوا لِمَ

نُكِّنَ مِنْ الْمُصَلِّينَ وَكُنَّا نَحْنُ مِنْ

مَعَ الْهَافِئِينَ وَكُنَّا نَكْذِبُ

بِیَوْمِ الدِّينِ هَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِينَ (نثر)

تم پھر ہنرمیں کیوں گئے اسلئے کہ ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور تم ہی

مسکین کو کھانا کھلاتے ہم فضول بخت میں الجھے رہتے اور

قیامت کا انکار کرتے تھے۔ ہوا یہ کہ موت نے

ہمیں اکٹھا کیا۔



فرمانے لگے امیر اس جماعت میں بھی تعلق نہیں ہے۔ بعد اُسپ قرآن کے اوراق پلٹتے رہے بالآخر اس آیت پر کے

واخبرون انما ترغوا بئنا نوبسالم  
وخطوا عملاً صالحاً واحرزسماً  
عسى الله ان يستوب عليهم ان الله  
غفور رحيم

ان کے کچھ عمل صالح اور کچھ غیر صالح اللہ تعالیٰ  
ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اعفوا اور  
رحیم ہے۔  
مولاکریم امیر اشعار اس گزوه میں ہے۔

عمر بن ذر فرماتے ہیں اللہ والے رات کی آمد کو دیکھ کر ان لوگوں کی غفلت دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔  
کہ آرام سے رات بسر کرتے ہیں اور نیند سے الفت اور محبت کرتے ہیں۔ تویہ اللہ والے اپنے گرم بستروں کو  
چھوڑ کر اللہ کی رضا کے لئے کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ بیداری اپنا شعار اور رات کی آمد کا استقبال عبادت  
خشوع اور تہجد سے کرتے ہیں۔ اور ان کے بدن خوش محسوس کرتے ہیں نیند سے ان کی آنکھیں کھرتی ہیں۔  
اللہ والوں کی رات مشاومانی میں اور عاقلوں کی رات ندامت میں گزرتی ہے۔

اللہ والوں کی دل کی کھینچی ذکر الہی کے پانی سے تر ہوتی ہے۔ اور ان کی نگاہ قبر کی وحشت پر ہوتی ہے۔  
غفلت کی نیند میں حسرت لوگوں کی نگاہیں اس وقت کھلیں گی جب شب بیداری کرنے والوں کو انعام اور  
اکرام کی غفلت سے نوازا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید اور روزہ انسان کے لئے سفارش کریں گے۔ روزہ  
کہے گا مولاکریم میں نے اس کو کھانے اور خواہشات انسانی سے دن بھر روکے رکھا اس لئے میرا مطالبہ  
ہے اسے معاف کرنا چاہیے اسی طرح قرآن مجید التجا کرے گا اس نے مجھے پوری توجہ سے پڑھا۔ حتیٰ کہ اس نے  
اپنی نیند میرے لئے قربان کر دی اللہ تعالیٰ اس کی سفارش بھی قبول فرما کر انسان کو معاف کر دیں گے۔

حسن بھری نے قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی تیز اقسام بیان کی ہیں۔ (۱) اتحدو لجناتہ جہنوں  
نے اسے ذریعہ مطلب بنایا ہے۔ (۲) اقاموا حدودہ وہ طبقہ جس نے اس کے حروف کی حسن ادائیگی میں  
تعمیر فرمائی اور اس کے حدود سے بے نیازی کی اور امر اور مباد کے پاس جا کر تلاوت سنانی تاکہ دولت  
سمائی میں یہ طبقہ بہت شہرت پا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہرت کو تباہ کرے۔ (۳) عمد والی دواع  
ادہ ان ما یہ وہ طبقہ ہے جس نے قرآن مجید کو اپنی بیماری کا علاج سمجھا جس سے انہوں نے اپنے دلوں کو نکال کیا

اور ان کے وجود کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

اور یہ لوگ اپنی حفاظت گاہوں میں رہے اور ساتھ ہی اپنے لباسوں میں چھپے رہے یہی وہ گروہ ہے جس نے دشمن کو زیر کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی بارش کی۔ بخدا یہی وہ مقدس گروہ ہے جو قرآن مجید کی کبریت احمر کی طرح نایاب ہے۔

میں نے ان قرآن ماہوں کے ساتھ چند محاسبات بسر کئے۔ انہیں دنیا کے حصول کے ساتھ بالکل نہ تھی اور نہ ہی اس کے ضائع ہونے پر انہیں افسوس بلکہ بعض کو میری نگاہ نے ایسے دکھا کہ ۵۰، ۶۰ برس تک تن کا تھیس کپڑا تک نصیب نہ ہوا اور اب بھی دیکھتے ہیں آیا گھر بانڈی تک نہ پکیتی تھی۔ اور نہ ہی زمین پر کوئی رہائشی مکان تعمیر کیا اور نہ ہی ایسا ہوا کہ کوئی مہمان آیا اور گھر میں عمدہ کھانوں کا اہتمام قطعاً نہ ہوتا رات کی تاریکی میں اپنے پاک چہروں کو خدا کے خوف کی بنا پر فرشتے بنا لیتے پھر انہیں آنسوؤں کی موسلا دھار بارش سے تر کر دیتے۔ اپنے مالک حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں کرتے اور اپنی اخروی نجات کی سزا پوری رات وقت کر دیتے۔ نیک عمل پر پھر چکر ادا کرتے اور اس کی قبولیت کی دعائیں کرتے اور جب کوئی برائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی میں پوری کاوش کرتے ان کی زندگی کا یہی اثاثہ تھا۔

ان کو اپنے گناہوں کا اقرار ہوتا۔ مغفرت کو ذریعہ نجات بنتے۔ لوگوں کی ہتھالی حالت یہ ہے عمر کم ہے اور عمل محفوظ ہے اور موت گروں میں طواف کر رہی ہے اور آگ استقبال کر رہی ہے اللہ تعالیٰ کے فیض کارہ زانہ قدر کرو۔ عبداللہ بن جلال ثقفی اپنی غمی زندگی کا نقشہ ایوں بتاتے تھے کہ میں نے دن کو کھانا دیکھا تک نہیں امدادات عمر بھر غمزد سے بسر نہیں کی۔ بخدا عید الفطر اور عید البضی کے ایام میں بھی میرا روزہ ہوتا تھا۔

نوٹ :- اس روزہ سے مراد نفویات اور خوشی سے بے نیازی ہے۔ مترجم شاد بن اوس اپنے بستر کو کھڑا ہی سے تشبیہ دیا کرتے تھے جس طرح کہ اس میں دانے بھونے جاتے ہیں اسی طرح میرا بستر بھی ایسا ہی ہے۔

یوں دعا کرتے مولا کریم آگ کی دہشت نے میری نیند حرام کر دی ہے یہ کہہ کر نماز میں ایسا مشغول ہوتے تھے کہ بیچ تک لگے رہتے۔

ابو یحیٰ نے ایک غزوہ سے واپس گھر تشریف لائے۔ رات کا کھانا کھا کر گھر کی مسجد میں رات بھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے جب مؤذن نے اذان دی اپنی نکل تیاری کے مسجد میں تشریف لے گئے۔ بعد ازاں اپنی زوجہ محترمہ تشریف لے گئی۔

اور یوں گویا ہوئی۔ اللہ کے بندے آپ غزوہ میں رہے بعدہ آپ گھر تشریف لائے۔ آپ نے ہمارے ساتھ کوئی مسرت خیزی کا وقت ہی نہیں نکالا آپ نے جواب دیا۔

اگر تیرا کوئی نصیب ہوتا تو یقیناً میں تیرے پاس رہتا۔ لیکن اس عمر میں مجھے تیرا کبھی خیال تک نہیں آیا۔  
 انہو کو سنا عمل ہے جس سے آپ نے مجھ سے گردانی فرمائی ہے۔ اللہ کے ولی نے جواب دیا میرا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ جنت کی نعمتوں کے ساتھ رہا۔ اگر میری توجہ ان سے ہٹ جاتی یقیناً میں تیرا خیال کرتا اور ایسا کبھی نہیں ہوا۔

عبداللہ بن عمر کے پاس ایک پانی کا ٹب بھرا ہوا تھا۔ رات بھر عبادت کرتے جب آپ پر عفتی ظاری ہو جاتی پھر نماز پڑھتی شرف کر دیتے۔ یہ سلسلہ پوری رات چار مرتبہ یا پانچ مرتبہ رہتا۔

سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں میرے ابا جان اکثر صعدات کا قیام میں گزارتے۔ ابن زبیر رات کے قیام میں پورا قرآن تلاوت کرتے عمر بھر آپ کا یہی طرز عمل رہا۔ کبھی رات رکوع میں اور کبھی سجدہ میں بسر فرماتی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن زبیر کے عہد میں عمرہ کرنے تشریف لے جاتے وقت کہنے لگے مجھے کوئی بھی میرے عمل پر نہ روکے کیونکہ میں ابن زبیر کو تنگی کی حالت میں دیکھنا نہیں چاہتا۔ ہم نے آپ کی نصیحت کے خلاف کیا یعنی ہم نے آپ کو روکا اس وقت آپ فرمانے لگے تمہیں میں نے روکا تھا۔ عبداللہ بن زبیر وہ شخص ہے روزہ کا عادی اور قیام سے لگاؤ رکھنے والا۔ بخدا وہ امت فلاح یافتہ ہے پھر آپ نے میں خطاب کیا میرے والد عمر نے مجھے بتایا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کو دنیا میں سزا دیتا ہے تاکہ وہ آخرت میں خوش و خرم رہے۔ مجھے کمال یقین ہے ابن زبیر کو ایسی سزا کبھی نہ ملے گی۔ بلکہ جنت میں پیش کرے گا۔ ابن زبیر کی عملی زندگی پر مختلف خطابات ہیں۔

ان عمرو بن دینارہ۔ میری زگاہ میں ایسا کوئی بہتر نمازی نہیں گزارا۔

مالک بن سلمۃ اللہ ایک عورت کا تذکرہ کرتے ہیں کہ ایک رات عامر بن قیس نے ان کے ہاں قیام کیا۔ فرمانے لگے لوگ کیسے غفلت کی نیند میں ہیں۔ بخدا مجھے جہنم کی آگ سونے نہیں دیتی۔ آپ جب رات کو قیام کرنے لگے فرماتے میری آنکھ نیند کا ڈالنے پسند نہیں کرتی کیونکہ اس کے سامنے آگ کا نقشہ ہے۔

ربیع سلمہ کی بیٹی نے اپنے والد سے کہا لوگ غفلت کی نیند میں غمور ہیں اعدا آپ ہمیشہ بیدار رہتے ہیں۔ جواب دیا ننھی بچی تیرا باپ غفلت کی رات بسر کرنے سے ڈرتا ہے۔

عمر بن منکدر کی والدہ ایک روز فرما نے لگیں میرا جی کرتا ہے سویا ہوا دیکھو آپ نے جو اب دیا میری والدہ محترمہ خدا کی قسم جب میں سونے لگتا ہوں رات مجھے ڈراتی ہے۔ اور یہ اتنی جلدی گزرتی ہے کہ میں اپنا کوئی مقصد بھی پورا نہیں کر سکتا

حضرت سیرینؒ نے بارہ سال کی عمر میں قرآن پڑھ لیا تھا۔ رات بھر لائیں پڑھنے لگتی تھیں جلاتی تھیں، جب وہ بچھو جاتا تو صبح کی روشنی سے مکرہ منور ہوتا تھا۔

قیس برس وہ اپنی سجدہ گاہ میں رہی دو کاموں کے لئے وہاں سے اٹھتی تھی۔ انسانی عادت اور آرام کرنے کے لئے۔ اپنی گھر کی مسجد میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز ادا کر کے صبح اٹھتی رہتی جب سورج نکلتا پھر وہ نماز میں مشغول ہو جاتی۔ پھر جب نماز کا وقت ہوتا پھر اسی جگہ حاضر ہو جاتی آپ کا قول لطیف بہترین عمل کی منزل شباب میں ۹۰ سال کی عمر میں فرستہ ہو گئی۔

ابن سیرینؒ جب قرآن کے کسی مسئلہ کو حل نہ کر سکتے تو فرماتے میری بیٹی حفصہ کے پاس جا کر حل کرو۔ حفصہ کا صاحبزادہ ہذا بن کعبی کے موسم میں لکڑیاں جمع کرتا، پھر سردی کے موسم میں ان کے ٹکڑے کر کے اپنی والدہ کے لئے لکڑی ٹنگاتا آپ کی والدہ محترمہ نماز پڑھتی رہتیں اور یہ صاحب رات بھر ایسے انداز کی آگ جلاتے کہ دھواں والدہ کی عبادت گاہ میں چل نہ ہوتا۔

حفصہ فرماتی ہیں بیٹے جادو سو جادو میں خود یہ سارا کام کو لیں گی لیکن وہ اپنے اس عمل میں لگن رہتا جب یہ فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق بخشی ایک دن ایسا ہوا کہ میں نے غم میں ارادہ کیا کہ اپنے ہمس کو اس کی عبادت میں کاٹ کر رکھ دوں یکا یک میرے سامنے قرآنی آیت ولا تشتر وبعث اللہ ثمنا قلیلاً ما عند اللہ ہو خیر لکم ان کنتم تعلمون ما عندکم یفقد ما عند اللہ باق ولنجزین اللہین اجرہم باحسن ما کانوا یعملون۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے بدلہ میں دینا قلیل ہے اللہ تعالیٰ کی دولت بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تمہیں اس کا علم ہو تمہاری دولت ختم ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ختم نہ ہوں گی جن لوگوں نے صبر کا جام نوش کیا ہے ان کو ان کے صبر کے پیش نظر احسن معاوضہ دیا جائے گا۔ اس آیت کی تاثیر نے میری جگہ پریشانیوں کو کا فوراً کر دیا سبحان اللہ۔

عبدالرحمن بن زید نے عطاء خراسانی کی عملی زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم ایک جنگل میں رات بھر اپنے نماز ادا کرتے۔ جب رات کا ۱/۴ حصہ باقی رہتا آپ ہمارے خیولوں میں تشریف لاکر بیدار کرتے۔ نماز کے لئے

تیاری کرو اور صبح کے روزہ کا اہتمام کرو کیونکہ دن کا روزہ اور رات کی عبادت لوہے کے مہتیاروں اور گندی شراب سے اعلیٰ ہے۔ بھلی کرو۔ تاخیر نہ کرنا۔ پھر آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔

ابو عمیرہ عبادت کی نماز پڑھتے پڑھتے اتنا چور ہو جاتے کہ اپنے بستر پر گھٹنوں کے بل ہو جاتے۔ ثابت بن عدی نے ایک ماہ قوم کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ عبادت کے بعد اپنے بستر پر نہیں جا سکتے تھے۔

ابن ربیع عدی کی حالت بھی ایسی ہوتی ہے اس دور میں اعلیٰ عبادت شمار ہوتی تھی۔

بلال بن سہرہ اپنی زندگی میں شدت اختیار کرتے اور دن بھر سنتے رہتے اور رات کو مصلوں کی زینت

بن جاتے۔

معاویہ بن قرہ کہا کرتے کون ہے جو مجھے بتائے فلاں رات کو روتا ہے اور دن کو مسکراتا ہے۔ یعنی ایسا

ہیں ہو سکتا۔

حضرت ثابت نے بتایا ایک عابد کہا کرتا تھا جب میں نیند سے بیدار ہوتا ہوں تو پھر پرنیہ حسرا

ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ مجھے رات کو سو سننے کی توفیق نہ بخشے۔

یزید قاشقی بھی یہی جملے استعمال کیا کرتے تھے۔ بعد بن خالد نماز میں اونگھ رہے تھے بعد میں دعا کی اللہ کریم

مجھے اسی نیند سے نجات دے۔ بعد نماز میں آپ کی ایسی حالت نہیں دیکھی گئی۔

ہمام بن عمارت یوں دعا کرتے تھے یا اللہ مجھے نیند سے نجات دے اور اپنی اطاعت میں بیداری نصیب

کر۔ کسی شخص سے کہا گیا آپ سوتے کیوں نہیں فرمانے لگے مجھے خطرہ ہے میری نیند مجھ سے قرآنی عبادت کو

چھین نہ لے۔

مروان بن عبد شمس رات کے کسی حصہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر قبرستان پھلاجاتا اور کہتا قبروں کے ہمالوں، تمہارے

عملی زندگی کے صحیفے لپیٹے جا چکے اور قلمیں بند ہو گئیں۔ برائی تم سے نفرت کرتی ہے اور نیکی سے تم بے نیاز ہو۔ پھر

خواب دوتے،

گھوڑے سے اتر کر نماز پڑھتے۔ جب صبح صادق ہوتی۔ مسجد میں آکر نماز ادا کرتے آخرت کی نگرانی پر

سوار رہتی تھی۔

صلحہ بن اشیم چلیں میدان کی طرف بھاگ جاتے وہاں عبادت کرتے جب واپسی پر انہوں نے انہوں کو کھیل اور

تماشہ میں مشغول پاتے تو فرماتے میری راہنمائی کرو ان مسافروں کے متعلق جو دن بھر اپنے راستے سے الگ ہو کر

سفر کرتے ہیں اور رات کو سو جاتے ہیں وہ کب سفر سے فارغ ہو کر اپنی منزل مقصود کو پہنچیں گے آپ روزانہ ایسا وعظ کرتے۔ بالآخر ایک نوجوان نے اس بات کو پالیا۔ ہم دن کو کھیلتے ہیں اور رات کو سو جاتے ہیں۔ ایسا اس نوجوان کی زندگی میں انقلاب آیا کہ وہ موصوف کے ساتھ عبادت کرنے جاتا۔

بکر بن عبداللہ مرنی نے بتایا کہ ایک مین کی عابدہ عورت اپنے نفس کو اس طرح خطاب کرتی ہے کہ اس رات سے بہتر رات تجھے کوئی نہیں ملے گی۔ اس میں کمائی کرے اور ساتھ یہ بھی کہتی اس دن جیسا دن بھی نصیب نہ ہوگا۔

عبداللہ بن مسعود قرآن کے عالم کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے۔ رات کو قیام کر کے جب لوگ سو رہے ہوں اور دن کو روزہ رکھے۔ جب لوگ خوشی کریں یہ غمی کرے۔ جب لوگ تکبر کریں یہ خشوع کرے اور جب لوگ گب شب کریں۔ یہ خاموشی کرے۔ اور جب لوگ فضول بھت کریں خاموش رہے جب لوگ ہنس رہے ہوں یہ رونا شروع کر دے۔

بخاری بن بریح بتاتے ہیں کہ میں نے ایک رات محمد بن عمارؓ کو کشتی میں دیکھا۔ دن اور رات کو نہ سویا اور نہ ہی کچھ کھا یا حتیٰ اگر سفر ختم ہو گیا۔

فاذا فرغت فانصب جب آپ دنیاوی امور سے فارغ ہوں دعا میں محنت کرو۔

حضرت عبداللہؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے جب آپ فرائض ادا کر چکیں۔ تو پھر رات کا قیام کریں۔ بعض نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ کہ رات کے لئے عبادت کا وقت نکالیں۔

مجاہد نے اس آیت کی تفسیر یہ بیان کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی امور سے فارغ ہوں اور نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔ اپنے رب سے راجعاً انذار سے توجہ کرو۔

آپ سے ایک تفسیر یوں بھی منقول ہے کہ آپ اپنی جگہ حاجات نماز میں پورا کر لیا کریں۔

فارغ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نماز کی تیاری کریں اور دوسری آیات میں ہے الی ربك فارغ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ رغبت اور توجہ محض اللہ تعالیٰ کے لئے کرو۔

ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا کہ نماز کی حالت کے علاوہ بھی اپنے فرصتی لمحات کو ذکر الہی میں صرف کریں۔

حضرت عناک نے یہ معنی کیا ہے جب آپ فرضی نماز سے کلیتہً فارغ ہو جاویں تو بعدہ دعا کریں۔

حضرت قتادہؓ نے بھی اسی تفسیر کو پسند کیا ہے۔ اور ایک روایت آپ سے یوں منقول ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی خوب الحاج سے دعا کریں۔

حسن بصریؒ نے اس کا مفہوم زوالِ عیش کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جب آپ جنگ سے فارغ ہو جائیں تو عبادت میں بھرپور کوشش کریں۔

میںماہد فی وجودہم من امتثال السجود  $\frac{2}{3}$  ان کے چہروں پر سجدوں کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ حضرت سخاکؒ نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے اللہ واسے رات بیداری میں بسر کرتے ہیں۔ ان کے چہرے متغیر زردی مائل ہوتے ہیں۔

ایک تفسیر یوں بھی کی گئی کہ کچھ لوگ رات کو قیام کرتے تھے۔ صبح ان کے چہروں پر زردی نمایاں ہوتی تھی۔ ایک قول میں یوں بھی کہا گیا ہے کہ ان کی یہ حالت زامانہ توراہ میں پوری موجود ہے۔ انجیل میں جو ان کی حالت کا تذکرہ کیا گیا ہے اس کی تمثیل کھینچ کی دی گئی ہے۔ جس طرح کوئل زمین سے نکلتی ہے پھر وہ کھیت کھلاتا ہوا زمیندار کی زینت بن جاتا ہے۔ یہی طرز زندگی صحابہ کی ہے۔ یعنی پہلے قلیل پھر اضافہ ہوا بعدہ پھر کثرت ہوئی حتیٰ کہ وہ دین کے معاملہ میں شدت اور ترا سنجی اختیار کر گئے۔

حضرت عکرمہؒ نے اس کا ترجمہ بیداری کے اثرات جو چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں کیا ہے۔ علیہؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی سجدوں کی جگہیں قیامت کے روز بہت سفید ہوں گی۔

حسن بصریؒ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ان کی خاموشی عبادت ہے۔ مجاہدؒ نے اس کا ترجمہ خشوع اور تواضع کیا ہے۔ ایک تفسیر یوں کی گئی ہے کہ ان کے ماتھے پر مٹی کے اثرات نہیں ہیں بلکہ وقار اور خشوع کے اثرات ہیں۔ طاووسؒ نے بھی خشوع اور تواضع کے معنی کو پسند کیا ہے۔

سعید بن جبیرؒ نے اثرات شتیاق کا خیال رکھ کر ترجمہ یوں کیا ہے کہ سنی کے نشان پانی سے ہیں۔ حسنؒ نے چہرے کی سفیدی مراد لی ہے۔ عکرمہؒ نے اثرات السجود کا معنی یہ کیا ہے کہ ان کے چہروں پر مٹی کے نشانات ہیں۔

حالیہ حنفی اس کی تفسیر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دنیا کی عبادت کے اثرات قیامت کے روز ان کے

چہرے پر ہوں گے جیسا کہ ارشاد باری ہے تعرف فی وجوہہم نصرة النعمان اللہ والوں کے چہرے انعام الہی سے تروتازہ ہوں گے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس سے مراد نماز ہے جس کا تذکرہ توراہ اور انجیل میں مختلف تفصیل سے کیا جا چکا ہے۔

زہری اور قتادہ نے اخراج شطاء کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ کوئل زمین سے نکلی پھر اسے تقویت ملی۔ یہ کیفیت کھیت زمینداروں کی تعجب خیز ہو کر دوسرے زمینداروں کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی منشا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی محترم جماعت کی زندگی کو دیکھ کر کفار بالان ہوتے ہیں۔

سیماء فی وجوہہم کا ترجمہ حضرت قتادہ نے نماز قرار دیا ہے جس کا تذکرہ توراہ اور انجیل میں ہو چکا ہے۔

یہ وصف صحابہ، انجیل میں تشبیہاً بیان کی گئی۔ بعض نے یوں کہا ہے وہ کھیتی کی طرح عبادت کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ ایک قوم ان سے امر بالمعروف کی داعی ہوتی ہے، اور دوسری جماعت ہنسی عن المنکر کی ذمہ داری اٹھاتی ہے۔

باب: رات کا قیام اور اس کی فضیلت کا تذکرہ

عبداللہ بن سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ لوگوں نے آپ کو چہرے میں لے لیا اور ان کی زبان پر یہ کلمات تھے آپ تشریف لائے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہا ان وجوہہ لیس بوجہ ان اب یہ چہرہ سراپا صدق ہے۔ آپ کا اقتتاجی خطاب مدینہ میں یہ تھا۔ مخاطب حضرات السلام علیکم کو عام کر دو اور کھانا کھلاؤ اور اپنی دینی رشتہ داریوں کو قائم رکھو۔ اور رات کو نماز پڑھو اللہ تعالیٰ کی نیت میں بلا خوف و حواہ داعی ہرگز نہ گئے۔

حضرت ابی ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا وہ عمل بتائیے جنت میں۔ آپ نے مجھے تین کام کرنے کی تلقین کی۔ اسلام علیکم کو پھیلانا۔ اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اور جب نیند میں ہوں تو اس وقت رات میں قیام کرنا تو جنت امن اور سلامتی سے مل جائے گی۔



سیدنا علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے محلات اتنے نفیس ہیں ان کا اندرونی حصہ باہر اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ایک بدوی نے کہا یہ جنت کس کو ملے گا آپ نے جواباً کہا جس کی کلام عمدہ ہوئی۔ اور مستحق افراد کو کھانا کھلایا۔ اسلام علیکم کو عام کیا۔ اور رات کو نفل نماز ادا کی۔ جب دوسرے لوگ غنیمت میں مست ہوں۔

مناکب بن اشوری اور ابن عمرؓ سے ایک حدیث جنت کی تعریف میں یہ اضافہ ہے کہ جو محل کے اندر ہوں گے وہ باہر سے بالعکس اندر سے نظر آئیں گے ان کے سوال آپ نے فرمایا انہوں کو ملیں گے۔ جس کے اخلاق کرمیمانہ ہوتے اور اسلام علیکم کو پھیلایا۔ اور کھانا کھلایا۔ اور روزہ پابندی سے رکھا۔ رات اللہ کی یاد میں بسر کر دی۔ جب کہ لوگ غنیمت میں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ رات دعا میں بسر کر دی۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ بلندی درجات کے اسباب یہ ہیں۔

کھانا کھلانا۔ اور سلام علیکم عام کرنا۔ لوگ سو رہے ہوں تو رات کو قیام کرنا۔ اور گناہوں کو مٹانے والے اسباب یہ ہیں۔ مصائب اور تکالیف میں باوجود ہو کر نماز پڑھنا۔ اور جہاں سو پابندی سے ادا کرنا۔ اور نماز کی انتظار کرنا۔ تاکہ دوسری نماز ضائع نہ ہو جائے۔

کریز صمیمیؓ بیان کرتے ہیں کہ شخص نے آپ سے جنت میں لے جانے والا عمل پوچھا آپ نے جواب دیا۔ عدل کر اور فالتو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر اس نے کہا اگر میری یہ طاقت نہ ہو تو پھر کیا کر دوں آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ پاس اس نے کہا ہاں ما اونٹ پر پانی لاد کر ان کو سپلائی کر دو جن کے پاس نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے تیرے اونٹ میں کوئی کمزوری نہ آئے گی اور نہ ہی تیری مشک میں سوراخ ہوگا۔ حتیٰ کہ آپ کو جنت مل جائے گی۔ خیال رکھنا ایک دن پانی ڈالنا اور دوسرے روز چھٹی کر دینا۔

حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ رات کو اللہ اللہ کرنا اللہ والوں کی علامت ہے جو تم سے پہلے گزر چکے۔ رات کے قیام سے قرب الہی نصیب ہے۔ اور کبیرہ گناہ دور ہوتے ہیں اور گناہ سے رکاوٹ۔ اور جسم کی جملہ بیماریاں پھینک دی جاتی ہیں۔

بعض صحابہ سے یوں بھی منقول ہے کہ اگرچہ ایک رکعت ہی پڑھ لو۔ ثواب اتنا ہی ملے گا۔ ایک روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ترغیب منقول ہے کہ تم رات میں ایک رکعت ہی پڑھ لیا کرو۔ سمرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی عبادت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ قلیل، کثیر رات کی

عبادت ضرور کیا کرو۔ اس صورت میں آخری نماز تمہاری طاق ہو۔

عبدالرحمن بن عائش حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماعاً عبادت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ آپ نے خواب

میں اللہ تعالیٰ کی ذات (الواراہیم) کو احسن صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے یوں خطاب کیا۔ اے محمد صلی اللہ

علیہ وسلم معلوم ہے میری اسمبلی کے فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں۔ میں نے جواب دیا اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا

ہے۔ بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی اسمبلی میرے دو شانوں کے درمیان رکھی، جس سے مجھے شانوں میں ٹھنڈک محسوس ہوئی

میں نے اس کے بعد آسمان اور زمین کی معلومات کو فراہم کر لیا۔

پھر آپ نے یہ آیت کہیم تلاوت کی۔ کذالک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون

من المسوقین۔ ہم آسمان اور زمین کا مشاہدہ ابراہیم علیہ السلام کو کرا چکے ہیں تاکہ انہیں یقین ہو جائے۔

دوبارہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا صلا اعلیٰ کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے کہا دو چیزوں میں رگنا ہوں

کا کفارہ کیا چیزیں ہیں اور درجات کی تقسیم کیسی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کہا وہ کیا ہیں بیان کیجئے۔ میں نے یوں جواب دیا۔

۱۔ جماعت کے لئے مسجد میں جانا (۲) مساجد میں نمازوں کی انتظار کے لئے بیٹھنا۔ (۳) صوبہ حالت میں

بجوشی کرنا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

جو شخص یہ کام کرے گا اس کی زندگی اور موت بہتر ہوگی اور اس کے گناہ اس طرح دور کئے جائیں گے

جس طرح آپ اپنی والدہ کے لپٹن سے دنیا پر تشریف لائے ہیں۔

درجات کی تفصیل یہ ہے وہ کھانا کھلانا، عمدہ شیشی بات کرنا، لوگ رات کو بستر پر آرام کر رہے

ہوں اور تیری رات مصیبتوں پر اللہ تعالیٰ کو تڑپے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذیل کی دعا کی۔

مولاکریم میں تجھے عمدہ اشیاء کا مطالبہ کرتا ہوں اور میں باتوں سے پرہیز چاہتا ہوں اور مساکین سے محبت

کا فریضہ کرتا ہوں۔ میری توبہ منظور کرنا اور میرے وہ امور جس سے کسی کو تکلیف پہنچتی ہے ان کے لئے معافی کا باعث

بنائے اور مجھ پر اپنی رحمت کے دریا اتیل دے۔ یا اللہ شہب تو کسی نافرمان مجرم کو آزمائش میں ڈالنا چاہے

تو مجھے فوت کر لینا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخدا ان کو ضرور عملی رنگ دویہ بالکل سزا یا حقیقت ہے

اسی طرح احادیث ابن عباسؓ، ثوبانؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی امامہ سے بھی منقول ہیں۔

علامہ محمد بن نصرؒ اس حدیث کی جرح تعدیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور اس کی اسناد کے راوی غیر معتبر ہیں۔ لہذا یہ حدیث محدثین کے معیار سے خارج ہے۔ کیونکہ اس کی سند کا کوئی قوی ثبوت نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ اذینتہ صوت یعنی فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں مکی تفسیر یوں ہمیشہ کرتے ہیں۔

۱۔ اذ قال ربك للملائكة اني جاعل في الارض خليفه اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں نمائندہ بھیجنے والا ہوں۔ اس بات پر فرشتے محاصرہ کر رہے تھے۔

۲۔ حسن بصریؒ نے اذ قال ربك للملائكة اني خالق بشرا میں بشر کو پیدا کرنا چاہتا ہوں، کے متعلق تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مقدس ہاتھ سے بنایا۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں۔ کہ فرشتوں کا تنازعہ آدم علیہ السلام کی نشان سے متعلق تھا جب اللہ تعالیٰ نے انہم خلاف کا اعلان کیا فرشتوں نے جواباً کہا زمین پر خون ریزی اور فساد برپا ہوگا۔

علامہ مروزیؒ اس تفسیر قتادہؒ کو پسند کرتے ہیں۔ حدیث کی مناسبت کے پیش نظر ابی سعید خدریؓ بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یقین طرح کے آدمیوں کے اعمال پر مسرت کا اظہار کرتا ہے۔

۱۔ وہ جو رات کا قیام کرتے ہیں۔ ۲۔ جو لوگ جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں۔ ۳۔ جو لوگ جنگ کرتے ہیں۔ ابن مسعودؓ نے دو اشخاص کا تذکرہ کیا ہے جن پر اللہ تعالیٰ تعجب کرتا ہے۔

ایک شخص نے اپنا گرم بستر اور گرمی کے سارے اسباب اور اپنے اہل و عیال اور پڑوسیوں سے کنارہ کش ہو کر با وضو نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔ اس آدمی نے ایسا کیوں کیا۔ فرشتے جواباً کہتے ہیں۔ تیری امید اور بیم کے پیش نظر فرشتوں تم ان کے عمل کے گواہ بن جاؤ۔ اس کا خوف میں نے دور کر دیا۔ اور اس کی امید کو چھاپا چاند لگا دیتے۔

دوسرا وہ شخص ہے جس کے رفتار میدان کارزار میں گئے اس کے ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس اکیلے نے دشمنوں کے ساتھ جنگ کیا حتیٰ کہ اس نے جام شہادت نوش کر لیا۔ فرشتوں اس بندے کی زندگی کا مطالبہ کر دیا وجود کے ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے لیکن یہ حکم کر جہاد کرتا ہے حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ صرف میری امید اور خوف کی خاطر۔

ایک روایت میں بجاگنا اور جہاد کرنے کے حالات کو خوب جانتا ہے۔

عمر بکالی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرو اور خوشی پیاہو۔ تین اعمال ایسے ہیں۔ کہ جن کے کرنے والے کو جنت ملے گی۔

ایک وہ شخص ہے جو رات کے قیام کے لئے گرم لحاف اور بستر کو چھوڑ کر وضو اور نوافل پڑھتا ہے۔  
اس کی نیت خوفِ خدا اور امیدِ خدا اور امیدِ رحمتِ خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتے ہیں۔ میں نے اس کے عمل کو خوب جان لیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں تم بھی اس کی عملی زندگی کی تفسیر مجھے پیش کرو۔ یاد رکھو میں نے اس کی جگہ خواہش سے اسے خوش کر دیا۔ اور خوف دور کر دیا۔

ابی ہریرہ بیان کرتے ہیں۔ کہ سید العرب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان رات کو موقعہ تلاش کر کے سونے والے کے سر پر تین گرہ باندھ دیتا ہے اور پھر یوں ہر گرہ پر کہتا ہے۔  
لیں طویل رات بہت لمبی ہے۔ نیند پوری کر لو۔

جب بیدار ہو کر ذکر الہی کرتا ہے ایک گرہ کھول دیتا ہے۔ دوسری گرہ وضو کرنے سے کھل جاتی ہے۔  
تیسری گرہ نماز پڑھنے سے کھل جاتی ہے۔ صبح طبیعت بشارت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتی ہے۔  
دورہ طبیعت میں جانت بیکر کاٹتی ہے۔ اور دن بھر سستی سوار رہتی ہے۔

ابی ہریرہ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل ماہِ محرم ہے اور فرائض نماز کے بعد افضل ترین مرتبہ رات کے نوافل کا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہما حضرت صلعم سے نقل کرتے ہیں جس نے رات کو نوافل کثرت سے پڑھے اس کا چہرہ دن کو حسن سے بھر پور ہوگا۔

حسن بصریؒ سے کسی نے کہا تہجد والوں کے چہرہ پر نورانیت کیونکر ہوتی ہے۔ آپ نے جواب دیا چونکہ وہ خلوت میں رحمان کو راضی کرتے ہیں جن کی بنا پر ان کے چہرہ پر انوار اللہ کی بارش ہوتی ہے۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہا تھا۔ رات کو اتنا قیام نہ کرنا۔ کہ آج کر لیا اور کل کو چھوڑ دیا ایسی عبادت اچھی نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی ذیل علامات بیان کیں۔  
۱۔ ان کا سلام لعنت ۲۔ ان کا کھانا لوٹ کسوٹ ۳۔ حیانت ان کی غنیمت ۴۔ مساجد میں

کو اس کرتے ہیں ۵۔ نماز سے کوئی توجہ نہیں رکھتے۔ ان کے قلوب میں محبت کا نشان تک نہیں ہے، وہ رات کو لکڑی کی طرح پڑے رہتے ہیں (یعنی نوافل نہیں پڑھتے) اور دن کو شور و شغب سے محبت رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کھانے پر ذکر الہی یعنی بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اور پھر رات کو قیام کیا کرو۔ ورنہ دل سخت ہو جائیں گے۔

بروایت عائشہ رضی عنہا بن عبد اللہ رضی عنہما ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک قومی نگران دستہ تھا۔ جب وہ روزہ اظہار کرتے تو انہیں کہتا کھانا زیادہ مت کھانا۔ کیونکہ غنڈ زیادہ آئے گی اور تم نیند میں رہے تو تمہاری رات کی نماز بیت جائے گی۔

ربیعہ بن رزید رضی عنہ بیان کرتے ہیں کہ سلیمانؑ کی والدہ نے اپنی ایک نفسِ نصیحت بیٹے سے یوں کی بیٹا زیادہ مت سونا کیونکہ جو لوگ دنیا میں غفلت کی غنڈ سوتے ہیں وہ عملاً عند اللہ محتاج ہوں گے۔

بیٹا کثرتِ جماع سے پرہیز کرنا۔ جب لوگوں کی قوت کی ضرورت ہوگی تو آپ عالی قوت ہوں گے۔

معتقل بن عبید رضی عنہ نے ایک قوم کو دیکھا وہ بے تحاشا کھا رہے تھے۔ فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے یہ لوگ رات کے نوافل سے عاری ہیں۔

عون بن عبد اللہ رضی عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ایک مخلوق حصہ جنت میں داخل کرے گا اور ان پر انعامات بچھا کرے گا۔ وہ اس انعام ہی سے خوشی سے مست ہو جائے گا۔ جب اس کو خوشی کی حالت سے ہوش آئے گا تو ان کی نگاہیں بلند درجات والوں کو دیکھ کر بے ساختہ کہیں گی۔ مولا کریم یہ ہمارے دنیا میں بھائی تھے اور ہم انہیں میں رہتے تھے۔ آخر ان کی تفضیل کیسے اللہ تعالیٰ اجواب فرمائیں گے۔ جب سیر ہوتے تھے یہ بھوکے۔ تم پانی سے سیراب ہوتے تھے اور یہ پیاس پر صبر کرتے۔ یہ رات کو قیام کرتے اور تم نیند کے نشہ میں ہوتے۔ ان کی نگاہیں بلند ہوتیں جبکہ تمہاری نگاہیں نیچی ہوتی تھیں۔

دہب بن دردا نے حضرت یحییٰ بن زکریاؑ کی زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ابلیس نے یحییٰؑ سے کہا میں آپ کو نصیحت کرنے آیا ہوں۔ آپ نے جواب دیا تو بالکل چھوٹا ہے۔ مجھے نصیحت نہ کر بلکہ انسانوں کی اقسام بتا کہ وہ کتنے ہیں۔ اس نے کہا ان کی تین اقسام ہیں۔ ایک گروہ ایسا ہے ہم اسے اپنے مجال میں چھپنا لیتے ہیں لیکن پھر وہ استغفار سے ہم سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور ہماری تمام محنت کو

توبہ کے پانی سے برباد کر دیتا ہے۔ ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے لیکن وہ ہمارے قابو میں بھی نہیں آتے۔  
دوسرا طبقہ ایسا ہے کہ وہ ہمارے دائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ یعنی ہاتھ کا کھلونا ہے جب ہم چاہیں  
اُسے قابو کر لیتے ہیں۔ ان کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں ہے۔

تیسرا طبقہ ایسا ہے کہ ہم اسے معصوم کہتے ہیں ہم ان پر قدرت نہیں رکھتے۔ اس پر حضرت یحییٰ  
نے کہا مجھ پر بھی تو نے کبھی قدرت پائی ہے۔ کہتے ہاں ایک مرتبہ آپ کھانا تاول فرما رہے تھے،  
کھانا بہت محبوب تھا۔ آپ نے خوب کھایا جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ ساری رات سوئے رہے۔ اس پر  
یحییٰ فرماتے لگے یقیناً میں نے سیر ہو کر کھانا زندگی بھر نہ کھاؤں گا۔ شیطان نے کہا میں بھی آپ کے بعد  
کسی نصیحت نہیں کروں گا۔

حضرت کعب نے اجنباب کی محفل میں واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہی چادر اور ڈھکے  
ہوئے تشریف لائے۔ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت کعبؓ سے کہا میں آپ سے چند سوالات  
حل کرانا چاہتا ہوں جن کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ادریسؓ اور اس کے رفیع مکانہ کے متعلق سوال کیا۔ رسولؐ نے  
جواب دیا۔ حضرت ادریسؓ ٹیکرہ ماسرٹ تھے اور اپنی حلال روزی سے تین درہم یعنی ۱۲ آنہ خیرات  
کرتے۔

رات کو بالکل نہ سوتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے اور ذکر الہی سے اکتاتے نہ تھے۔ اسرافیل تشریف  
لائے انہوں نے آپ کو بشارت دی۔ آپ نے کہا کیا تجھے میرے ساتھ کوئی کام ہے۔ ہاں میں اپنی زندگی  
اور موت کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں فرشتے نے جواب دیا کہ میرے علم میں نہیں ہے۔ آسمان پر  
موصوف کوئے گیا۔ اسی اتفاق سے عزرائیلؑ کی چھب سے ملاقات ہو گئی۔ ملاقات نے اپنی کتاب میں ان کی  
عمر دیکھی اور کہنے لگا چھبیا سات گھنٹے باقی ہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی روح اسی وقت آسمانوں پر  
قبض کر لوں یہ ہے رفیع مکانہ کی تفسیر۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز داؤد صلی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے آپ رات کے

۱/۳ ۱/۳ ۱/۳ حصوں میں سو کر پھر بالترتیب عبادت کرتے۔

ابن عباسؓ نے حضرت داؤد کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک رات آپ نے عبادت

کی تو مسرت محسوس کی۔ یمنڈک نے کہا حضرت واؤد صاحب میں تجھ سے بہتر ہوں۔ کیونکہ تجھے اونگھ آگئی لیکن میں بیدار رہا خوشی محسوس نہ کرنا کل رات میں نے آپ کو بجا دیکھا ہے آپ سوئے ہوئے تھے۔ یمنڈک والے قصے کی وضاحت یوں ہے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی رات کو تقسیم کر رکھا۔ ایک رات عبادت کے لئے اور ایک رات اہل و عیال کی مدارات کے لئے۔ لیکن عبادت کسی رات میں ترک نہ کرتے تھے جب موقع ملتا نماز پڑھتے یا ذکر کر لیتے، آپ کے گھر میں تالاب تھا ایسا دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت بہت کرتے ہیں۔ یمنڈک تشریف لایا اور کہنے لگا خدا کی قسم۔ آپ کا مقام نبوت سے کرم ہے۔ جب مجھے بھی رب نے پیدا کیا ہے۔ میں نے کبھی آرام نہیں کیا، میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر اللہ کی تسبیح کرتا ہوں میری ہر رگ ذکر سے تر ہے۔ اس پر واؤد نے اپنی عبادت کو حقیر سمجھا۔

حضرت عباسؓ میدانِ عمر کے پڑوسی تھے۔ آپ دن کو روزہ رکھتے اور لوگوں کے معاملات سلجھاتے، رات قیام میں بسر کرتے جب آپ دنیا سے رخصت کر گئے میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا مجھے حضرت عمرؓ کی حالت دکھائی جاوے۔ صال بعد میں نے خواب میں یوں دیکھا آپ بازار سے تشریف لارہے ہیں۔ آپ نے اسلام علیکم کہا میں نے جواب دے علیکم السلام دیا۔ میں نے کہا حضرت آپ کس حالت میں ہیں اور کیا آپ کو ملا ہے آپ نے جواب دیا کہ آج میں اپنے حساب سے فارغ ہوا ہوں۔ اگر میرا رب غفور رحیم نہ ہوتا تو میری عزت خاک میں مل جاتی۔ عبدالرحمنؓ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں مقام ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر اللہ اللہ کرنا چاہتا تھا۔ کہ ایک آدمی نے اچانک مجھے پیچھے سے دبا یا یہ سلسلہ دوبارہ ہوا، جب میں نے دیکھا تو حضرت عثمانؓ رمی اللہ کھڑے تھے۔ میں واپس ہو گیا تو آپ نے ایک رکعت میں قرآن ختم کیا۔

یعنی بن مسرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ رات کو نعلی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ ایک دن سبیب حوری نے اجباب سے کہا ہر رات کو ہمیں آپس میں دس دس بار بار بار بار پیرہ دینا چاہیے۔ میں پہلا شخص تھا نگرانی کرنے والا۔ آپ اس جگہ سے نکلے اور آپ نے کوڑا پھینک دیا پھر نماز پڑھنی شروع کر دی جب آپ فارغ ہوئے فرمانے لگے۔ آپ یہاں کیسے تشریف فرما ہیں۔ حضرت جی ہم تو آپ کی نگرانی کے لئے بیٹھے تھے تاکہ کوئی مخالف انسان آپ کو اس ٹائم تکلیف نہ دے۔

ارمینی مخلوق کی نگرانی کرتے ہو یا سماوی مخلوق کی۔ ہم نے جواب دیا سماوی مخلوق کی نگرانی ہمارے بس سے باہر ہے۔ آپ نے فرمایا جو تکلیف انسان کو پہنچتی ہے اس کا فیصلہ پہلے آسمان سے ہوتا ہے بعد زمین پر وہ چیز نمودار

ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک مضبوط اور محفوظ قلوب بنا رکھا ہے کوئی مجھے نقصان نہیں دے سکتا۔ جب موت کا پیغام آجائے گا یہ قلعہ بھی نہ رہے گا۔ جو لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خواب بیان کرتے جس کی تعبیر آپ فرمادیتے۔ عبداللہ بن عمرؓ بتاتے ہیں۔ میں نے خواب میں دو فرشتے دیکھے۔ مجھے وہ پکڑ کر آگ کی طرف لے گئے۔ وہاں ایک گڑھا تھا جیسا کنواں ہوتا ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر لکڑی گاڑی ہوئی تھی۔ اس میں کچھ لوگ ایسے تھے جن کو میں نے پہچان لیا۔ میں نے اعدو ذبا اللہ من النار پڑھنا شروع کر دیا ایک دوسرے فرشتے مجھے کہا گھبرانے کوئی بات نہیں یہ خواب میں نے اپنی بہن سے بیان کیا انہوں نے سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ عبداللہ آپ کتنے اچھے آدمی ہیں رات کو نماز پڑھا کر در حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ بعدہ آپ رات میں بہت نوافل پڑھتے تھے۔ ابن عمرؓ بوجہ فوت ہونے لگے یوں گویا ہوئے کہ مجھے دنیا کی کسی تکلیف کا کوئی صدمہ نہیں ہے۔ افسوس کہ میں نے حجاج کے ساتھ جنگ نہ کیا۔

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں یقیناً موت کو پسند کرتا اگر یہ تین چیزیں نہ ہوتیں۔

۱۔ جہاد فی سبیل اللہ ۲۔ ماتھے کا خاک آلودہ رہنا الہی کے لئے کرنا۔ ۳۔ ایک نیک اجاب کی محفل سے فائدہ اٹھانا۔ جس طرح کہ لوگ کھجور کو پسند کرتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ رات کے نوافل پڑھنے کی فضیلت ایسی ہے جیسا کہ حالت اخفائیٰ پوشیدگی میں صدقہ کرنا۔

عمر بن عاصؓ فرمایا کرتے تھے کہ دن کو دس رکعت پڑھنے سے رات کو ایک رکعت پڑھنی افضل ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی بزرگی میں ہے کہ رات کو نوافل پڑھنا اور لوگوں کی دولت سے بے نیازی اختیار کرنا۔

دہب بن مہبہؓ فرمایا کرتے تھے کہ رات کی عبادت کرنے میں مکینہ آدمی کو شرف ملتا ہے اور ذلیل آدمی کو عزت ملتی ہے۔ دن کا روزہ شہوات نفسانی کو تھنی کر دیتا ہے مومن کی راحت صرف جنت میں ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں پیاری سے پیاری لونڈی وقف کرنے سے بہتر ہے کہ رات انسان اللہ میں گزار دے یا قرآن کی تلاوت کرے۔ میرے نزدیک ذکر الہی کرنے والا افضل ہے۔



کسی آدمی نے عمرو بن عاصؓ کو رات کی نماز پڑھتے دیکھا آپ رو کر فرما رہے تھے۔ یا اللہ عمروؓ کو تو نے مال کی نعمت سے نوازا ہے۔ اگر تجھے یہ مال عمر کا پھیننا مطلوب ہے تو چھین لے لیکن عمروؓ کو آگ کا عذاب نہ دینا۔ مولا کریم تو نے مجھے اولاد دے رکھی ہے اگر وہ تجھے مطلوب ہے تو قص کر لے لیکن مجھے آگ کا عذاب نہ دینا۔ مجھے تو نے سلطنت دی اگر یہ چھیننی مطلوب ہے تو چھین لے لیکن عمروؓ کو آگ کا عذاب برداشت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے سلطنت چھین لی۔

حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ انسانی اعمال سے بہتر اور مضبوط عمل رات کی نماز ہے۔ انسان کے لئے زیادہ مشقت والی چیز نماز ہے اور صدقہ کرنا آسان ہے۔ جو اتمام کاموں کی بڑ ہے۔

حضرت حسن بصریؒ رات کی نماز کھڑے ہو کر پڑھتے اور جب تھک جاتے لیٹ کر پڑھ لیتے۔

حضرت یحییٰ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں بہت کیا کرو اور لوگوں سے بالکل معمولی باتیں کرو۔

لوگوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا خلوت میں مناجات اور دعائیں کیا کرو۔

حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ نمازی کی تین جہنمتوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ آسمان سے نیکی بکھرتے ہیں۔

وہ انسان کی مانگ پر آگرتی ہے۔ اور فرشتے اس کے قدموں کو آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں تیسرا اور تلاماتی ہے کہ تو کس سے سرگوشی کر رہا ہے اگر اسے ان کا علم ہو جائے تو کبھی نماز نہ پھوڑے۔

امیر معاویہؓ نے بصرہ کے گورنر کو دیکھا کہ آپ عامر بن عبد قیس کی شادی کرادیں اور اس کا حق تہنیت الممال

سے ادا کر دیں۔ چنانچہ گورنر نے حکم کے تحت شادی کر دی لیکن عامر اس پر رضامند نہ تھا۔ بالآخر شادی ہو گئی۔

آپ نے سہاگ کی رات مصیٰ پر سجدہ ہو کر بصرہ کی اور جب صبح صادق ہوئی تو اسے کہتا اپنے کپڑے سمیٹ لے۔ اس لئے تاکہ تجھ سے کچھ لیا نہ جاسکے۔

عامرؓ کی عملی زندگی عجیب تھی جنت کا طالب اور آپ سے بھاگنے والا کبھی رات کو سو نہیں سکتا، رات

آتی تو آپ فرماتے کہ آگ کی گرمی کی بنا پر میں نے سونا حرام کر دیا ہے۔ اور جب دن ہوتا تو میں دن بھر اس آگ

کو بچھا دوں گا۔ جس نے خوف مزار کھا وہ کامراں ہوا اور جس کسی نے سستی کی وہ ناکام ہوا۔

معاذ عدویہ عابدہ اور زاہرہ عورت کہتی تھیں کہ میں نے اپنی موت کی بنا پر رات کو آرام کرنا چھوڑ دیا۔

صبح ایسے ہی گزر جاتی اور جب دن طلوع ہوتا شام کو نہ موتی شاید میری موت دن کو آجائے۔ موسم سرما میں

باریک کپڑے پہنتی تاکہ سردی کی وجہ سے نیند نہ آئے۔

عائز فرمایا کرتے تھے کہ عوام الناس کی زندگی کا انحصار چار چیزوں پر ہے۔

۱۔ عورت ۲۔ لباس ۳۔ نیند ۴۔ کھانا۔

۱۔ بخدا عورت کی طرف میں نے نگاہ بھر کے نہیں دیکھا میں سمجھتا ہوں یہ دیوار ہے۔

۲۔ لباس کے معاملہ میں میں نے موٹا اور باریک کا امتیاز کبھی نہیں کیا۔

۳۔ نیند اور کھانا یہ دونوں مجھ پر ایسے سوار ہوئے ہیں، لیکن کوشش جاری رکھتا ہوں۔

حسن بصری فرماتے ان کی کثرت نے اسے داخل موت کیا۔ ایک رفیق نے بتایا جو چار ماہ اس کے

ساتھ رہا۔ میں نے اسے رات اور دن کو سوئے نہیں دیکھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ چڑھے گا تھا جو کھجور کے پتوں سے

بھر پور تھا۔

سلی بن زیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ کی یوں تعریف کرتے ہیں کہ آپ کا تکیہ اکہرا تھا بعض ازواج

مقدسات نے اسے ڈبل کر دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے ایسے تکیہ سے نفرت ہے۔ آپ اسے اکہرا ہی رہنے دیں۔

دسجان اللہ

حسن بصری فرماتے اللہ والوں کی زندگی نرالا پن دکھاتی ہے۔ بعض کو ہم نے دیکھا ۵۰، ۶۰ برس عمر

لطیف گزر گئی لیکن اس عرصہ میں نہ کوئی گھر میں کھانا تیار کرایا اور نہ ہی تن پرخاص کپڑا پہنا اور نہ ہی زمین کا کوئی

قطعہ خریدا۔

سابقین سے ایک شخص تشریف لایا اس نے رونا شروع کر دیا۔ اس کی بچگی بندھ گئی لوگوں نے کہا حضرت

آپ اتنا کیوں روہتے ہیں اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا غفار ہے۔ بخدا مجھے تین چیزیں دیکھ کر رونا نہیں آتا۔

۱۔ شدت کی پیاس کو بجھانا۔ ۲۔ رات ایسی حالت میں گزارنا کہ رات بالکل آرام اور سکون سے بسر ہو جائے

کبھی نماز ادا کر لی اور کبھی چھوڑ دی۔ ۳۔ اللہ کی راہ میں صبح اور شام جہاد کرنا۔

محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ صدیقو نمیری نعمتوں پر خوش ہو اور میرے

انعامات کا شکریہ ادا کرو۔

زیع بن خثیم نے اپنے غلام کو ایک جنگ میں روانہ کیا اور گھوڑا باندھ کر اس نے نماز پڑھنی شروع کر دی

غلام آیا کہنے لگا حضرت گھوڑا کہاں ہے، آپ نے فرمایا یسا راتوں نے چوری کی ہے تو دیکھ رہا تھا اور چوری

کیسے ہو گئی۔ یسار میں اپنے رب سے سرگوشی کر رہا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی غافل نہیں ہو سکتا۔ بعد میں دعا کی مولا کریم اگر چور غنی ہے اسے ہدایت دے اور اگر فقیر ہے تو اسے دولت مندر دے (سبحان اللہ) ام غزوان نے اپنے لڑکے سے کہا کہ تیرے بستری تیری جان کا تھوڑا بڑھتی ہے اس نے جواب دیا کہ امی میں راحت چاہتا ہوں قبل اس کے کہ میرے اعمال نامے پٹے جائیں۔

موصوف زندگی بھر ہنستے نہیں دیکھے گئے۔ کیونکہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب جنت مل جائے گی خوب کھل کھلا یا کریں گے۔

حسن بصری فرماتے وہ پوری زندگی میں ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ صہام فرماتے ہیں کہ وہ اپنے بستری پر نہ سوتے تھے۔ نماز پڑھتے پڑھتے مسجد میں سو جاتے تھے۔ بیداری پر ساری رات ذکر الہی میں گزار جاتی۔

حضرت شعیبؓ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ابی نعم چودہ روز لگاتار وصل کرتے تھے۔ بعد ہم اس کی بیمار پرسی کرتے۔ حجاج کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے پندرہ روز قید کر دیا۔ جب جیل کا دروازہ کھولا گیا تو موصوف کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ حجاج نے کہا آپ فوراً تشریف لے جائیں کیونکہ آپ پورے عرب کے مہب اور عابد ہیں۔

سعید بن ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن فراتہ کے پاس گیارہ راتیں بسر کیں۔ اس نے ان ایام میں نہ کھانا اور نہ پانی پیا اور نہ سویا (ان اللہ)

ہشام دستوائیؓ اپنے گھر میں رات بھر لائین جلائے رکھتا تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ ہمیں تکلیف دیتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اگر میں اسے گل کر دوں۔ تو قبر کی تاریکی مجھے سونے نہ دے گی۔

ایک غلام سے اس کی لونڈی کہا کرتی تھی۔ کہ آپ ہمیں سونے کیوں نہیں دیتے۔ غلام نے جواب دیا تمہیں دن میں سونے کا وقت مل جاتا ہے۔ میری حالت یہ ہے کہ جب میں آگ کا ذکر کرتا ہوں تو میری نیند ختم ہو جاتی ہے اور جنت کے ذکر طبیعت پریشان ہوتی ہے کیونکہ میں نے اس کے لئے سامان نہیں تیار کیا ہے۔

دہمب بن مہر فرماتے ہیں کہ تہجد پڑھنے والوں کو قیامت کے صحن میں اکٹھا کیا جائے گا۔ پھر ان کے اعزاز کے لئے موتی کی اونٹنیاں لائی جائیں گی انہیں روح ڈال کر حکم ہو گا کہ اللہ اللہ کرنے والوں کو اپنے اوپر سوار کر کے جنت میں لے جاؤ۔ لوگ ان مہالوں کی اس حالت کو دیکھ کر حیران ہوں گے۔

آخر یہ لوگ ہیں۔ آخر میں انہیں معلوم ہو جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان سے نیک بنا دیا۔ ان کی جنت میں منزل عالیشان ہوگی۔

اوزاعی کہا کرتے تھے کہ جس نے رات کا لمبا قیام کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کی تلخیاں اس پر آسان کر دیں گے۔ طلحہ بن نصف فرماتے ہیں کہ جب انسان تہجد کے لئے کھڑا ہوتا ہے اسے دو فرشتے آواز دیتے ہیں۔ کہ تو کتنا خوش قسمت ہے کہ تو نے عابدین کی سنت کو زندہ رکھا۔

محمد بن قیس فرماتے ہیں کہ انسان رات کو اللہ اللہ کرنے کے لئے جب بیدار ہوتا ہے اور رات کا قیام کرتا ہے تو آسمان سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے سر پر بکھیر دی جاتی ہے۔ اور اس کی قرآنی خواہشات کے دلاؤ اور پڑوسی اس کی قرأت کو محبت سے سنتے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہو کر نماز پڑھتا ہے اور دعا کرنے لگتا ہے۔ تو فرشتے اس کی دعا پر امین کہتے ہیں۔ بعدہ اگر اس پر نیند طاری ہو جائے تو اسے آواز ملتی ہے جو نبی کے ساتھ اپنی آنکھ کو ٹھنڈک سے ٹھنڈا کر کے سو جاؤ۔ آپ کا سونا اچھے عمل پر ہے۔

ابن امامہ باہلی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں رات کی نماز کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ کہ انسان کا رات کو دو رکعت نماز پڑھنا اس کے لئے افضل ترین ہے۔ نیکی اس کے سینہ پر بکھیر دی جاتی ہے۔ جب تک نماز میں رہتا ہے۔ انسانوں کی عملی زندگی جب تک قرآن پر رہے گی بہتر ہوگی۔

عطاء خراسانی فرماتے ہیں۔ کہ بعض لوگ رات کے قیام کو بدن کی زندگی، اور دل کا نور اور آنکھوں کی بصارت اور اعصاب میں قوت کا باعث کہا کرتے تھے۔

انسان رات کو جب تہجد کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ صبح اس کے دل میں خوشی ہوتی ہے۔ جب اسے اپنے عمل سے نیند آ جاتی ہے تو اس کا دل منگرا اور پشیمردہ نظر آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی کوئی چیز نگم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اس سے عظیم الشان نفع رساں چیز نگم ہو گئی ہے۔

یزید قاسمی فرمایا کرتے تھے کہ طول تہجد سے عابدین کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔ اور روزہ کی باندی سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی بشارت ملتی ہے۔

اسحاق بن سوید سیاحہ کا معنی دن کا روزہ اور رات کا قیام مراد لیتے تھے۔

سلیمان تمیمی عموماً زندگی بھر عشاء اور فجر کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے۔ ہر وقت وہ نماز میں مشغول رہتے تھے۔ عصر سے مغرب تک نماز پڑھتے اور زمانہ بھر کے روزے رکھتے۔

عید کے دن اتفاق ایسا ہوا کہ بارش شروع ہو گئی۔ لوگ بارش سے بھینکتے ہوئے مسجد میں چلے گئے۔ لیکن آپ بارش میں نماز پڑھتے رہے۔ آپ کا گھر گر گیا۔ آپ نے مکان کی بجائے خیمہ کا گھر بنا لیا حتیٰ کہ اسی خیمہ میں فوت ہو گئے۔ چالیس برس آپ کا بستر پٹیا رہا اور بیس برس آپ نے اپنی کمر نہیں رکھی، آپ کی دو بیویاں عقیق کو فہ میں جا کر حدیث پڑھتے تھے۔

آپ ایک دن امش کے جہان بنے تو امش نے دیکھا میرا جہان رات کے قیام میں مشغول تھا۔ آپ نے قطعاً امش کو دیکھا تک نہیں اور عشاء سے صبح تک اپنی نمازیں سورہ ملک کی ابتدائی آیات تافلہ سورۃ زلفۃ سعیت وجوۃ الذین کفرو جب وہ لوگ اپنے اعمال کو دیکھیں گے۔ تو کفار کے چہرے سیاہی سے پھر پور ہوں گے، فجر تک انہیں آیات کو بار بار دہراتے رہے۔ جب سلیمان وفات پا گئے ایک پٹواری کی لڑکی نے اپنی والدہ سے کہا کہ جو اس صحبت پر مسؤل تقادہ کہاں گیا ہے۔ اس لڑکی نے سلیمان کو لکڑھی کا مسؤل سمجھا۔ کیونکہ آپ وہیں عبادت میں ہر وقت مشغول رہتے تھے

معزز عشاء کے وقت سے فجر کی نماز پڑھنا۔

ابو مسلم خولانی نے ایک کوڑا مسجد میں لٹکا رکھا تھا۔ جب آپ رات کی عبادت میں اونگھ یا نیند محسوس کرتے اپنی پندلیوں پر خوب مارتے، پھر کہتے تو جانوروں سے زیادہ مترات میں مغمم رہے۔ سلیمان یعنی کا قول ہے کہ آنکھ کو بیداری یا سونے کا عادی بنا لو وہ ایسی ہی بن جائے گی۔ منصور بن معمر عشاء کی نماز پڑھ کر جوتے دور رکھ دیتے۔ صبح دیکھتے وہ وہیں کھڑا ہوتا۔ منصور بن زاذن دینی قرأت کرتے۔ نماز صبح میں پورا قرآن مجید پڑھتے۔ ظہر اور عصر میں قرآن مجید حتم کرتے۔ آپ روزانہ دو قرآن مجید تلاوت کرتے۔ آپ رات بھر نماز پڑھتے۔ ایک دن ان کی کونڈھی ام ولد نے کہا۔ رات کو بالکل نہیں سوتا میرے ساتھ چڑیا کی طرح جماع کرتا ہے۔ (یعنی معمولی) غسل کر کے پھر نمازیں رات بھر مشغول رہتے ہیں۔

شیمطار یوں دعا کیا کرتے کہ مولا کریم رات کی گھڑیاں عبادت کے لئے محبوب کر دے اور کھانے پینے اور سونے کے لمحات ہمارے لئے نفرت خیز بنا دے۔

ابو زبید محمد بن نضر عارفی کے پاس چالیس راتیں قیام کرتا رہا۔ دن اور رات میں بیداری کی حالت میں دیکھا گیا۔ میرے پاس پانچ دن کے حصہ میں قیام کرتے۔ میں انہیں قلیو لہ کی دعوت دیتا وہ جواباً کہتا میری

انگوٹھ سونے کی عادی نہیں ہے۔ محمد بن نضر حارثی موت سے دو سال پہلے سونا ترک کر دیا تھا صرف قبیلہ کرتے۔  
بعدہ قبیلہ بھی چھوڑ دیا۔ پوری رات قیام کرتا۔

داؤد ظالمی منکر تھا۔ آپ سے ایک آدمی نے کہا۔ کہ مجھے آپ نصیحت کیجئے، آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی منع کردہ کے قریب تک نہ جاؤ اور اوامر کی پابندی کرو۔

۲۔ لوگوں سے میل جول بالکل ختم کر لو، جیسا کہ آدمی شیر سے نفرت کرتا ہے۔ خیال رکھنا امت مسلمہ سے علیحدگی نہ اختیار کرنا۔

۳۔ مقوڑی چیز پر خوش رہنا۔ دنیا کے عوم میں دین کو خراب نہ کرنا۔

۴۔ اپنی زندگی کا ایک دن دنیا کی شہوات سے منقطع کر لے جیسا کہ تو نے دنیا سے روزہ رکھا ہے۔  
اور اپنی زندگی کا آخری حصہ موت سے افطار کر۔

۵۔ خود آپ انگور اور کھجور سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ بلکہ خشک ٹکڑا روٹی کا مھلو کر کھاتے۔

۶۔ ایک پڑوسی نے مغرب کی نماز کے بعد اس حالت میں دیکھا۔ کہ آپ کے ہاتھ میں دو خشک چپاتیاں تھیں اور زبان سے فرما رہے تھے۔ کیا تو اسے کھانا چاہتی ہے۔ پھر آپ نے انہیں پھینک دیا۔  
نماز شروع کر لی۔ دوسرے دن پڑوسی نے پھر دیکھا وہ دو خشک روٹیاں آپ نے کھالیں۔

ام دردائر سے ایک بوڑھے بیمار کی عبادت اور نوجوان صحت مند کی عبادت یعنی فرائض کی ادائیگی کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے جواباً کہا دونوں اپنی بھلائی پر ہیں۔

وہب موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ نے کہا مولا کریم میری رضا کی نشانی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا کہ جسے میری اطاعت کی توفیق ملی اور برائی سے نفرت ہوگئی اسے میری رضا حاصل ہوگئی۔

مالک بن دینار فرمایا کرتے تھے کہ دل کا سحت ہونا ہی سحت عذاب ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سزائیں تقسیم کر رکھی ہیں۔ ان پر نگہ رانی کرو۔

دل بیدن، تنگ زندگی، عبادت میں سستی اور رزق کی تنگی۔ اور ساتھی فرمایا کرتے کہ جب بدن بیمار ہو جاتا ہے اس میں کھانا پانی اور نیند اور آرام جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح جب دل پودینا سواہ ہو جائے وہاں تبلیغ اور وعظ اثر انداز نہیں ہوتا۔

مسیح بن حبیب نے دشمن کا مقابلہ کیا اس پر عبد اللہ بن غالب نے کہا دنیا کی حکومت کرنا بجز خدا  
انسان کے لئے اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بجز اگر تیری محبت نہ ہوتی تو مسجدہ ریز ہونا اور پیشانی کو تیرے  
لئے جھکانا، روزے میں ہر اعضا کا تیرا احترام کرنا رات کی تاریکیوں اور تیری رونا مندی کی تلاش میں  
سرشار ہونا تو یقیناً میں موت کے ڈر سے دنیا کو ترک دیتا۔ یہ کلمات آپ کی زبان پر تھے۔ کہ دشمن کے ساتھ  
لڑائی کی اور اپنی تلوار کی میان توڑ کے رکھ دی۔ حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔ جب آپ کو قبر میں دفن کیا گیا  
تو آپ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ ایک آدمی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں  
آپ نے جواب دیا، یقیناً، کامل، تہجد، روزہ کی بنا پر یہ آپ کی قبر سے خوشبو کیوں آرہی ہے فرماتے لگے  
قرآن کی تلاوت اور روزہ کی وجہ سے میں نے کہا مجھے کوئی وصیت کیجئے آپ نے ایسے کہا کہ دن اور رات  
میں عبادت سے خالی نہ جاویں یہاں نیکی کی قدر اور منزلت سے آرام ملتا ہے۔

موصوف روزانہ سورگھت نفل پڑھتے اول اور آخر یوم میں ربیع الثانی پڑھتے۔

سعید زبیدی کہا کرتے تھے کہ مجھے وہ آدمی کبھی پسند نہیں آیا جو ہمیشہ ہنستا رہے اور اس کے چہرہ پر  
پیوست کے نشانات ہوں (یعنی تیر خراب ہوں) یعنی عبادت پر فخر کرے۔ ایسے قاری میرے مذاق کے  
مخلاف ہیں۔

ہشام رستوائی فرمایا کرتے تھے کہ بعض اللہ والے ایسے بھی ہیں جو کہ موت کے ڈر سے رات کو سوتے  
نہیں ہیں۔ کہ کہیں ان کی موت نیند میں نہ آجائے۔

طاؤس اپنے بستر کو بچھا لیتے پھر لیٹ جاتے۔ اچانک آپ بستر سے اٹھ کھڑے ہوتے جیسا کہ  
کہا ہی سے دانہ باہر گر جاتا ہے۔ پھر بعدہ قبیلہ رخ ہو کر صبح تک قیام کرتے اور فرماتے کہ جہنم کے ذکر نے نیند کو  
آنکھوں سے اڑا دیا ہے

حضرت عابدہ رات کو بالکل نہ سوتیں بہت رویا کرتیں اور زبان سے یہ کہا کرتی تھیں میرا جی کرتا ہے سو جاؤں  
لیکن مجھ میں بہت نہیں ہے۔ میں سو بھی کیسے سکتی ہوں۔ جب میرے کراہا کا تبین نہیں سوتے۔ (اللہ اللہ)

ربیع بن عبد الرحمن کہا کرتے تھے کہ بعض اللہ والے ایسے ہیں۔ ان کے پیٹ حرام سے بالکل خالی ہیں اور ان کی  
پلکیں نگاہوں سے دور رہتی ہیں اور ان کی آنکھیں زار و تظار روتی ہیں۔ اور ان کی تاریکی قبر کی یاد سے روشن ہو جاتی ہے۔

اور جب تم زمین میں دفن کر دیے جاؤ گے ان کا تذکرہ رہتا ہے اور ان کی آنکھ پر نگاہ رہتی ہے ان کی قبلی نگاہیں

عالم غیب کی قدرت کے لئے نفوذ کر چکی ہیں۔ ان نگاہوں نے اللہ تعالیٰ کے ثواب کی تنہا پوری کر لی ہے وہ اسی بنا پر پوری محنت کرتے ہیں۔

اور ان کی نگاہوں کی کوشش خدا کی یاد کے لئے وقت ہے۔ اسی بنا پر ان کو دنیا میں کوئی آرام نہیں ملتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن کی پیشانیاں ملک الموت کا انتظار خذہ پیشانی سے کر لیں گی۔ جو وہ آپ خوب دوتے حتیٰ کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوتی جاتی۔

مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان۔

قول ربانی وَاَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللّٰئِلِیٰ نَا۔ تمام علماء امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ غروب شمس سے رات شروع ہو جاتی ہے اور روزہ دار اس وقت اپنا روزہ افطار کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز عصر سے لے کر غروب شمس تک نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ سورج کے غروب ہونے سے نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

نمازوں اور رات کے اوقات میں پڑھ سکتا ہے۔ مگر چند اوقات ایسے ہیں کہ جن میں نماز کی ادائیگی سے روک دیا ہے۔ غروب شمس سے لے کر طلوع فجر تک کے اوقات کی نمازیں رات میں شمار ہوں گی رات کی نماز کی بہت فضیلت درجہ بدرجہ اوقات میں بیان کی گئی ہے۔

بعض صحابہؓ اور تابعین مغرب سے قبل دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملتا ہے۔ آپؐ نے دو مرتبہ ترغیب دی اور تیسری بار فرمایا جس کی مرضی پڑھ لے، آپ کے کسی کو بھی دو رکعت پڑھنے سے روکا نہ تھا۔

عبداللہ بن مسفل مزیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بیان کرتے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اذان تکبیر کے درمیان نماز ہے تین مرتبہ آپ نے اسے دہرایا جس کی مرضی ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو رکعت مغرب سے پہلے نماز پڑھو۔ تیسری دفعہ آپ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے پڑھے۔ یہ اس لئے فرمایا تاکہ لوگ اسے سخت ہی نہ قرار دیں۔ (بہروایت مسفل مزیؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر فرض نماز سے قبل دو سجدے ہیں۔ (محمد بن نصرؒ کہتے ہیں یعنی دو رکعت نماز مراد ہے) بہروایت ابن زبیرؓ

عمر بن عامر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے انس بن مالک سے سنا وہ بتا رہے تھے کہ صحابہ کرامؓ اذان سنتے ہی



ستون کی ادٹ لے کر دو رکعت مغرب سے قبل نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ ان دو رکعتوں میں مشغول ہوتے۔ محمد بن یحییٰ نے یہ اصرافہ کیا ہے اذان اور تکبیر میں بالکل عقوڑا وقفہ ہوتا تھا۔ مختار بن نفعل رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت انس سے سوال کیا، کیا بعد عصر کوئی نماز ہے۔ آپ نے جواب دیا نہیں، بعد غروب شمس دو رکعت نماز سے قبل ہیں میں نے کہا کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے دیکھا ہے اس نے جواب دیا نہیں اور نہ ہی حکم دیا اور نہ ہی ایسا کرنے سے روکا۔ اذان ہوتے ہی ہم سے جو چاہتا دو رکعت نماز جماعت سے پہلے پڑھ لیتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہما کا عمل یوں بتاتے ہیں اذان ہوتے ہوتے وہ ستونوں کے ساتھ لگ کر نماز سے قبل دو رکعت نماز پڑھ لیتے۔ حضرت ثابت بن انس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ غروب شمس مسجد میں تشریف لاتے، ہم میں سے بعض نمازیں مشغول ہوتے لیکن آپ نہ ہی کسی کو حکم دیتے اور نہ ہی کسی کو روکتے۔ صحابہ کے اس عمل کو کوئی بھی مہجوب نہ جانتا تھا۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ یہ عمل مدینہ میں کثرت سے پایا جاتا تھا۔ اس فعل کو دیکھ کر معلوم ہوتا کہ فرض نماز ہو چکی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ عصر کے بعد مغرب تک کوئی نماز نہیں ہے۔ بعد غروب شمس دو رکعت کا ذکر ہے۔ اس پر صحابہ کرام حامل تھے۔

ابی حذیفہ کو ابی تمیم حبشی رضی اللہ عنہما کا دو رکعت نماز قبل مغرب پڑھنا عجیب لگا حتیٰ کہ انہوں نے اس کا تذکرہ عقبہ بن عامر سے کیا۔ کہ میں اس کو اس طرح دیتا ہوں عقبہ نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پڑھا کرتے تھے لیکن آپ پر یہ عمل کثرت مشاغل کی نذر ہو چکا ہے۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما سے یہ دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

ابو ذر بتاتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن عوف اور ابی بن کعب کو دیکھا کہ وہ مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بتاتے ہیں کہ صحابہ کرام ہر اذان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

حسب بن مسلمہ کا غلام بیان کرتا ہے کہ صحابہ اس نماز کا اہتمام ایسا کرتے تھے جیسا کہ فرض نماز کا کرتے تھے۔

راشد بن لیث کہتے ہیں کہ میں نے ان پانچ افراد کو دیکھا جنہوں نے تحت الشجر بیعت کی تھی وہ دو رکعت مغرب سے پہلے ترک کرتے تھے۔

ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما یہ دو رکعت آپ کے عہد اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کے عہد میں التزام سے پڑھتے تھے۔ عہد فاروقی میں نہیں پڑھتے تھے۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ عثمان زمر مزاج رکھتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مجھے ڈر لگتا تھا۔ کہ میں حد نہ لگاؤں۔

محمد بن نصر فرماتے ہیں کہ ابو ایوب کی نماز کا تذکرہ عصر کی بعد کی دو رکعتوں کا ہے۔ نہ کہ مغرب سے قبل کا۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عہد دو رکعت کا برا جانتے تھے۔ بلکہ اسی پر سزا بھی دیا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی مغرب سے پہلے کسی کو نماز پڑھنے کی روایت

طاؤس دلی بھیجی ابن ابیوب سے زیادہ محفوظ ہے :-

خالد بن سہدانی مغرب سے قبل کی دو رکعت نہ چھوڑا کرتے تھے اور ساتھ ہی کہتے کہ ابو درداءؓ ان رکعتوں پر پابندی کرتے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے اگر کوڑے بھی پڑیں تب بھی ان کو نہ چھوڑوں گا۔ جابر بن عبد اللہؓ بھی ان رکعتوں پر پابندی کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہما کے سفر میں گئے وہاں بھی آپ ہر اذان کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

سعید بن جبیبؓ سے مغرب سے قبل کی دو رکعت پڑھنے کا سوال کیا، آپ نے جواب دیا کہ کسی فقیر حتیٰ کہ سعید بن مالک نے بھی ایسا نہیں کیا۔ ایک روایت میں ہاجرین اس پر عمل نہ کرتے تھے۔ ہاں انصار پابندی کے ساتھ کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس بھی پڑھا کرتے تھے۔ مجاہد انصار کا عمل یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ اذان سنتے ہی نماز پڑھتے تھے۔ حسن محمد بن حنفیہ کا پوتا کہا کرتا تھا کہ ہر اذان کے وقت دو رکعت ہیں۔

قتادہؓ سے کسی نے ان رکعتوں کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ ابو ہریرہؓ پڑھا کرتا تھا۔

عبد اللہ بن عمرؓ سے ایک آدمی نے سوال کیا تو آپ فرمانے لگے تو کس علاقہ سے تعلق رکھتا ہے اس نے جواب دیا کوفہ سے آپ نے فرمایا کوفی صحیحی کی نماز پر پابندی کرتے ہیں۔ اس نے کہا تم مغرب سے پہلے دو رکعت نہیں چھوڑتے۔ حضرت ابن عمرؓ نے اس کا جواب دیا کہ میں عورت ملی ہے ہر اذان کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

سوید بن جبیبؓ سے پہلے کی دو رکعتوں کو بدعت کہا کرتے تھے۔ کہ ہم نے خلافت عثمانی میں اس بدعت کو ایجاد کیا ہے۔  
عبد اللہ بن بریدہؓ تین قسم کی نمازیں کہا کرتے تھے۔

۱- اوّلین، دو رکعت صبح سے پہلے ۲- منین، صبح کی دو رکعت ۳- ثانیین مغرب سے پہلے کی دو رکعت۔

عبد اللہ بن بریدہؓ، یحییٰ بن عقیل، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔

حضرت حسنؓ سے ان رکعتوں کے متعلق دریافت کیا گیا فرمایا حدیث کی قسم یہ دونوں مجال اور حسن سے بھر پور ہیں۔

سعید بن جبیبؓ فرمایا کرتے کہ مؤذن پڑھتا ہے جب بھی اذان دے دو رکعت نماز پڑھے اس پر اعرج، عامر کا عمل تھا۔

حضرت انس بن مالک نے اپنے بچوں کو وصیت کی کہ ان دو رکعتوں کو ترک نہ کرنا۔

حضرت کھول کہا کرتے تھے کہ مؤذن کے لئے ضروری ہے کہ ہر اذان کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ عراق بن مالک مغرب کی

اذان دے کر دو رکعت نماز پڑھتا تھا۔

علی بن ابی حمزہ شکرانی قبل مغرب دو رکعت نماز پڑھتا تھا۔

۴- ان دو رکعتوں کو بدعت کہا سنت سے ناواقف ہے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب مغرب کی اذان ہوتی لوگ منتشر ہو کر دو رکعت نماز پڑھتے۔

فضل بن حسنؒ مغرب سے پہلی دو رکعتوں کو اذان میں کی نماز کہا کرتے تھے۔

احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ قبل مغرب دو رکعت والی تمام احادیث کی اسناد بیحد ہیں اور ساتھ ہی کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم اور صحابہؓ سے یہ ثابت ہے۔

آنحضرتؐ نے یوں فرمایا کہ جس کی مرضی ہو پابندی کرے۔ بعض نے سوال کیا قبل اذان یا اذان اور تکبیر کے درمیان آپ نے

فرمایا اذان اور تکبیر کے درمیان۔

پھر اس نے کہا جب سورج مغرب ہو جائے اس وقت نماز پڑھنا جائز ہے۔ بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ آپ نے

تعبیر فرمایا کہ اس کا انکار کرتا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں ان کو نہیں پڑھتا اور اگر کوئی

شخص پڑھے تو اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

”جن اصحاب نے قبل مغرب دو رکعت نہیں پڑھی“۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کی ایک کرم جماعت کو فرمایا جائزین تھی۔ ان کے اسماء ذیل ہیں:-

۱۔ علی بن ابی طالبؓ ۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ ۳۔ حذیفہ بن یمانؓ ۴۔ ابو سعید انصاریؓ ۵۔ عمار بن یاسرؓ ۶۔ برابر بن عاذبؓ۔

مجھے اس شخص نے بتایا جس نے ان تمام کو دیکھا تھا کہ ان اصحاب نے حضرت سے قبل دو رکعت نماز نہیں پڑھی۔

ایک روایت میں حضرت ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ کا عمل بھی ایسا بیان کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن منذرؒ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ اسے اس کا علم نہ تھا۔

علامہ محمد بن نصرؒ ابراہیم نخعیؒ کے قول پر ذیل جرح کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کو کسی نے مغرب سے پہلے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

یہ ترک عمل کی دلیل نہیں بن سکتی۔ دراصل اب لوگوں نے یہ عمل چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اس کا ترک کرنا مباح (جائز) تھا۔ کیونکہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قطعاً حرام نہیں کیا۔ لیکن آپ نے ترغیب مثل دی ہے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ دیکھتے والا اس وقت آیا

ہو جبکہ وہ دو رکعت پڑھ چکے ہوں اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر پڑھ کے آئے ہوں۔ کیونکہ آپ نوافل گھر پر

بھی پڑھا کرتے تھے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت کے بعد جن کو عدم ادا کی دو رکعت مسجد میں دیکھا گیا وہ گھر پڑھ کے آگئے ہوں اکثر

علماء کرام کو دیکھا گیا کہ وہ نوافل مسجد میں نہ پڑھا کرتے تھے۔

زید بن وہب بتاتے ہیں کہ مغرب کی اذان کے بعد ایک شخص نے دو رکعت نماز پڑھی شروع کر دی وہ نماز میں ادھر ادھر

بھاگتا تھا حضرت عمرؓ نے اسے نماز کی حالت میں کوڑا مارا جب اس نے سلام پھیرا کہنے لگا حضرت آپ نے بہت اچھا کیا کہ مجھے نماز

آپ نے فرمایا کہ نماز پر تجھے نہیں مارا۔ بلکہ تم نماز میں جھانک رہے تھے۔

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھو۔ تیسری مرتبہ فرمایا پابندی نہیں ہے اس لئے کہ لوگ اسے سنت کا درجہ نہ دے دیں۔

احمد بن علی مقرئینی فرماتے ہیں کہ یہ سند شرط علم پر بالکل صحیح ہے۔ عبدالوارث بن عبدالصمد کو امام علم اور باقی اصحاب حدیث نے بطور حجت پیش کیا ہے۔

ابن حبان میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت قبل مغرب ادا کیں۔

عبداللہ بن مرزئی بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت مغرب سے پہلے پڑھیں یہ مسئلہ اہم ہے۔

پہلے دو رکعت کے بعد دو رکعت پڑھنے کا بیان ہے۔

ادبار السجود سے صحابہ کرام اور تابعین نے مغرب کی دو سنتیں مراد لی ہیں۔ یہ تفسیر ذیل صحابہ کی ہے۔

۱۔ سیدنا عمر بن خطابؓ ۲۔ علی بن ابی طالبؓ ۳۔ حسن بن علیؓ ۴۔ ابی تمیمؓ کا بیان صحیح ہے۔ ۵۔ ابی ہریرہؓ ۶۔ قتادہؓ۔ صحابہ کرامؓ ۷۔ شیخ۔

ادبار السجود کی تفسیر صحابہ اور تابعین نے فجر کی دو سنتیں مراد لی ہیں۔

۱۔ عمرؓ ۲۔ علی بن ابی طالبؓ ۳۔ اکثر صحابہؓ ۴۔ ابی ہریرہؓ ۵۔ حسن بن علیؓ۔

ابن عباسؓ نے ادبار السجود سے مراد تمام نمازوں کے بعد کی تسبیحات مراد لی ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں یوں بیان کیں کہ ظہر سے پہلے چار۔ بعد ظہر دو بعد مغرب دو رکعت اور عشاء دو رکعت، حضرت حفصہؓ نے فجر سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے کا اہانتہ کیا ہے۔ یعنی صبح کی دو سنت مراد ہیں۔

ابن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ آپ ظہر کو دو فرض اور دو سنت اور مغرب کو تین فرض اور دو سنت ادا فرمایا کرتے تھے۔

علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں کہ فجر اور عصر کے علاوہ آپ ہر نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔

ام جیبہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ جس نے بارہ رکعت سنت دن اور رات میں پڑھیں اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ تفصیل یہ ہے۔

چار ظہر سے قبل دو بعد۔ دو مغرب کی۔ دو عشاء اور دو فجر کی سنت۔

حضرت ام جیبہؓ کا اپنا نقل بھی ایسا ہے کہ جس نے نقلی نماز رات دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھیں اس کے لئے جنت

میں گھر بنایا جائے گا۔ ایک روایت آپ سے یوں منقول ہے کہ دو رکعت عصر سے قبل۔ بعد عشاء کی دو رکعت بارگاہ میں شمار نہیں کیں۔

حضرت ام سعید نے چار قبل ظہر اور دو بعد اور دو قبل عصر اور دو مغرب اور دو فجر کی سنت۔ یہی ابن مسعود کعب کا قول بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کہ تے تھے کہ تیروں کی بوجھاڑ کیوں نہ ہو۔ میں مغرب کی دو سنت اس حال میں بھی نہ چھوڑوں گا۔

ابو امام نخعی بعد صلوٰۃ مغرب کی دو رکعت کو سنت کہتے تھے۔ حسن لہری مغرب کی دو رکعت واجب کہتے تھے۔ سعید بن جبیر کہتے تھے کہ اگر میں مغرب کے بعد کی دو رکعت نہ ادا کیں تو مجھے ڈر ہے کہ معافی نہ ملے گی۔ مغرب کی دو رکعت گھر میں ادا کرنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعت، بعد والی دو رکعت اور مغرب کی دو رکعت گھر میں ادا کرتے تھے۔ دوسری روایت میں یوں بتاتے ہیں کہ ظہر سے قبل دو اور بعد دو۔ بعد عشاء دو اور بعد جمعہ دو۔ مغرب عشاء اور جمعہ کے نوافل گھر پر ادا کرتے تھے۔

عبداللہ بن شہین نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل کا سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ قبل ظہر پڑھتے۔ پھر عوام کو جماعت کراتے۔ بعد دو سنت گھر میں پڑھتے۔ مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے دو سنت گھر میں پڑھتے اور عشاء کی جماعت کرا کے دو رکعت گھر میں ادا کرتے۔

حمید بن حید بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی عبدالاشہل کے پاس تشریف لائے تو آپ نے انہیں مغرب کی نماز پڑھانی۔ بعد فرمایا کہ سنتیں اپنے گھر میں ادا کرو۔ رافع بن خدیج نے آپ کا عمل مغرب کی دو سنت کا تذکرہ گھر میں ادا کرنا بیان کیا ہے۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے دور فاروقی میں دیکھا کہ لوگ مغرب کے فرض ادا کرنے کے بعد فوراً گھروں میں جا کر دو رکعت ادا کرتے۔ اور مسجد لیا ایک عالی نظر آتی تھی۔ وہاں کوئی بھی سنت نہیں پڑھتا تھا۔

حضرت عمر کا بھی یہی طرز عمل تھا۔ عباس بن سہل بتاتے ہیں کہ در عثمانی میں لوگ فرض ادا کرتے اور فوراً گھروں میں جا کر دو رکعت پڑھتے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کا بھی یہی عمل تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا گیا کہ ایک قوم فرض کے بعد نوافل مسجد میں پڑھتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ اجتماعی صورت میں میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ یہاں

انفرادی شکل میں درست ہے۔

میمون بن مہران تابعی گھر میں ان دور کعبت کو پڑھنا مستحب جانتے تھے۔ موصوف کا اپنا عمل بھی ایسا تھا۔  
اشاد بنوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ فرض نماز کے بعد افضل نماز تمہاری گھر والی ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے  
کہ لوگو اپنے گھروں میں نوافل پڑھنا افضل ہے ماسوا فرافعل کے۔ (بروایت زید بن ثابت) ایک دوسری روایت  
میں ہے کہ مسجد نبوی میں نوافل پڑھنے سے گھر میں نوافل پڑھنا افضل ہے۔

عاصم بن عویض بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے حضرت عمرؓ سے نوافل کا گھر میں پڑھنا بیان کیا ہے۔  
سوال کرنے پر آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہی سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا  
تھا کہ آدمی کے گھر میں نماز پڑھنے سے نوافل ہوتی ہے۔ بنا بریں کہ اپنے گھروں کو نوافل سے روشن کرو۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ بلکہ اپنے گھروں میں نوافل پڑھا کرو۔  
(راوی ابن عمرؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد گھر کے لئے بھی کچھ حصہ رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ  
گھروں میں بھلائی چاہتا ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گھروں میں نوافل سے روشنی  
کرنا چاہتا ہے (روایت جابرؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بلکہ ان میں نوافل پڑھا کرو (روایت زید بن خالد جھنی)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنایا کر بلکہ وہاں سورہ بقرہ پڑھا کرو۔ اس عمل سے شیطان گھر سے بھاگ  
جائے گا (راوی ابی ہریرہ)

سنان بن قیس کہتے ہیں کہ عبید اللہ نوافل کو محلہ کی مسجد میں قطعاً نہ ادا کرتے تھے۔ بسیر ربیع بن خثیم کے نوافل کا تذکرہ یوں ہی  
کر رہے تھے کہ وہ بھی گھر میں پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ مسجد میں نوافل نہ ادا کرتے تھے۔ اعشش بتاتے ہیں کہ ابوامامہؓ  
نوافل گھر میں پڑھتے تھے۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ ابواسحاق معدانی مسجد کا پڑوسی ہونے کے باوجود نوافل گھر میں پڑھتا تھا۔  
"مغرب کی سنت بعد ادا کرنے کا بیان: یا"

ابن عباس فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں دو فرشتے جمع ہو گئے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو آسمان پر  
چلیں۔ اس نے جواب دیا کہ میرا ساتھی مغرب کی نماز پڑھ رہا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ہم اس کی بنا پر اس کو جلدی  
ادا کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کی سنتیں جلدی ادا کر لیا کرو تاکہ یہ فرضوں کے ساتھ چلی جاویں  
(راوی حذیفہ)

محمد بن نصر نے اس حدیث کو سدا صحیح تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ مغرب کی دو سنتیں تاخیر سے پڑھتے تھے آنے والوں کو یوں معلوم ہوتا کہ ہمیں دیر ہو گئی۔ لوگ دیکھ کر پھر مغرب کی نماز جلدی پڑھتے۔ یہ ثابت نہیں ہے۔

عبدالرحمن بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ مغرب کے فرض پڑھتے ہی دو سنت ادا کر لینی چاہئیں۔ اگر آپ پر تیروں کی بارش بھی ہو رہی ہو۔ تب بھی آپ جلدی ان کو ادا کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مغرب کی سنتیں فرضوں کے ساتھ بغیر کلام کہنے پڑھ لیں اس کی نماز علیین میں لکھ دی جاتی ہے۔ (بروایت کجول) ایک روایت میں آپ نے ان کی فضیلت میں فرمایا کہ عمرہ کرنے کا ثواب ملتا ہے (راوی فقیر بن فرد) اور اسی مغرب کی سنتیں جلدی پڑھنے کو مستحب قرار دیتے تھے۔ تاکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے دربار میں لے جائیں۔ تاخیر سے ادائیگی کو ناپسند کرتے۔  
مغرب کی دو رکعت ہیں کیا پڑھنا مستحب کے بیان میں)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اور تابعین فخر کی دو سنت اور مغرب کی دو سنت میں پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔  
ابن مسعود نے آنحضرت صلعم سے اپنا سماج فجر اور مغرب کی دو سنت میں یہی بیان کیا ہے۔

۲۔ ابن عمر نے اپنا مشاہدہ یوں بیان کیا ہے کہ میں نے نبیل رات یا پچیس رات یا ایک ماہ آپ کے ساتھ رہا۔ ادا آپ مندرجہ بالا رکعت مغرب اور فجر کی سنتوں میں پڑھتے تو علامہ محمد بن نصر نے عبد اللہ کی طرف اس قول کو منسوب کرنا غلط قرار دیا ہے۔ اس واقعہ سے ابن عمر نے اپنی مشیرہ حنفیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ بیان کیا ہے۔ کہ آپ صرف فجر سے قبل دو رکعت پڑھتے تھے لیکن وہ ساتھ ہی کہتے ہیں کہ اس ٹائم پر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جاتا تھا۔

تابعین ۱۔ عبدالرحمن بن زید ۲۔ سوید بن غفلہ ۳۔ عطار فرماتے ہیں کہ میرا بھی یہی عمل ہے۔

دو مغرب کی دو رکعت سنت میں طویل قرأت کرنا ۱۰۔

سعید بن جبیر آنحضرت صلعم کا عمل بتاتے ہیں کہ آپ مغرب کی دو رکعت میں اتنا طویل کرتے کہ آپ ہی آخری نمازی ہوتے جو مسجد سے باہر آتے۔ اس حدیث کو محمد بن نصر نے منقطع قرار دیا ہے۔

صحیح احادیث میں آپ کا عمل گھر میں پڑھنے کا ملتا ہے۔ اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی ایسا بھی کر لیتے ہوں

اور عموماً گھر پڑھتے ہوں لیکن وہ اس سند سے ثابت نہیں ہے جس کو علامہ نے منقطع قرار دیا ہے۔

سعید بن جبیر ابن عباسؓ کے حوالہ سے آپ کا عمل بیان کرتے ہیں کہ آپ مغرب کی دو رکعت اتنی لمبی کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد میں کوئی فرد آپ کے سوانہ ہوتا۔

مغرب اور عشاء کے درمیان نماز کی ترغیب میں علاوہ یعنی دو رکعت سنت کے بیان میں:

تجانی جنوبہم عن المصباح وہ لوگ رات اپنے بستروں پر بسر نہیں کرتے۔ (سجدہ) عبداللہ بن یحییٰ نے انصاری افراد کے عمل کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ بالکل فارغ ہو کر عشاء تک نوافل پڑھتے رہے۔

انس بن مالک نے اس آیت اور کالوا قلیلاً من اللیل ما یبجھون رات کو اللہ والے کم سوتے تھے۔ سے مغرب اور عشاء کے درمیان والے نوافل بیان کئے ہیں۔ حضرت انسؓ نے دو کپڑے خاص کر رکھے تھے۔ مغرب تا عشاء نوافل پڑھتے اور کسی کی کلام ان کی عبادت میں رکاوٹ نہ بنتی۔

ان نائشۃ اللیل رات کا ذکر کے لئے بیدار ہونا مشکل کام ہے۔ حضرت انسؓ نے اس آیت سے مغرب تا عشاء کے نوافل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بیان کئے ہیں۔

ابن حازمؒ اور ابی منکدرؒ نے اس آیت اور تجانی جنوبہم کا مصداق مغرب اور عشاء کی درمیانی نماز قرار دیا ہے بعض نے اس نماز کا نام ادا بین رکھا ہے۔

حضرت ثابتؓ اپنا سنت انسؓ کے قیام کا واضح بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے ہاں روزہ کی انظار ہی کے لئے اذان کا منتظر تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ رات ہو چکی ہے روزہ انظار کرو۔ پھر مؤذن نے اذان دی اور آپ نے جماعت کرائی۔ آپ مغرب تا عشاء اللہ اللہ کرتے رہے اور ساتھ ہی فرماتے کہ ان نائشۃ اللیل کا مفہوم یہ ہے کہ جب سعیدی غروب ہوگی ثابت کہراؤ اذان دی۔ پھر مؤذن نے عشاء کی نماز کی اذان دی عشاء کی نماز اور وتر پڑھ کر فارغ ہوئے پھر گھر تشریف لائے (اللہ اللہ)

لیسوا سواع من اهل الكتاب ائمة قائمة یتلون آیات اللہ انا اللیل و ہم یسجدون۔ تمام اہل کتاب علی صورت میں یکساں نہیں ہیں۔ ایک جماعت ان میں رات کو اللہ اللہ کرتے گزار دیتے ہیں یعنی سجدہ اور تلاوت قرآن میں منظور ہے اس آیت کا مصداق مغرب اور عشاء کی ما بین نماز کیا ہے۔ سفیان ثوریؒ مغرب اور عشاء کے درمیان والی نماز کو رات کی نماز کہا کرتے تھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ اس عمل پر پابندی کرتے تھے۔ حضرت علی بن حسینؒ بھی اسی عمل پر پابندی کرتے۔ اور فرماتے ان نائشۃ اللیل



یہ رات کی نماز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام عبیدہ سے سوال کیا گیا کہ آپ فرضی نماز کے بعد کس نماز کا حکم دیتے تھے۔ فرمانے لگے پانچ مغرب اور عشاء کے درمیان والی نماز کے متعلق۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بعد نماز مغرب یا رات کی رکعت پڑھے بشرطیکہ برہی بات نہ کرے اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (بروایت ابی ہریرہ)

ایک حدیث آپ سے اپنی نوافل کے متعلق ہے کہ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (بروایت سالم بن عبد اللہ)

عذیفہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھے کہا کہ آنحضرت سے کب ملاقات کی تھی۔ میں نے کہا کافی دیر ہو گئی ہے۔ میں آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر نماز ادا کروں گا۔ آپ میرے اور تیرے لئے مغفرت کی دعا کریں گے۔ میں نے آپ کے ساتھ مغرب سے عشاء تک کی نماز ادا کی اور آپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ نے کہا تم کون ہو۔ میں نے کہا کہ عذیفہ بن یمان ہوں۔ فرمایا کیسے تشریف لائے۔ میں نے جواب دیا کہ میری والدہ نے مجھے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری والدہ کو بخشنے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی درمیانی نماز کو اوابین کہا ہے (بروایت محمد بن منکدر) ایک حدیث میں یوں فرمایا کہ جس نے دن کی رکعت بعد نماز مغرب پڑھیں اس کے لئے ایک محل جنت میں تعمیر کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے۔ پھر ہم تو بہت گھریا حملات تعمیر کروالیں گے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے عمر اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کی کمی نہیں ہے (بروایت عبد الکریم بن عمار رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور عشاء کے درمیان چار رکعت پڑھنا آنحضرت کا عمل کہا کرتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کرتے تھے کہ جس نے چار رکعت مغرب اور عشاء کے درمیان ہمیشگی سے پڑھ لیں وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ چار رکعت پڑھا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب قرار دیتے تھے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے قبل چار رکعت پڑھنا مستحب کہتے تھے۔

ابن عبد الرحمن فرمایا کرتے تھے کہ رات کو بعد نماز مغرب پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اگر بیدار ہی کا یقین نہ ہو تو

بعد نماز مغرب اور پانچ عشاء کے پڑھ لو۔

اگر آنکو کھل گئی تو قبہا ورنہ قیام لیل کا پورا پورا ثواب مل جائے گا۔

اسودؓ حضرت ابن مسعودؓ کا عمل بتاتے ہیں کہ آپ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے۔  
عاصم احوالؓ ابوعثمانؓ کا عمل مغرب اور عشاء کے درمیان یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ نماز پڑھتے  
رہے اور میں دیکھتا رہا۔ بالآخر میں نے بھی پڑھنی شروع کر دی تاکہ خسارہ سے بچ جاؤں۔  
ابن ابی ملیکہ بھی اس پر عمل کرتے تھے جب اونکو آنی شروع ہوتی تو مکان کے ایک کونہ میں چلے  
جاتے۔

عبدالرحمن بن اسودؓ فرمایا کرتے کہ مغرب اور عشاء کا درمیان غفلت میں جاتا ہے۔  
تو پراپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ مسجد میں تشریف لے گئے کچھ لوگ مغرب اور عشاء  
کے درمیان نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نماز کیسی ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ غفلت کی نماز ہے  
آپ نے فرمایا غفلت میں واقع ہونا بہتر نہیں۔ لہذا اس نماز کو چھوڑ دو۔  
علامہ محمد بن نصرؓ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے کیونکہ تو یہ ضعیف آدمی ہے۔  
وعشاء کے بعد دو رکعت کا بیان :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء دو رکعت پڑھتے اور حضرت علیؓ بھی دو رکعت بعد نماز عشاء  
کے ادا فرمایا کرتے تھے۔

عبداللہؓ چار رکعت قبل ظہر، دو رکعت بعد۔ دو سنت مغرب اور دو سنت بعد نماز نفلی نہ چھوڑے۔  
ایک روایت میں ہے کہ قبل عصر اور بعد عصر نوافل نہ پڑھتے تھے۔  
ابراہیم نخعیؓ سے چار رکعت قبل اور دو رکعت بعد۔ دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت بعد عشاء سنت  
سے ہیں۔ وہ لوگ انہیں سنت کا نام دیتے تھے۔  
گھر میں نماز پڑھنے کا بیان :-

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی دو سنت اور عشاء کی دو سنت گھر میں ادا فرمایا کرتے  
تھے۔ دروایت عبدالرحمن بن عمرؓ  
ایک روایت میں بعد نماز جمعہ دو رکعت سنت گھر میں پڑھتے تھے۔

”ان دو رکعت میں کیا پڑھنا مستحب ہے؟“

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ جسے عقل کامل اور اسلام نصیب ہو گیا ہو اسے عرش سے آیت الکرسی کی تلاوت سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ تمہیں اس کا علم نہیں کہ یہ نذرانہ ہمارے نبی پاکؐ کو دیا گیا۔ اس سے قبل کسی نبی کو یہ تحفہ عطا نہیں کیا گیا۔ میں ہر رات میں تین مرتبہ آیت الکرسی کو تلاوت کرتا ہوں۔

عشاء کی دو سنتوں میں اور وتر میں اور بستر میں لیٹتے وقت۔

سید بن غفہ عشاء کی دو رکعت سنت میں *لقد مافی السموات والارض الخ* آخری آیات سورہ بقرہ اور

سورہ اخلاص پڑھتے تھے۔

عبدالرحمن بن زید فرمایا کرتے کہ مغرب کی دو سنت کی اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا احسن ہے۔

عشاء کی دو سنت میں *الحسن الرسول الخ* اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھتے۔

(بعد نماز عشاء چار رکعت پڑھنا)۔

شرح بن ہانیؒ نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرتؐ صلعم کی عبادت کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے جواب دیا کہ آپ عشاء کے بعد میرے گھر میں چار رکعت یا چھ رکعت پڑھا کرتے۔ آپ کو میں نے زمین پر لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔

ابن عباسؓ بتاتے ہیں کہ میں مسجد نبویہؐ کے گھر میں آیا کہ آنحضرتؐ صلعم عشاء کے بعد چار رکعت نماز ادا کرتے۔ ایک حدیث میں آپؐ نے ان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس آدمی نے چار رکعت بعد نماز اس طرح ادا کیں کہ پہلی دو رکعت میں سورہ کافرون، سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ ملک اور سورہ سجده تو اس کو لیلیۃ القدر کی چار رکعت کا ثواب ملے گا۔

عبداللہ بن عمرؓ سے بھی یوں ہی ثابت ہے۔

۱۔ علقمہؓ ۲۔ اسودؓ ۳۔ مجاہدؓ ۴۔ عبدالرحمن بن اسودؓ فرماتے کہ جس نے یہ چار رکعت نماز ادا کیں اسے لیلیۃ القدر

یا لیلیۃ القدر کے برابر یا لیلیۃ القدر کے اجر کا ثواب ملے گا۔

سید بن جبیرؓ بعد نماز عشاء چار رکعت پڑھتے تھے۔ قاسم کہتے ہیں کہ آپ مجھ سے بات نہ کرتے تھے۔

کعب فرمایا کرتے ہیں نے وہ سب بہترین کیا اور چار رکعت بعد نماز ادا کیں۔ انہی رکعت اور سجود کے ساتھ

فرقہ سنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت داؤدؑ نے اپنے رب سے کہا کہ رات کی کس گھڑی میں تیرا قیام کروں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا تہجد گزار۔ استغفار کرنے، دعائیں کرنے، جب نیند کر رہے ہوں، وہ ہے! صہرات کا اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے اپنی رحمت سے دیکھیں گے۔

حسن نعبریٰ سے کسی نے افضل قیام رات کا دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا! صہر جب آدمی تہجد کی تیاری کرے اس وقت نزول رحمت الہی ہوتا ہے۔ اور مغفرت کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ سن کر مستع بن عاصم روپڑے اور زبان سے کہا الہی مومن ہر طریقہ سے تیری رضا چاہتا ہے۔

س

حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ سحری کے ٹائم آسمان سے ندا آتی ہے اسائل کو دیا جاتا ہے اور دعا قبول کی جاتی ہے اور استغفار کرنے والے کو معاف کیا جاتا ہے۔ یہ آواز آسمان اور زمین کی تمام کائنات سنتی ہے لیکن انسان اور جن جنین سن سکتے اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ مرغ اور جانور اس وقت پر پہنچ جاتے ہیں۔

علیہ السلام  
نہاری  
منظور رکھیں

حضرت ابن مسعودؓ سحری کے وقت اپنے گھر سے چھپ کر چلے جاتے اور یوں کہتے کہ مولا کریمؐ تو نے مجھے بلا یا ہے اور میں آ گیا ہوں۔ تو نے مجھے حکم کیا ہے اور میں نے اس کی تعمیل کی ہے۔ یہ سہانا وقت ہے میرے گناہوں پر رحم پھیر دے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے کہا تھا کہ سحری کے وقت میں تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ ابراہیمؑ نے سونے استغفار لکھ کر لہجی میں تمہارے لئے اپنے رب سے معافی مانگیں گے۔ میں ذکر کیا ہے یہ سحری کا وقت تھا جس کو یعقوب علیہ السلام نے منتخب کیا تھا۔

سعید بن عاصمؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت عمرؓ کو تاک میں رکھا کہ آپ رات کو کیا کرتے ہیں۔ سحری کے وقت جنت البقیع میں دوڑ کر گئے ہیں نے بھی دوڑ کر آپ کا تقاضا کیا۔ وہاں آپ نے نماز پڑھی جو وہ لیل ہا تھا اٹھا کر دعا کی اللہم کبرت سنی و خفت توتی و خشیت الانشار من رعیتی و اقبضنی الیہک غیر عاجز ولا سلولہ۔ یا اللہ عمر بہت ہو چکی، طاقت ناکام ہو گئی اور رعایا بہت پھیل چکی ہے مجھے ایسی حالت میں فوت کرنا کہ میں عاجز بھی نہ ہوں اور نہ ہی مجھے طاقت کا موقع دیا جائے۔ صبح تک یہ کلمات نہ ہراتے رہے۔

عابد بن دینار کہتے ہیں کہ ہم اپنے ایک شرفاء ثابت بنانیؓ بزرگوار قاشیؓ، زیاد نمبریؓ اور حیدر ققار کے لئے کہ حضرت انسؓ پاس تشریف لائے آپ فرماتے تم مجھے بہت پیار سے لگتے ہو اور میں تمہاری قدر اپنی اولاد سے زیادہ کرتا ہوں تفضل اللہ بہتر جاتا ہے میں سحری کے وقت تمہارے لئے دعا کروں گا۔

عابد بن سعید نے چند لوگوں کو سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھتے دیکھا فرمایا نے بزرگ نمبری سب ریاکار ہیں جس

ان کو نکال دیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔ عبد میں فرمانے لگے فرشتے سحری کے وقت ان پر درود پڑھتے جو مسجد کے اگلے حصہ میں پڑھتے ہیں۔ ایک روایت میں آپ نے ان سے جھگڑا کیا حتیٰ کہ انہیں باہر نکال دیا۔

نافع بن خالد اپنے ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ عرم بن حیان کے ساتھ ہم خراسان سے واپس آ رہے تھے سحری کا وقت راستے میں آ گیا میں نے شعر کا ایک بیت پڑھنا شروع کر دیا سنتے ہی آپ نے مجھ پر کوزا برسایا اور ساتھ ہی کہنے لگے اس وقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور تو اس وقت شعر پڑھتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت جبرائیل امین سے کہا کہ رات کا کونسا حصہ افضل ہے۔ جبرائیل نے جواب دیا کہ مجھے اتنا پتہ ہے کہ سحری کے وقت عرش کا پتہ ہے۔ (بحوالہ جبریدی)

سعید بن ابی حسن سحری کی شان میں کہا کرتے تھے کہ ہر درخت کی مہک پھیلی ہے۔

لسیار کہتے ہیں کہ میں نے بکر بن ایوب سے کہا کیا آپ کے والد رات کو قرأت باواز بلند پڑھا کرتے تھے۔ فرمایا ہاں اور سحری کے وقت خوب بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

ابی ہشام سحری کی فضیلت میں کہا کرتے تھے کہ رات کے اول حصہ میں آسمان سے ندا آتی ہے کہاں ہیں عابدین کی جماعت جو مغرب اور عشا کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔

دس طرات میں بھی ندا آتی ہے کہاں ہے قانتین کی جماعت جو رات کے درمیانی حصہ میں نماز پڑھتے ہیں سحری کے وقت ندا آتی ہے کہاں ہے عالمین کی جماعت۔ یعنی سحری کے وقت استغفار کرنے والے۔

سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے کہ رات کے ہر حصہ میں ندا آتی ہے۔ عابدین کو پکارا جاتا ہے۔ وہ نماز پڑھ لیں۔ اور قانتوں کو آواز دی جاتی ہے کہ سحری تک نماز پڑھ لیں۔ سحری کے وقت ندا آتی ہے۔

استغفار کرنے والے کہاں ہیں وہ استغفار کر لیں پھر اور ایک قیام کرنے والی جماعت کھڑی اللہ اللہ کرتی ہے۔

ان کو انہی کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے اور جب صبح صادق ہو جاتی ہے اور پوری روشنی چھا جاتی ہے۔

آسمان سے آواز آتی ہے کہ اے غافلین کی جماعت اب بیدار ہو جاؤ۔ وہ اپنے بستروں سے اس طرح اٹھتے ہیں۔

جس طرح کہ مردوں کو قبرستان سے نکالا جا رہا ہے۔

ایسا شخص آپ کو سست، تھکا ماندہ، رات بھر مرد سے کی طرح لہتر رہا اور صبح اپنے جسم کو کھیل اور تماشے

کی لکڑی کی طرح اٹھائے پھرتا ہے۔

اور رات کے قیام کرنے والے کی زندگی بہت زالی ہے اس کا دل لاش اور طبیعت میں سرور کی خوشبو آتی ہے۔

ابی زناد کہتے ہیں کہ سحری کے وقت مسجد نبوی میں جاتا ہر گھر سے قرآن پڑھنے کی آواز آتی تھی

ابی زناد فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے احباب سے کہہ رکھا تھا جب کہیں کام جانا ہوتا تو ہمارا وقت وہ ہوگا جب قاری تہجد کے وقت قرآن پڑھتا ہے۔

اس بن مالک کہتے ہیں کہ میں سحری کے وقت شربار استغفار کرنے کا حکم دیا جاتا ہے ایک روایت استغفار کا اضافہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کے تین فائدے بیان کئے۔ ۱۔ ہر غم سے نجات ۲۔ ہر تنگی سے خلاصی ۳۔ رزق بے حساب۔ (بروایت ابن عباس)

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار ایک محفل میں سوار ہوتی تھی۔ جسے ہم شمار کرتے تھے۔

رب اغفر لی و رب اغفر لکل مسلم من امتک انت التواب الغفور الذی لا یغفر الذنوب الا انت۔  
پروردگارا مجھے بخش دے اور میری قوم پر قبول کر کہ کیونکہ تیری ذات بخفا اور تواب ہے ایک روایت میر رحیم کا ذکر بھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الاستغفار کے یہ الفاظ بیان کئے

اللھم انت ربی لا الھ الا انت خلقتنی وان عسک وانا علی عبدک ووعدک استطعت ابولک من النعمۃ و ابوبذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

یا اللہ! تو ہی میرا پروردگار ہے۔ تو ہی نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں تیرے ہی عہد و پیمان پر حسب طاقت رہتا ہوں۔ تیری نعمت کا مجھے اقرار ہے۔ میں اپنے گناہ کا اقرار کر کے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یقین ہے گناہ تیرے علاوہ کوئی نہیں معاف کرتا۔  
خلیفہ عہدؓ! جب لوگ سوچتے تو آپ بیدار ہو کہ یوں گویا ہوتے :-

الہی! میں تیری خیرات کی تلاش میں ہوں۔ پھر محراب کے پاس جا کر خبر تک لڑاغل پڑھتے۔  
سحری کے وقت یوں کہتے :- مولا کریم مجھے رجوع کرنے کی توفیق بخش جو تو نے میرے لئے چھپا رکھا ہے  
اس کی طرف رجوع کی توفیق بخش اپنی اطاعت سے مجھے زینت دے۔

اور احسن خدمت کرنے کا مجھ میں احساس پیدا کر۔ مولا کریم مجھے عزت دینا۔

عجب ترے دربار میں مستقین کا وفد آوے۔ تو ہی بہتر مسئلہ معبود مشکور محمود ہے۔

بعض دفعہ یوں کہتے کہ مولا کریم باطل پرست اس ٹائم پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ ہم تیرے دربار میں کھڑے ہیں۔  
ہم تیری سخاوت کے متلاشی ہیں۔ مولا کریم تو نے بہت مجرمین کو معاف کر دیا اور بہت پریشان زدہ کی پریشانی دور  
کر دی اور بڑے ناقذالوں کی کمزوری کا لقمہ نے علاج فرمایا۔

مولا کریم تیری عزت کی قسم مانگنا کہ نے کے بعد ہمارے سامنے تیری جو دو کرم کا کھلا دروازہ سامنے آیا ہے۔  
جس سے ہمیں معافی کا موقع مل گیا۔ ہر چیز کی امید تیرے ہاتھ والبتہ ہے اور ہر چیز کی تمنا تیرے ساتھ لاجی ہے۔  
رجا بن مسلم عبدی عجروہ عمیتہ کی عملی زندگی بتا رہے تھے یہ اللہ کی بڑی رات کو نوافل پڑھتی، سحری تک نوافل سے  
لگاؤ رکھتی اور عین سحری کے وقت معنوم لہجہ میں دعا کرتی۔

مولا کریم عابدوں کا طبقہ رات کی تاریکی میں تیرے دروازے پر جمع ہیں۔ وہ تیرے فضل اور مغفرت کے  
طالب ہیں۔ صرف وہ تیرے ہی ہیں۔ غیر سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔  
مولا کریم میری خواہش ہے کہ سابقین کی جماعت میں مجھے جگہ دینا، مقربین کا درجہ عطا کرنا اور صالحین کے  
ساتھ مجھے ملانا۔ اگر تیری ذات ہے ارحم الراحمین تیری صفت ہے اور اعظم تیری شان ہے یا کریم کہہ کر سجدہ میں  
گر جاتی۔ ہم اس کے گونے کی آواز سنتے۔ وہ رورور کر سجدہ میں دعا کرتی، یہ سلسلہ فجر تک رہتا۔ یہ عمل اس کا تیس برس  
سے تھا۔

انسان کا اپنے اصل اور قریبی اور عورت کا خاوند کو رات کے قیام کے لئے بیدار کرنا۔  
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس شخص پر رحمت ہو جو رات کو نماز کے لئے کھڑا  
ہو اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کیا اگر وہ بیدار نہیں ہوتی تو اس کے چہرہ پر پانی کے پھینٹے مارتا ہے۔ اور اس عورت پر بھی  
اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جو وہ خود نماز پڑھتی ہے اور اپنے خاوند کو بیدار کرتی ہے۔ اگر وہ بیدار نہیں ہوتا تو اس کے  
چہرہ پر پانی کے پھینٹے ڈالتی ہے تاکہ وہ بیدار ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ خود بھی بیدار ہو اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے۔ عدم بیداری پر چہرہ پر پانی کے قطرات

ڈالے۔

ایک روایت میں لیں ہے کہ جو مرد اور عورت رات کو بیدار ہوئے دو رکعت نفل پڑھے ان کا نام ذاکرین

اللہ اور ذاکرات میں لکھا جاتا ہے۔ (راوی ابی ہریرہ)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے مجھے اور ناظرہ

کو بیدار کیا کہ آپ اٹھ کر نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے جواب دیا کہ ہماری جانیں اسی کے قبضہ میں ہیں جب اسے منظور ہوگا بیدار کر لے گا۔ آپ نے پرس کر خاموش ہو کر چلے گئے۔ جب آپ واپس جانے لگے آپ نے رات پر ہاتھ مار کر کہتے جا رہے تھے۔ سخاں الانسان اکثر شیئاً جبلاً۔ انسان بہت جھگڑا کرنے والا ثابت ہوا ہے۔

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گھر لیون زندگی میں کوئی ایسا لمحہ نہیں ہوتا تھا کہ گھر کا کوئی مزدور اللہ اللہ کرتا ہو۔ بلکہ کوئی نہ کوئی گھر نماز پڑھ رہا ہوتا تھا۔ (سنن ثابت بنانی ۲)

حضرت مجاہد نے اعمال والی داؤد شکر کی تفسیر یوں بیان کی ہے :-

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلیمان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شکر کا ذکر کیا ہے میں رات کو قیام کروں گا اور آپ دن کو قیام کریں۔ حضرت سلیمان نے جواب دیا کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ ہاں ظہر کی نماز پڑھ لیا کروں گا۔

ابن شبرمہ نے اس آیت کا شان نزول یوں بیان کیا ہے۔ کہ باری باری عبادت کرتے تھے۔ آپ کو اہل داؤد کوئی نہ کوئی فرد ضرور نماز پڑھتا نظر آئے گا۔

حضرت عمرؓ رات جی بھر کر نماز پڑھتے، رات کے آخری حصہ میں اپنے اہل کو بیدار کرتے۔ انہیں نماز کی تلقین کرتے اور ساتھ ہی آیت کی تلاوت کرتے۔ و امر اہلک بالصلوٰۃ و اصعبہ علیہا لانسئلک رزقاً من رزقنا و العاقبۃ للمتقوی۔ اپنے اہل کو آپ نماز اور صبر کی تلقین کریں۔ اس عبادت سے ہم رزق نہیں چاہتے بلکہ ہمارے لئے تقدیر کی بہتری چاہتے ہیں۔ (بروایت اسلم)

اسلم بیان کرتے ہیں کہ عبید بن جراح ایک دن دو دشمنوں کے محاصرہ میں آگئے حضرت عمرؓ کو یہ معاملہ بڑا دشوار نظر آیا آپ کبھی ہمارے کہنے پر بھی رات کو قیام نہ کرتے۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ آج آپ نے قیام کیا ہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوتے مندرجہ بالا آیت پڑھتے۔

اسلم کہتے ہیں کہ میں اور میرا غلام عمرؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ ہمیں کہتے کہ اٹھو نماز پڑھو۔ بجز اچھے نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہی میں سو سکتا ہوں۔ جب میں سورہ شروع کرتا ہوں مجھے لوگوں کی پریشانی کے باعث نہیں پتہ لگتا کہ سورہ کا آغاز کیا تھا اور انتہا تم کہاں ہے۔

ابن عثمان نے ہند کہا کہ میں نے ایک دن ابی ہریرہؓ کا ہاں بنا آپ کی بیوی، خادم اور آپ خود باری باری



رات کو قیام کرتے

حضرت ابی ہریرہؓ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

۱۔ ۱ حصہ نماز میں ۱ حصہ نیند کرنے کے لئے ۱ حصہ آنحضرت کی احادیث یاد کرنے میں۔

۲۔ ۱ حصہ قیام کرنے کے لئے ۱ حصہ آنحضرت کی احادیث یاد کرنے کے لئے۔

۳۔ ۱ حصہ قیام کرنے کے لئے ۱ حصہ آنحضرت کی احادیث یاد کرنے کے لئے۔

محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ میرا باپ اپنی عورت، نوکر اور بیٹوں کو رات کے قیام کی ترغیب دیتا۔ رات میں

چاہیے دو رکعت پڑھو، اس نماز سے گناہ دور چھینک دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ صالحین کا اشرف عمل ہے۔

ہشیم بن عمار کہتے ہیں کہ میری عورت رات کو بالکل نہ سوتی تھی۔ مجھے اس کی بیداری پر ترس آیا جب مجھے

اونگھ گھیرا پاتی۔ وہ میرے چہرہ پر پانی کے قطرات کی بارش کرتی اور مجھے اپنے پاؤں کی نوک سے بیدار کرتی۔

اور ساتھ ہی مجھے کہتی :-

عذاتِ عالی سے شرم نہیں کرتے رات بھر خزانے مار کر پھر بھی تجھے صبر نہیں آتا۔ میں جواب میں کہتا بخدا مجھے

تیرے عمل سے شرم آتی ہے۔

بصرہ میں ایک عابدہ عورت رہتی تھی جب لوگ سو جاتے وہ رات کی تاریکی میں قیام اور سجدہ اور دعا

میں مشغول رہتی، یا رب کیا تیرے پاس آگ سے ہلکی کوئی سزا نہیں ہے صبح اسی میں ہو جاتی۔

یمن میں ایک عابدہ عورت تھی رات پڑتے ہی کہتی، اپنے نفس کو کہتی آج یہ دن تیرا ہے روزہ رکھ اور

عبادت کہ کوئی پابندی نہیں ہے۔

دوسرا خطاب یوں کرتے یہ رات تیری رات ہے پھر یہ رات نصیب نہ ہوگی پوری کوشش سے اس میں

اللہ اللہ کرے۔ ساتھ برس یا اس سے کم و بیش کی عمر میں ایسا ہی کہتی رہتی۔

## رات کے قیام کو چھوڑنے کی سزا

۱۔ عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے کہ ایک شخص کا آپ کے پاس ذکر کیا گیا، وہ پوری رات سویا رہتا ہے آپ نے

فرمایا یہ وہ شخص ہے کہ شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کیا ہے۔

۲۔ ابی ہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ شیطان رات کو تین گز گدی پر دیتا ہے۔ ۱۔ صبح یہ

اللہ اللہ کے ذکر پر کھل جاتی ہے ۲۔ ایک دن کو تے وقت کھل جاتی ہے ۳۔ نماز پڑھتے وقت۔

وہ شخص خوش و خرم نظر آتا ہے۔ اگر ایسا عمل رات کو نہیں کیا۔ تو ہرگز پر شیطان رات ہی ہے کہہ کر سونے کی ترغیب دیتا ہے تو ایسا شخص غیبت اور سست مزاج نظر آتا ہے۔ (روایت کا خلاصہ یہ ہے)

ابن مسعود کا قول ہے کہ انسان کو خسارہ اور برائی ہی کافی ہے کہ صبح تک سو یا رہے اور رات کو قیام نہ کرے۔  
— ایسے شخص کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔

اور ایک روایت میں تم اٹھا کر ابن مسعود نے یہ واقعہ بیان کیا۔

ابن عمر فرماتے ہیں کہ جس نے رات کو ذکر نہ پڑھے اس کے سر پر ستر گز بلی چھڑی رکھی جاتی ہے۔

## دن کو قبولہ کرنا رات کی عبادت کیلئے معاون ہوتا ہے

سعد بن جبش کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رات کے قیام کے لئے دن کو قبولہ کیا کرو، اور دن کے روزہ کے لئے رات کو سحری کھایا کرو۔

سن نے ایک شخص کو بازار میں گزرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ کیا یہ شخص دن کو قبولہ نہیں کرتا، انہوں نے جواب دیا ہاں، آپ نے فرمایا ان کی رات میرے خیال میں بہت بری رات ہے۔

اسحاق بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ قبولہ کرنا اہل حیر کا عمل ہے اس سے دل کو تقویت اور رات کے قیام کی طاقت ملتی ہے۔

حضرت عمر نے اپنے اس عامل کو لکھا جو دن کو قبولہ نہیں کرتا۔ ہجر صلوٰۃ کے بعد: فقتل ان الشیطان لا یقتل  
دن کو قبولہ کرو کیونکہ شیطان دن کو قبولہ نہیں کرتا (بقول مجاہد)

خوات بن جبیر کہا کرتے تھے کہ شروع دن میں سونا حماقت اور درمیان میں سونا اچھی عادت اور آخر دن میں سونا کمزوری عقل کی نشانی ہے۔

## جو شخص رات کے قیام کا عادی ہو اسے بیدار کیا جاتا ہے

حضرت ابن مسعود فرمایا کرتے کہ رات کا قیام کرنے والا صبح سو جائے اسے کسی نہ کسی ذریعہ سے بیدار کر دیا جاتا ہے۔ صبح کی آہٹ بچے کے رونے یا اور کسی چیز کے ذریعہ سے وہ بیدار ہو جاتا ہے جس سے اس کی پوری آنکھیں کھلیں

جاتی ہیں۔ کیونکہ ہر انسان کے ساتھ ایک نیک اور بد ساتھی مقرر کیا جاتا ہے۔ نیک ساتھی اسے بیداری کے اسباب تیار کرتا ہے اور بد ساتھی اسے رات لمبی کی چھٹی دیتا ہے۔ حتیٰ کہ کسی کے قیام اور آواز کو نہیں سنتا۔ پھر صبح سویرے شیطان اگر اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے۔ تو یہ صاحب سست اور لٹوٹے والے نظر آتے ہیں۔

نیک ساتھی فرشتہ اسے کہتا ہے اٹھ، ذکر کرنے کا کام ہو گیا ہے۔ وہ بیدار ہو کر وضو کرتا ہے، پھر نماز پڑھتا ہے، پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ جب یہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو فرشتہ اس کا استقبال کرتا ہے۔ صبح اس کی طبیعت عمدہ اور بہتر ہوتی ہے۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رات کو نماز پڑھا کرو اور چار رکعت پڑھا کرو۔ نہیں تو دو پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ جب بھی کوئی گھر والا رات کو نماز پڑھتا ہے فرشتے انہیں آواز دیتے ہیں اٹھو گھر والو۔ نماز کا کام ہو گیا ہے۔

حضرت حسن فرماتے کہ جب بھی کوئی شخص اپنے بستر پر نیکی کی بات کرتا ہے اللہ تعالیٰ وہی اس کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ لیکن انسان اس عمل حیر کو چھوڑ دیتا ہے۔

علامہ مغنہ کی رات کو ہمیشہ بیدار رہتا۔ ایک رات سست ہو گیا اس پر اپنی عورت سے کہنے لگا کہ جب رات کا فلاں حصہ ہو جائے مجھے بیدار کر دینا، اس نے زمین پر سر رکھا، اور اسے نیند آگئی، خواب میں کوئی بیدار کرنے والا بیدار کر گیا، اس صورت میں کہ اس نے میری پیشانی پکڑی اور یوں گویا ہوا۔ ابن زیاد اٹھا اور خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ تجھے یاد کر رہے ہیں۔ آپ گھبرا کر اٹھے۔ اس کپکپی سے علامہ کی وفات ہو گئی۔

ایک عابد رات کو بالکل معمولی سویا کر تا تھا۔ ایک رات اس کی آنکھ نہ کھل سکی۔ حتیٰ کہ وہ اپنا وظیفہ نہ کر سکا۔ اس نے خواب میں ایک لڑکی دیکھی اس کا چہرہ پانچ جیسا تھا اور اس کے پاس ایک کاغذ تھا جس میں ذیل شعر لکھے تھے۔

المهلك لئلا نومۃ عن خیر عیش

تقیست محلاً لا صوت فیہ

تیقظ من منامک ان حیراً

مع الجنیرات فی غمر الجنان

وتنعم فی الجنان مع الحسان

من النوم التمجید بالقرآن

بہتر زندگی کی حیرات نیند کے نشے نے تجھے غافل کر دیا۔ ورنہ تیری منزلت جنت کے بالا خانہ تھے۔ تیسری عبادتانی زندگی میں صورت کا نام نشان نہیں ہے۔ نیکی کر کے جنت کا مہمان بن۔ بیدار رہنا نیند سے بہتر ہے۔ اس بیداری میں قرآن کی تلاوت سے دل لگا۔

— خدا کی قسم جب بھی میں نے یہ اشعار سامنے رکھے ہیں میری نیند آنکھوں سے اڑ گئی۔

زیادہ تیری اپنا واقعہ بتاتے ہیں۔ کہ خواب میں مجھے بیدار کرنے والے نے یوں مخاطب ہو کر بیدار کیا۔ اسے زیادہ تہجد پڑھ یہ تیری سعادت کا وقت ہے۔ نیند تیرے بدن کو کمزور کر دے گی۔ اور تیرے دل کو مردہ کر دے گی میں بیدار ہو کر پھر سو گیا۔ بیدار کرنے والا دوبارہ تشریف لایا۔ اسے زیادہ دنیا میں عابدین کے علاوہ کوئی بہتر نہیں ہے۔ بھائی بن سعید اپنے والد محترم کا تذکرہ کرتے ہیں کہ رات آتے ہی آپ دھنوکہ کے محراب کے پاس جا کر نماز پڑھتے۔ یہ حالت صبح تک رہتی۔

ایک رات ایسا ہوا کہ والد صاحب کو نیند نے آگھیرا۔ عین عبادت کے وقت، تو اچانک ایک خواب  
آنکھوں پر آکر کھڑا ہو گیا اور مجھے بول کہنے لگا۔

سعید مہلانی کی طرف کھڑے ہو جاؤ، تہجد ادا کرو، اس میں رب کی رضا اور تیری خوشی کا باعث ہے۔  
یہ مقام عند اللہ شرفاً و مومنین کا نصیب ہو گا۔ میں نے یہ واقعہ اپنے بھائی محسن کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سے  
قبل مجھے یہ واقعہ پیش آچکا ہے۔

ادھر بن ثابت ثقفی اپنے باپ کے رات کے قیام کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ بہت قیام کیا کرتے تھے  
ایک دن ایسا ہوا کہ خواب میں آپ کو خوب صورت عورت ملی جو کہ دنیا والی عورت جیسی نہ تھی۔ میں نے اسے کہا  
تو کون ہے اس نے جواب دیا میں جو رہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں رہتی ہوں۔ میں نے کہا مجھ سے شادی کرنے  
اس نے مجھے کہا کہ حق بہر اور نکاح میرے مالک سے طے کر لو، میں نے کہا ہر کتنا ہے۔ اس نے کہا، طول تہجد  
(یعنی بہت تہجد پڑھنا)

عبدالواحد بن زید اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ میں شریک تھے۔ ہم نے ایک جگہ قیام کیا  
میرے ساتھی سب سو گئے۔ میں نے اپنا عمل کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ مجھے نیند آگئی۔ خیر میں نے نیند اور  
بیداری میں اپنا وظیفہ پورا کر لیا۔ جب میں فارغ ہو کر سونے لگا۔ میں بستر پر یہ بات کہہ دی کہ میں اپنے  
ساتھیوں کی طرح سو جاتا تو یقیناً جسم کو راحت مل جاتی اور میں اپنا وظیفہ پورا کر پڑھ لیتا۔ پھر مجھے نیند آگئی میں نے  
ایک خوب صورت لڑکیاں نیند میں اس حالت پر دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک ورق تھا۔ اس نے میرے  
حوالہ کر دیا اور اس پر یہ تحریر تھا۔

نیام من نشاء علی غفلة والنوم اخ الموت فلا تشکل

تنقطع الاعمال فیہ کما ! تنقطع الدنیا عن المنتقل  
 جس نے قفلت کی فیذ کرنا ہے کرے، فیذ موت کی ساتھی ہے اس پر اعتبار نہ کرنا، فیذ میں وہ سب اعمال  
 تنقطع ہو جاتے ہیں جس طرح مرنے والے کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں، عبد اللہ ان اشعار کو بار بار پڑھتے اور خوب  
 دوتے اور کہا کرتے۔

موت نے نمازی کی نماز اور اس کی لذت میں دہشت پیدا کر دی۔ اس طرح اس کے روزہ میں بھی۔  
 ہیل بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے بیت المقدس کی مسجد میں دیکھا وہاں تہجد گزاروں کی بھرمار ہوتی تھی۔  
 یہ رات ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ میں نے حیران ہو کر کہا کہ آج رات کیا معاملہ ہوا، صخرہ (چٹان) کی  
 آواز آئی۔

نیاعجباً للناس لذات عیونہم مطاعم فمحص بعد الموت منتصب

فظول القیام الیسر مؤنۃ ! اھسون من نار قنور و تلتھب

تعجب خیر معاملہ ہے کہ لوگ فیذ میں اتنے مست ہیں کہ اپنی موت کا کوئی سامان بیدار ہو کر نہیں بنا رہے۔  
 جہنم کی شکل زن آگ سے تہجد پڑھنا بالکل آسان ہے۔

میں پڑھتے ہی چہرہ کے بل گر گیا اور میری عقل کے طوطے اڑ گئے۔ جب مجھے ہوش آئی۔ تو وہ ہر تہجد گزار قیام  
 مصروف تھا۔

راہبہ عابدہ اپنی کیفیت یوں بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں مرض کے حملہ کی وجہ سے تہجد نہ پڑھ سکی۔  
 جب افاقہ ہوا۔ میں نے پھر یہ عمل شروع کر دیا۔ ایک رات مجھے فیذ کی حالت میں ایک لڑکی دکھائی گئی۔ اور  
 نے مجھے ایک محل میں داخل کیا۔ وہاں غلاموں نے ہمارا استقبال خوشبو سے کیا۔ لڑکی کہنے لگی۔ اس عورت پر تم  
 کوئی نہیں چسکتے۔ اس نے جواب دیا اس کا حصہ موجود تھا لیکن اس نے خود بھڑو دیا ہے، پھر اس نے مجھے یوں خطاب کیا۔

صلواتک نور والعباد رتود ! و نومک منذ لسلوۃ عن

وعصرتک اتعم ان عقلت وجہک لیسیر و یقنی دایب و یبیر !

تیری نماز تیرے لئے نور ہے جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تیری فیذ نماز کے لئے وقت ہے۔

تم کو غنیمت جان اور اسے عقور ہی بہت رکنا ہے اور فنا اس کا دوا ہی ہے۔

اس کے پڑھنے سے میرے حواس باختہ ہو گئے۔ اس خواب کے بعد راہبہ کہیں نہ سوتی۔ آپ کی موت اس

عبادت میں آگئی۔

۲۔ ایک اور آدمی نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے یوں خطاب کیا گیا۔

عجبت من جسم ومن صحبة  
فالموت لا تؤمن خطفنا لله  
ومن بين منقول الى حفرة  
وبين ماخوذ على عنرة  
عاجله الموت على غفلة  
ومن فتى نامر الالفجر  
في ظلم الليل اذا يسرى  
يفترش الاعمال في القبر  
يات طويل الكبر والخبير  
فمات مثبوراً الى الحشر

مجھے ان صحت مند لو جو انزل سے تعجب ہے جو صبح تک سو یا رہتا ہے۔

موت جب رات کی تاریکی میں چلتی ہے تو اس کے تو اس کے بھپٹوں سے بہت بے خوف ہو۔

انسان کے اعمال کا فرش قبر میں بچھا ہے، کوئی قبر میں فرش اور تکیہ کے جرم میں گرفتار ہے جس کی راتیں

غفلت میں گزریں۔

اور کوئی ایسا ہے کہ موت نے اسے اچانک گھیر لیا۔ یہ حشر تک خواز پڑا ہے۔

یہ صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے ان کو پھلایا نہیں ہے۔

سچی علیہ السلام نے ایک رات جو کی روٹی سیر ہو کر کھائی۔ اور اس رات کا وظیفہ چھوڑ بیٹھے۔ اس

اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو پیغام دے کر بھیجا۔ ایسے بھیجا اگر تجھے جنت فردوس کے میوہ عبات دکھا دیئے جاتے

تو تیرا جسم گھل جاتا اور اس کے شوق میں جان پرواز کر جاتی۔ اور تجھے جہنم دکھائی جاتی تو تیرے انگھوں سے

پیپ کے آنسو جاری ہوتے۔ ٹاٹ پہننے کی بجائے آپ لوہے کا لباس پہنتے۔

نیند سے بیداری کے وقت کو سناؤ کر چاہیے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ ہی عمل بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے اپنی خانہ

میں سوئے پاس گزارى۔ آپ پڑھتے رات تک سوئے رہے۔ جب رات کا پڑھتے یا اس سے محفوظ رہے

یادیر آپ نے بیدار ہوئے ہی اپنے چہرہ سے ہاتھ کے ساتھ نیند کو دور کیا، پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات

تلاوت کیں۔ بعدہ آپ نے پرانی مشک جو ٹٹکی ہوئی تھی اس سے دھونکیا۔

حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو بیداری کے وقت یوں بیان کیا ہے۔

لا اله الا انت سبحانك اللهم استغفرک من ذنبي، و اسألك رحمتك اللهم  
 زدني علماً ولا تزغ قلبي بعد اذ هديتني هب لي من لدنك رحمة انك انت  
 الوهاب، مولاکرم تیری ہی واحد ذات زالی ہے۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔  
 اور تیری رحمت کا مطالبہ کرتا ہوں۔ یا اللہ میرے علم میں اضافہ کر۔ مومن ہونے کے بعد میرے دل کو پیرھانہ کرنا۔  
 مولاکرم اپنی رحمت نازل کر، کیونکہ تم ہی بخشنے والا ہے۔

حضرت جابرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بیان کرتے ہیں کہ جب آدمی بستر پر سونے کے لئے آتا  
 ہے تو ایک فرشتہ اور شیطان فوراً اس کے قریب آتے ہیں۔

فرشتہ کہتا ہے کہ تیرا خاتمہ اچھا ہو اور شیطان کہتا ہے کہ تیرا خاتمہ برا ہو۔ جب انسان ذکر کرتا ہے۔  
 فرشتہ رات بھر اس کی نگرانی کرتا ہے اور جب پھر بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ اور شیطان بعد اس کے پاس آجاتے ہیں۔  
 فرشتہ اسے خیر کے افتتاح کی بشارت دیتا ہے اور شیطان اسے برائی کے افتتاح کی دعوت دیتا ہے۔  
 اگر آدمی یہ کہے، - الحمد لله الذی ردعنی نفسی، ولما تمننت فی منامها، الحمد لله  
 الذی عینک السموات والارض ان تزولا، ولئن زالتا ان امسکھما من احد  
 من بعدہ، انہ کان حلیمًا غفورًا۔

مولاکرم تم نے مجھے پھر زندگی بخشی اس پر میں الحمد للہ کا ترانہ گاتا ہوں۔ مولاکرم تیرا ہی کام ہے کہ آسمانوں  
 اور زمین کو بغیر کسی سہارے کے روک رکھا ہے اگر یہ جنبش کھا جائیں۔ تو کون ان کو روک سکتا ہے۔ مولاکرم  
 یہ تیرا ہی کام ہے کیونکہ تیری صفات میں غفاریت اور علم ہے۔ حقا کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی حالت میں اسی  
 بستر پر فوت ہو گیا۔ تو وہ جنتی ہو گا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ملتا ہے کہ اگر انسان نے نماز پڑھنی شروع کر دی  
 تو اس کی نماز فضائل میں شمار ہوگی۔ اور اگر وہ ذکر الہی کرنا شروع کر دے تو فرشتہ اس کی طرف سے شیطان کو  
 بھگا دیتا ہے اور اس کی نگرانی نہیں رہتا ہے۔

ربیع بن کعب سلمیٰؓ کہتے ہیں کہ میں اکثر اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے کونہ میں رات بسر  
 کرتا اور آپ رات کے قیام میں پڑھتے۔

سبحان الله رب العالمین اھوی ما زالی ذات کے مالک جو نیل دہر سے ان کی نگرانی کرنے والا

ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں۔

سبحان اللہ و بحمدہ اھومی، نرالی ذات اپنی حمد طویل کے ساتھ۔

عبادہ بن مسعودؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث، ایسے شخص کے متعلق بتاتے ہیں جسے رات میں جاگ اٹھائے۔ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدید، سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، پھر آپؐ کہا کرتے رب اغفر لی بوجہ اس نے دعا کی یقیناً قبول ہوگی۔

حضرت عائشہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کی بیداری میں یوں عمل بیان کرتی ہیں۔ لا الہ الا اللہ الواحد القہار رب السموات والارض وما بینہما العزیز العفار، اللہ تعالیٰ کی ذات واحد اور قہار صفت والا ہے۔ جگہ کائنات سماوی اور ارضی کا پروردگار ہے اور جو چیز آسمان اور زمین میں ہے ان پر اس کا غلبہ ہے اور وہی عفار ہے۔

ابی کثیرؓ حضرت ام سلمہؓ کا غلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رات بیداری سلمہؓ سے یوں بیان کرتے ہیں۔ رب اغفرنا وارحمنا واھدنا فی السبیل الاقتومر پروردگار! معاف کر، رحم کر اور مجھے بہترین راستہ پر گامزن کر۔

ابن مسعودؓ کا اپنا عمل رات کے قیام میں یہ تھا۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، آپ نے اس عمل کا ثواب ۲۰ لاکھ نیکی بتایا، یا واقعہ اتنی نیکی ملتی ہے۔

## وضو کرتے وقت مسواک کرنا رات کے قیام کے لئے

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ خوب ملتے۔ اور حضرت عائشہؓ حدیث سے آپ کے رات کے قیام کا عمل بتاتے ہوئے ذکر کیا اٹھ کر پہلے مسواک کرتے اور وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ ۹ رکعت نوافل پڑھتے تشریح میں رکعت میں بیٹھتے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور دعا کرتے اور سلام پھیر کر فارغ ہوتے۔ پھر اللہ کی حمد و ذکر کرتے، دعا کرتے پھر اللہ کو کھڑے ہو جاتے اسلام بالکل نہ پھیرتے۔ پھر نویں رکعت پڑھتے۔ آپ کا سلام کرنا، میں سن جاتا تھا۔ پھر آپ دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھتے۔ یہ مجموعی ۱۱ ہو گئیں۔ یہ عمل صبح کے بھاری اور گوشت کے ڈھیلے ہونے کی بنا پر تھا۔ یعنی بڑھاپے کے عذبات کی بنا پر تھا۔ نو وتر یا



اور دو نفل بیٹھ کر، ننھے بچے یہ ہیں آپ کی نذر رکعت، (سعید بن ہشام)

ابن ابوبیان کہتے ہیں۔ کہ آپ رات ۲ مرتبہ یا ۳ مرتبہ مسواک کرتے۔ ابن عمر بیان کرتے ہیں۔ کہ سوتے وقت حضرت کے سرانے مسواک رکھا ہوتا اور بیدار ہوتے ہی پہلا کام مسواک کرنا ہوتا تھا۔ اس عمل کے راوی ابن عباس، جابر بن عبد اللہ، حجاج بن عمر، مازنی، عوف بن مالک۔

ابن شہاب کہتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص رات یا دن کو مسواک کے ساتھ وضو کرے پھر وہ نماز ادا کرے تو فرشتہ اس کا طواف کرتا ہے۔ اور پھر اس کے اتنا قریب ہوتا ہے۔ کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ انسان پھر فرشتہ کے منہ سے تلاوت کرتا ہے۔ جب انسان مسواک نہیں کرتا، نہ طواف اور نہ منہ کا رکھنا فرشتے کی طرف ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے وضو کے ساتھ مسواک کرتے تھے۔

عبدالرحمن اسلمی بتاتے ہیں۔ کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ مسواک کرنے کی رغبت دلاتے تھے۔ کہ جب آدمی نماز پڑھنے لگتا ہے تو فرشتہ اس کا قرآن مجت اور توجہ سے سنتا ہے۔ فرشتہ اس کے اتنا قریب ہوتا ہے۔ کہ اپنا منہ نمازی کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ جو آیت بھی نمازی تلاوت کرتا ہے۔ وہ فرشتہ کے پیٹ میں جاتی ہے۔ بھان ابن عباس حسان بن عطیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مسواک کر کے دو رکعت پڑھنے سے نثر رکعت کا ثواب ملتا ہے اور بغیر مسواک والی نماز میں یہ ثواب نہیں ہے۔

عبدالعزیز بن ابی داؤد فرمایا کرتے کہ انسان دو اسحاق گزیمہ میں سے ہے۔ ۱۔ رات کو تہجد پڑھا۔ اور مسواک کو پابندی سے کرنا۔

محمد بن نضر عارثی فرمایا کرتے تھے۔ کہ تہجد والوں کی عادت میں مسواک کرنا شامل ہے۔

## رات کے قیام کے لئے غسل کرنا، خوشبو لگانا اور نفس ستھرے کپڑے پہننا

۱۔ عبدالذہب زکریا اور اس کے ساتھی عشاء کے بعد رات کی عبادت کے لئے غسل کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مسواک برتن پر رکھتے بیت الخلاء سے فارغ ہو کر مسواک کرتے۔ وضو کر کے گھر سے خوشبو منگو کر استعمال کرتے۔

(راوی السنن)

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کپڑے اور بہترین خوشبو رات کی نماز کے لئے استعمال کرتے۔

۳۔ حضرت تیم داری خوشبو کے علاوہ صرف تہجد کے لئے ہزار روپے کا سوٹ خرید رکھا تھا۔

۴۔ ابن عزیز رات کی نماز کے لئے عالیہ خوشبو لگاتا تھا۔

۵۔ مغیرہ بن حکیم تہجد کے لئے خاص خوشبو اور کپڑے محفوظ رکھتا تھا۔

۶۔ عمرو بن اسود ۸۰ دینار (ہمارے ۲۴ روپے) کا سوٹ ۳ روپے کا اسے رنگ دلا رکھا تھا۔ دن اور رات اسے زیب تن رکھتا۔

۷۔ مجاہد بن جبر کہتے ہیں کہ اللہ والے رات کی نماز کے لئے مونچھوں اور داڑھی پر خوشبو لگاتے۔ پیاز اور لہسن سے کثرت سے نفرت کرتے۔

۸۔ محمد بن علی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عطر کے استعمال کا پوچھا مانی صاحبہ نے حیا بویا و ذکارۃ العطر یعنی کستوری اور عنبر لگاتے تھے۔

۹۔ ابو قتادہؓ رات کی نماز کے لئے اعلیٰ کپڑے اور ایک عام عطر کی ڈبیہ منگو کر جسم پر ملتے۔ (سبحان اللہ)

## رات کے قیام کے افتتاح کے لئے ذکر اور دعاء کا انتخاب

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے قیام کا افتتاح ذیل کلمات سے مختلف اوقات میں کرتے تھے۔

اللهم لك الحمد قيام السموات والارض ولك الحمد انت نور السموات والارض  
 ولك الحمد انت رب السموات والارض ومن فيهن انت حق وقولك حق ووعدك  
 حق ولقائك حق والجنة حق والنار حق والساعة حق اللهم لك اسلمت وبيك امننت  
 وعليك توكلت واليك انبت وبيك خاصمت واليك حالمت انت ربنا واليك المصير  
 رب اغفر لي ما قدمت وما اعلنت وما اعلنت وما اعلنت وما اعلنت انت الله لا اله الا  
 انت۔

یا اللہ محمد کے لائق تیری ہستی ہے۔ آسمان اور زمین کا قیم (نگران) تو ہی ہے۔ حمد تیرے لئے ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کو منور کرنے والا تو ہی ہے۔ حمد تیرے لئے ہے۔ تو ہی آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے تیری ذات، تیرا قول تیرا وعدہ، تیری ملاقات، جنت، ماگ اور قیامت سب حق (یقینی) ہیں۔

یا اللہ تیری رضا کے لئے اسلام، ایمان، رجوع، ہجرت اور فیصلہ لے گیا۔ تو ہی ہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف جانا ہے۔ مولا کریم میری نجات اور نجات کو بلندی درجات بنا اور جو چیزیں میں نے مقدم اور مؤخر کر رکھی ہیں وہ تیرے علم میں ہیں۔

تیرے علاوہ میرا کسی پرستار نہیں ہے۔ (ابن عباسؓ)

جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کے رب اور آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے غیب اور معاشرہ کا علم رکھنے والے، مولا کریم انسانوں کے جملہ اختلافات کا فیصلہ تیرے پاس ہے مجھے اختلاف سے بچانا۔ اور حق پر گامزن رکھنا۔ تو اپنی مرضی سے جسے چاہتا ہے صراط مستقیم پر ثابت رکھتا ہے۔

اللهم رب جبرائیل و میکائیل و اسرافیل قاطر السموات والارض عالم الغیب والشهادة انت متکرم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اهدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تہدی من تشاء الی صراط مستقیم۔

### سوال الیوم جواب عائشہ رضی

۳۔ آپ، امرتہ اللہ اکبر، امرتہ سبحان اللہ، امرتہ لا الہ الا اللہ، امرتہ استغفر اللہ بعدہ، امرتہ اللهم اغفر لی واہل عیالی وارزقنی، یا اللہ مجھے ہدایت، رزق اور گناہ معاف کر کہتے۔ اور، امرتہ اللهم انی اعوذ بک من ضیق یوم الحساب، مولا کریم قیامت کے جملہ حسابات کی تنگیوں سے پناہ مانگتا ہوں۔  
(عائشہ رضی)

۴۔ نافع بن جبیر نے ذیل الفاظ آپ کو صبح کی نماز میں پڑھتے سنا۔ ۳ مرتبہ اللہ اکبر کبیر اور اللہ بہت بڑا ہے) ۳ مرتبہ الحمد للہ ۳ مرتبہ سبحان اللہ کبرہ واصیلاً۔ پھر آپ اللهم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم، مولا کریم شیطان لعین کے شر، تکبر، جاہ و من ہمز کا و نفسہ و نفسہ سے پناہ چاہتا ہوں، (لذات اللہ بھی آپ پر پڑھ لیا کرتے)

۵۔ آپ اللہ اکبر و الملکوت، والجبودت، والکبریاء، والعظمت اللہ ربی شان والا ہے اس کی بادشاہی بقیہ اور بڑھائی اور عظمت بڑی ہے۔ (عذیفہ نے خود سنا یہ پڑھتے ہوئے)

سعدی کرب بن عبد کلال اپنا عمل یوں بتاتے ہیں کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھی اور کوارٹر بند کر کے خوب سو گیا۔ میں نے اپنے سر سے لحاف اتارا تو میری گھر یو مسجد میں ایک شخص نماز پڑھا رہا تھا اس کی زبان ان کلمات کا ترانہ گارہی تھی۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہم عبدک یصلی

لک اللہم اهل الرحمة فی حتمی والنور

فی بصری والبصرۃ فی قلبی والشکر فی

صداری و ذکرک علی لسانی ابراہما

القبیلتی وارزقنی رزقا طیباً مبارکاً غیر

ممنوع ولا محظوراً

نہ ہو۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر، یا اللہ تیرا بندہ تیری نماز پڑھ رہا ہے

میرے جسم میں صحت بخش اور آنکھوں کی بینائی میں نور کی

بارش کر اور دل میں یقین کامل عطا کر اور سینہ میں شکر رکھ

اور میری زبان پر ہمیشہ کے لئے ذکر رکھ اور میری ضرورت

زندگی اچھی طرح نبھانا، رکاوٹ اور منع کی گنجائش

نہ ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست کی مولا کریم میں تیرا شکر

کیتنے کر دل اور تیرے انعامات میں نقص کیونکر پیدا کروں، جس پر میرے تمام اعمال تیرے معیار پر نہیں اترتے۔ اللہ تعالیٰ

نے جواباً کہا کہ یہ تو نے شکر ادا کیا ہے۔

موسیٰ جب تم ذکر کرتے ہو تو خوب توجہ کر کے، ذکر سے وابستگی پیدا کر۔ میرے ذکر کے ساتھ اطمینان

اور خشوع کر اور جب مجھ سے دعا کرے تو دل کی گہرائی سے کر، اور جب نماز کا قیام کرے تو ایسا بن

جیسا کہ غلام عاجز اپنے مالک کے دربار میں جھجکا ہے اور اپنے نفس میں عجز اور انکسار پیدا کر اور جب

تو مجھے نداد سے تو ڈرنے والے دل اور صدق زبان سے پکار۔

## عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے

۱۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے قبل سونے اور اس کے بعد باتیں کرنا مکروہ جانتے تھے ابی ہریرہ

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے والے اور مسافر کے لئے رات کو بات کرنے کی اجازت دی ہے اور ان کو

ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر باتوں میں

مصروف ہو گیا۔ میری خالہ عائشہ صدیقہ نے میری باتیں سن لیں کیونکہ ہمارے اور آپ کے مکان میں صرف ایک چھت ہی

حالی تھی۔ مجھے یوں گویا ہوئی کہ اے ساعوہ اے عربیہ، یہ رات کو باتیں کیسے کر رہے ہو۔ میں نے آپ کو عشاء سے قبل سوتے

ہوئے نہ دیکھا اور نہ ہی بعد نماز عشاء باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔ عشاء کے بعد ملاحتی نماز پڑھنے میں ہے یا سونے میں،

سذیفہ بن یمان کے پاس ایک شخص بعد نماز عشاء ان کے مکان پر آیا آپ نے پوچھا کیسے تشریف لائے ہو۔

اس نے جواب دیا باتوں کے لئے آپ نے دروازہ بند کر دیا اور ساتھ ہی حضرت عمرؓ کا قول سنا دیا۔ عشاء کے بعد

تیں کرنا منع ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ عشرہ کے بعد باتیں کرنے والوں کو درہ (کوڑا) کے ساتھ دست کرتے۔ رات اٹھا کر وہ اس سے ہمیں تہجد کی توفیق ملے گی۔

فرشتہ بن کر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا، عشرہ کے بعد باتیں کرنے والوں کی درہ (کوڑا) کے ساتھ دست کرتے اور فرماتے ادل رات کو باتیں کرتا اور آج صبح رات میں سونا،

حضرت عمرؓ نے اپنے گورنر کو لکھا، عرب بعد نماز عشرہ باتیں کرنا پسند کرتے ہیں۔ لہذا عشرہ کی نماز کو تاخیر سے پڑھا کرو۔ تاکہ اس کے بعد باتیں نہ کر سکیں گے۔

عمرة بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو کسی کو گھر میں بعد نماز عشرہ باتیں کرنا دیکھتیں تو فرماتیں اپنے کراگا کا تین کو آرام کرنے دو۔ اور ساتھ ہی حضرت عروہؓ کی طرف پیغام بھیجتیں۔ میرے بھانجے اپنے کراگا کا تین کو آرام کرنے دے۔ بعد نماز عشرہ صرف تین آدمیوں کو باتیں کرنے کی اجازت ہے۔ مسافر، تہجد پڑھنے والا، شادی کرنے والا۔ بیوی سے جماع کرنا،

قریش عشرہ کے بعد باتیں کرتے تھے۔ آپؐ ان کو پیغام بھیجتیں، اپنے گھروں میں جا کر آرام کرو۔ کیونکہ تمہارے گھر والوں کا بھی تمہارے ساتھ صبح ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ مجھے دو چیزیں پسند نہیں ہیں۔ ایک عشرہ سے پہلے سونا اور بعد نماز عشرہ باتیں کرنا۔ معاویہ بن قرظؓ کہتے ہیں کہ ان کے والد اپنے بیٹوں سے بعد نماز عشرہ فرماتے سو جاؤ۔ تاکہ آپؐ کو رات میں نماز پڑھنے کی توفیق ملے۔

ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ جس نے بعد نماز عشرہ اگر ایک بیت اشعار کا پڑھا تو اس کی صبح تک نماز قبول نہ ہوگی۔ سعید بن مسیبؓ فرمایا کرتے کہ عشرہ کی نماز سے پہلے سونے سے یہ بہتر ہے کہ بعد میں لغو باتیں کر لوں، ختم فرماتے ہیں کہ اللہ دالے کہا کرتے تھے کہ انسان دو تپڑھ کے سو جائے۔ یہ بہت پسندیدہ ہے۔

عشرہ کے بعد ذکرہ علمہ رفاہی کام کے لئے مشورہ کرنا جائز ہے،

۱۔ سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشرہ مسلمانوں کے امور کے لئے صدیق اکبر سے باتیں کرتے، ایک رات

میں بھی اس گفتگو میں شامل تھا۔ (مسند عمر بن خطاب رضی)

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بنی اسرائیل کی باتیں ہم سے کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی۔ پھر آپ فرض نماز کے لئے تیاری کرتے۔ (ابن عمر رضی)

۳۔ اسیر بن حنیفہ اور ان کا ایک انصاری ساتھی کسی ضروری مقصد کے لئے رات کے کافی حصہ تک گفتگو کرتے رہے۔ جب یہ دونوں گفتگو سے فارغ ہو کر گھر جانے لگے، رات بالکل تاریک تھی ان کی جولاٹھیاں تھیں وہ بتی کی طرح جلنی شروع ہو گئیں۔ پھر جب یہ دونوں اپنے اپنے راستے میں گھر جانے لگے تو ان کی لاکھیاں روشن تھیں۔ یہ سید روشن ان کی لاکھیاں میں گھرتا رہی۔ (السیر)

نوٹ: کرامات صحابہ تھی۔ مشکوٰۃ ج ۲

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے آپ کے گھر میں بسر کی۔ میں نے اس رات آپ کی نماز کا اندازہ لگایا اور دوسری چیز میں نے یہ نوٹ کی کہ آپ اپنے گھر والوں سے بعد نماز ایک ساعت باتیں کرتے پھر سو جاتے۔

ابوموسیٰ ایک رات حضرت عمرؓ کے پاس لائے آپ نے پوچھا کیا آنا ہوا فرمانے لگے باتیں کرنے کے لئے، چنانچہ دونوں صبح صادق تک گفتگو میں محو رہے۔ بعد حضرت ابوموسیٰ نے کہا کہ نماز تہجد کا کیا خیال ہے آپ نے فرمایا کہ گفتگو بھی ہماری تہجد میں شامل ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ ایک رات بعد نماز عشاء اور آپ کے ساتھی مسجد میں بیٹھ گئے۔ لوگوں نے آپ سے مسائل پوچھنے شروع کر دیئے۔ آپ نے انہیں فرمایا، ایسا کرو کہ اپنے اپنے سوالات پر انفرادی طور پر پہلے غور کر لو، پھر ایک ایک گروہ مجھ سے دریافت کر لے، چنانچہ ایسا کیا گیا۔ یہ سلسلہ سوالات اور جوابات کا صبح صادق تک رہا۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ وتر پڑھ لو۔ کیونکہ ہم نے ابھی تک وتر نہیں ادا کئے۔ (بیان عبداللہ زبیر حنفی)

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ بعد نماز عشاء حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور حذیفہؓ عبدالولید بن عقبہؓ جو کہ امیر کو فرماتے ان سے رات بھر باتیں کرتے رہتے۔ صبح ہر ایک نے ایک وتر پڑھا۔

مسور بن مخرمہ رات بھر حضرت ابن عباسؓ سے باتیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ زہرہ ستارہ طلوع ہوا۔ حضرت ابن عباسؓ کی ابھی آنکھ لگی ہی تھی کہ اہل ذوق کی بات چیت نے آپ کو بیدار کر دیا۔ فرمانے لگے کہ وتر ادا کرو، فجر کی

سنت ادا کرو اور سورج کے طلوع ہونے سے قبل فرضی نماز ادا کرو، صحابہ نے کہا کہ فرضی نماز ادا کرو۔  
حضرت ابن عباسؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے ایک رات بعد نماز اتنی باتیں کرتے رہے کہ صبح صادق کے  
آثار نظر آنے لگے۔

حضرت ابن عباسؓ کا یہ نفسِ قوی ہے۔ کہ رات کو ایک گھنٹہ مذاکرہِ علمیہ کرنا رات کی نفی عبادت سے بہتر ہے۔  
حضرت کچھول ضیاء کر تے ہیں کہ جابریہ شہر میں مسلمانوں نے آپس میں پروگرام بنایا، کہ اس مقام پر حضرت  
ابن ہریرہؓ نے رات سے صبح تک اس حدیث بیان کیں۔

عودۃ بیان کرتے کہ ہم سالہ عائشہؓ کے حجرہ کے پاس بعد نماز عشاء کافی رات تک باتیں کرتے رہتے، آپ  
میں فرماتیں کہ اسے عودہ باتیں ختم کرو۔ صبح صادق ہونے والی ہے۔

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ بعد نماز عشاء اپنے رفقاء کے ساتھ احادیث بیان کرتے۔ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا  
آپ سے اسے کہا کہ اگر آپ ہماری محفل میں شریک ہوتے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ کیونکہ ہم احادیث  
بیان کر رہے تھے۔

عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ یہ سائل پر بعد نماز عشاء بحث کرنا جائز کہتے تھے۔

حضرت عمرو بن عبدالعزیزؓ کا ایک سوار رات کو باتیں کرنے والا تھا وہ انہیں کہتا کہ جب تمہاری طبیعت  
میں طلال آجائے امٹھ کھڑے ہونا۔ وتر پڑھنے کے بعد بالکل کلام نہ کرتا تھا۔  
قاسمؓ اور اس کے ساتھی عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر باتیں کرتے۔ عمر بن عبدالعزیزؓ خلافت سے قبل اور  
شام میں مسجد حرام کے ایک کونہ میں رات بھر باتیں کرتے رہتے۔

ابو بکرؓ شام میں عودہ کے ساتھ مدینہ میں صبح تک باتیں کرتے۔

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کی تعداد

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھتے۔ بعض روایات میں تیرہ کا بھی ذکر  
آتا ہے۔ ان میں جو کئی دو سنت شامل ہیں۔

آپ رات کے فوائض دو دو رکعت پڑھتے۔ اور آخر میں ایک وتر پڑھتے۔ سجدہ کی حالت کا اندازہ بقدر  
قرأت پچاس آیات، رمضان اور غیر رمضان میں بھی اگر کوئی پڑھتے تھے۔ بعد فجر کی دو رکعت سنت پڑھ کر دائیں پہلو

۲۔ آنحضرت کا قیام کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا آپ نے سورہ منزل کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس میں آپ کی رات کی نماز کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ اس سورت کے آغاز میں آپ پر قیام لیل فرض قرار دیا گیا جس پر آپ نے مع صحابہؓ پورا ایک سال متواتر عمل کیا۔ بعدہ اس سورت کے تتمہ میں تخفیف کر دی۔ فرض کو نفل بنا دیا۔

۳۔ وتر آپ کیسے پڑھتے تھے، جواب بمسواک پانی اور متعلقہ اشیاء پر اہتمام سے رات کو رکھ دی جاتی تھی۔ آپ رات کے جس حصہ میں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا، بیدار ہو جاتے تھے، پہلے مسواک کرتے تھے پھر وضو کرتے تھے، رکعت نماز پڑھتے۔ آخر میں قعدہ کر کے اللہ کا ذکر اور حمد کرتے۔ بعد وہ دعا کرتے تھے۔ پھر سلام بلند آواز سے پھیرتے پھر بیٹھ کر دو رکعت چلکی پڑھتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کا جسم بوجھل اور وجود میں جھریاں پڑ چکی تھیں۔ گیارہ رکعت نوافل۔ حال حاضر میں صرف ۹ وتر پڑھتے تھے۔ کیونکہ اس عمل کو پسند فرماتے تھے جس میں دوام رہے جب ایسا ہوتا ہے کہ رات کا وظیفہ فرض وارد اور کسی عذر کی بنا پر رات بیدار نہیں ہو سکے، بعد طلوع فجر ۱۲ رکعت پڑھ لیتے۔

یاد رکھنا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتی کہ آپ رات میں پورا قرآن پڑھتے۔ اور نہ یہ کہتی ہوں۔ کہ صبح تک ہمیشہ آپ نماز پڑھتے رہے اور نہ ہی یہ کہہ سکتی ہوں کہ رمضان کے علاوہ پورا ماہ نفاذ روزہ رکھتے ہوں۔

ہشتم کہتے ہیں۔ کہ میں نے یہ جواب حضرت ابن عباس کو جا کر سنا دیا۔ اس پر حضرت ابن عباس نے کہنے لگے کہ اگر میں نے وہاں جانا ہوتا تو بالمشافہ پوری تفصیل سن لیتا۔ میں نے کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا۔ آپ ان کے پاس جانا پسند نہیں کرتے تو میں تجھے یہ حدیث ہی نہ بتاتا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ۱۲ رکعت پڑھتے، ۹ کھڑے ہو کر ۲ بیٹھ کر اور ۴ سنتیں مسجد کی۔

## نماز کی کیفیت

ام سلمہؓ نے ایک سائل کو آنحضرت صلعم کی رات کا تذکرہ یوں فرمایا کہ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر نوافل پڑھتے پھر سو جاتے، پھر رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو کر نماز پڑھتے، اسی طرح آپ کی رات نماز اور سونے میں گزر جاتی۔

حجاج بن عمرؓ بن غزیرہ انصاری نے ہجرت کی تفصیل یوں پیش کی کہ رات کو سو کر نماز پڑھنا پھر سو جانا، اٹھ کر نماز پڑھنا اس کا نام تہجد ہے۔ یہ آپ کی تہجد تھی۔

محمد بن علیؓ نے کہا کہ میرے باپ علیؓ نے ایک رات آپ کے ساتھ گزاری، آپ نے پہلے مسواک کیا،



پھر وضو کر کے ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لا یات الا بالباب  
(سورہ اکل عمران)

زمین اور آسمانوں کے خلقت اور دن اور رات کی کمی بیشی عفت والوں کے لئے عظیم عجایب ہیں۔ پڑھا۔  
دو رکعت نماز پڑھ کے سو گئے۔ سچی اگر میں نے آپ کے سونے کے خزانے سے پھر آپ نے تین مرتبہ  
ایسا کیا۔ آخر میں وتر پڑھے، مؤذن نے اطلاع دی تیس آپ کی زبان مبارک نے فرمایا اللہم اجعل فی قلبی  
نورا واجعل فی لسانی نورا واجعل فی بصری نورا واجعل ابصاری نورا واجعل فی نوراً واجعل  
عمدی یلمنی نورا ومن شمالی نورا واجعل فوفی نورا وحتی نورا اللہم اجعل لی نورا۔  
عبدالرحمن بن عوفؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت کے متعلق بتاتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے  
رات کو خود مشاہدہ کیا۔ یعنی سفر کی حالت میں، کچھ عرصہ رات میں آرام کرتے، پھر بیدار ہو کر قیام کرتے، پھر آسمان  
کی طرف دیکھتے جاتے اور زبان پر سورہ اکل عمران کی آیات ان فی خلق السموات والارض (پوری پانچ  
آیات) ہوتیں۔ تین مرتبہ آپ رات میں سوجھل کرتے۔ حضرت انسؓ سے کسی نے آپ کے قیام کا سوال کیا۔  
تو آپ نے جواب دیا کہ آپ سونے اور نماز میں رات گزار دیتے تھے۔

## رات کے نوافل دو دو رکعت کے پڑھنا

۱۔ سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل رات کے نوافل کا دو دو رکعت تھا۔ بعد میں آپ ایک  
دو رکعت کرتے۔

۲۔ ایک سائل کو بھی آپ نے ایسا کرنے کا حکم دیا۔ اس میں یہ اضافہ تھا کہ اگر صحیح صادق ہونے کا  
امکان اغلب ہے تو صرف ایک وتر پڑھنا۔ یعنی اس سے پہلی نماز جو بھی پڑھی ہے وتر بن جائے گی، احوال پرست  
سے آپ کے اس عمل کا تذکرہ ملتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ رات کی نماز ثلثی ثلثی کا مطلب یہ بتاتے کہ دو دو رکعت پر سلام پھیرنا مراد ہے۔

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے نوافل پڑھنے کا طریقہ بتایا۔ کہ دو رکعت میں عجزنا انکسار  
اور پھرا پینے یا تھا تھا کر خوف خدا قائم رکھنا۔ پھر سلام پھیرنا۔ اگر ایسی صورت نہ ہوگی۔ تو نفل ناقص، بے کار  
ہوگا۔ (مطلب)

فضل ابن عباسؓ جو مطلب نے بیان کیا اس کے ساتھ یہ اصنافہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیے ہیں پھر اپنے ہاتھوں کو اس کے سامنے پھیلا کر یارب یارب کے ساتھ دعا کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رات کی نماز کے متعلق ۲، ۲ رکعت پر سلام پھیرنا ہے، اس پر مزید تین احادیث عمرو بن عبسہ، ابویوب انصاریؓ، عائشہؓ سے ثابت ہے۔ مؤخر الذکر کے عمل میں صرف ایک وتر کا ثبوت ہے۔ محمد بن نصرؒ نے ان احادیث کو عملاً اختیار کیا ہے کہ ۲، ۲، ۲، ۲ اور آخر میں ایک رکعت وتر ادا کر لے یہ پسندیدہ عمل ہے۔ یہ مسئلہ اختیاری ہے۔ فرائض میں شامل نہیں ہے۔

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳، ۵، ۹ وتر ایک سلام سے پڑھے ہیں۔ یہ حالت جواز کی ہے۔ اور اختیاری حالت دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کی نماز کا افتتاح خفیف دو رکعت سے کرنا

تین احادیث جن کے راوی عائشہؓ، ابوسہریرہؓ، اور زید بن خالد ہیں ان سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز پہلے خفیف دو رکعت پڑھتے بعد قیام اور سجدہ میں طول کرتے۔

ابن سیرینؒ پہلی رکعت میں یا ایہا الذین امنوا اتا صاحب النار ہم فیہا خالدون دوسری رکعت للہ ما فی السموات والارض پھر دو رکعت خفیف کا افتتاح کرتے۔

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں کہ رات کی نماز کا افتتاح لمبی دو رکعت سے کرنا جواز تک ہے اور خفیف رکعت سے افتتاح کرنا واجب نہیں ہے۔ اس پر علامہ نے حدیث پیش کی ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز کا افتتاح سورۃ بقرہ سے کیا۔ حدیثیہ کہتے ہیں کہ آپؐ ایک حدیث پڑھتے (مسند حدیثیہ) عوف بن مالک کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارے آپؐ نے سواک اور منور کے نماز کا افتتاح کیا اور اس میں سورہ بقرہ پڑھی شروع کی۔ آیت رحمت پڑھ کر سوال کرتے اور آیت عذاب پر رک کر عذاب کی پناہ مانگتے۔ رکوع بعد قیام کرتے اور رکوع میں سبحان ذی المنکوت والجبوت والعظمت پھر سجدہ بہت در رکوع، پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر سورہ آل عمران، نسا، پھر ایک ایک سورت پڑھی۔

## رات کی نماز میں طویل قیام کرنا

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کا جواب دیا کہ افضل نماز وہ ہے جس میں طویل قیام ہو۔ ایک روایت میں طویل قنوت کے الفاظ بھی ہیں (قنوت معنی قرأت کے ہیں) (عبداللہ حبشی)

۲۔ حذیفہؓ نے اپنی اس نماز کا تذکرہ کیا جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات میں ادا کی۔ آپ نے سورہ بقرہ شروع کر دی۔ میں نے خیال کیا کہ تنو آیات پر ختم کر دیں گے۔ لیکن آپ نے سورہ آل عمران بھی شروع کر دی۔ انداز لیا تھا۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، جنت اور آگ کا ذکر آتا تو جنت کی طلب اور آگ سے پناہ مانگتے۔ پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم بقدر قیام کھڑے ہوتے، بعد رکوع سلام اللہ عن حمدہ، بہت لمبا قیام کرتے، پھر سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ بقدر قیام پڑھتے رہتے۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک رات آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے اتنی قرأت لمبی کی، میں نے ایک غلط ارادہ دل میں قائم کیا، یعنی کہ بیٹھ جاؤں یا نماز (فعلی) کو ترک کر دوں،

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں کہ طویل قیام، کثرت رکوع اور سجدہ کی افضلیت کا علماء کا اختلاف ہے۔

۱۔ ایک گروہ کثرت سجدہ کو افضل قرار دیتے۔ حدیث کی وجہ سے آنحضرت نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے درجہ کو بلند کرتے ہیں۔

۲۔ دوسرے گروہ نے طویل قیام کو افضل کہا۔ حدیث کی تائید سے طویل قیام افضل ہے۔

بحکم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن مسعودؓ کا قول یہ ہے کہ افضل نماز رکوع اور سجدہ ہے۔

ابن عمرؓ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس نے قیام لمبا کیا اور باقی ارکان میں اختصار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص اس کا واقف ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں اسے جانتا ہوں۔ اس پر آپ فرماتے لگے کہ اگر مجھے اس کا پتہ ہوتا تو یقیناً اسے کثرت رکوع اور سجدہ کا حکم دیتا۔ اس بنا پر کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب آدمی نماز پڑھتا ہے۔ تو گناہ اس کے پاس لائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس کی گردن پر رکھ دیتے جاتے ہیں اس کے رکوع اور سجدہ کی حالت میں دو پھینک دیئے جاتے ہیں۔

ابا مجلزؒ نے طویل قیام، یا طویل رکوع اور سجدہ میں افضل کو سائل ہے آپ نے طویل قیام کو پسند فرمایا۔

یحییٰ ابن آدمؒ فرماتے ہیں کہ طویل قنوت رات کا حصہ کثرت رکوع اور سجدہ کی حالت میں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل راستہ میں طویل قیام، کثرت رکوع اور سجدہ پڑھنا۔ (۱۱۶) رکعت، (۱۱۳) رکعت، (۱۱۷) رکعت، (۱۱۸) رکعت اس قیام میں قرأت لمبی پڑھتے۔ رکوع اور سجدہ میں، تشبیحات میں کافی دیر لگاتے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم طویل قیام کو افضل کہا گیا ہے۔

## نماز میں تریل سے شرأت کرنا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت نماز میں تریل (دعا کی میں لفظ محسن) ہوتی تھی۔ قرأت سے ایک مختصر سورت بھی لمبی معلوم ہوتی تھی۔

حضرت حفصہ فرماتی ہیں کہ ام سلمہ نے ایک سال کو جواب دیا کہ آپ کی رات کی نماز کا اندازہ ایسا ہوتا کہ سوتے اور پھر بیدار ہو کر نماز پڑھ لیتے۔ رات ایسی ہی گزرتی، قرأت میں تریل کرتے، ایک روایت میں ہے کہ حرف ظاہر ہوتا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے، بعد الحمد للہ رب العالمین پڑھتے، الحمد للہ الرحمن الرحیم پڑھتے، حذیفہ نے آپ کی قرأت میں تریل کا ذکر کیا۔ آواز نہ پست ہوتی اور نہ ہی اتنی بلند ہوتی کہ کسی کو سمجھ نہ آتی ہو۔ پھر رکوع کرتے۔

علقمہ نے ایک رات ابن مسعود کے ساتھ نماز اول رات سے فجر تک ادا کی۔ تریل سے قرأت پڑھی، تریل (دناک میں گنگنا) نہ کرتے آپ کی قرأت مسجد میں سنی جاتی تھی۔

ایک روایت میں ہے کہ علقمہ نے اپنے حسن آواز سے عبد اللہ بن مسعود کو قرآن جلدی جلدی پڑھنے کے سنایا۔ آپ نے مجھے فرمایا دناک ابی داؤد قرآن کا زینت تریل سے ہے۔

رتل القرآن تریل کی تفسیر حضرت ابن عباس نے صاف صاف الفاظ سے تلاوت کرنا، ابن مسعود نے آپ کے مکہ سے مدینہ تک کے سفر کا ذکر کیا۔ وہ صوف رات کے پانچ حصہ میں بیدار ہو کر ایک ایک صوف پڑھتے پھر خواب رو تے اور سنے کی آواز ہم سنتے۔

ابن مسعود کا قول ہے کہ قرآن پڑھنے میں تریل متا کر وہ جیسا کہ ردی کھجوریں لا پرواہی سے پھینکی جاتی ہیں، منکر اس کے عجائب پر وقف کرو اور اپنے دلائل کو اس کی رحمت سے حرکت دو۔ سورت ختم کرنے کی کوشش نہ کیا کرو۔ بلکہ اس میں غور و فکر کیا کرو۔

جناب محمد بن سیرین قرآن میں تریل کو پسند کرتے، یہ آوازیں سادہ ہیں۔

حضرت مجاہد سے کسی نے کہا کہ ایک شخص قرأت میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا تیل کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک وہ بہتر ہے جو اس کے معانی کو سمجھتا ہے۔

## بلند آواز سے رات کی نماز میں قرأت کرنا

ام ہانی کہتی ہیں کہ میں نے رات کو اپنے مکان کی چھت پر آنحضرت صلعم کی تلاوت کی آواز سنی۔ ابی ہریرہؓ آنحضرت صلعم کی قرأت کے متعلق بتاتے ہیں کہ بلند آواز اور کبھی سہت آواز سے پڑھتے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ نے بھی تائید کی ہے۔

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ قرآن کو جی نہیں پڑھنے والے کو ایسا ثواب ملتا ہے۔ کہ جس طرح اس نے چپکے سے حیرات کر دی اور جس نے بلند آواز سے تلاوت کی اسے ایسا ہی ثواب ملتا ہے۔ کہ جس طرح اس نے اعلا نیر صدقہ کیا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں مذکور ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے بیدار ہوتے عبادتگاری ہی عبد الاشہل کے گھر میں قرآن پڑھتا تھا۔ آپؐ نے مجھے کہا عائشہ کیا یہ آواز عباد بن بشر کی ہے میں نے کہا ہاں جی پھر آپؐ نے سنتے ہی اللھم ارحم عباد ایا اللہ عباد پر رحم فرما کی دعا کی۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا، سن کر فرمانے لگے کہ اس شخص کی قرأت نے مجھے فلاں فلاں سورت کی آیات یاد دلادی (جو مجھے یاد نہ تھیں)

ابی موسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں اشعرلوں کی جماعت کی قرآنی آواز کو خوب جانتا ہوں۔ جب وہ رات کو پڑھتے ہیں۔ اور ان کے مکانات قرآنی آواز سے پہچان لیتا ہوں۔ مجھے ان کے منازل قرآن کی آواز سے معلوم ہو جاتے ہیں (کیونکہ ان کے گھروں میں تلاوت قرآن ہوتی ہے) ان میں حکمت یعنی سنت کا احترام موجود ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیق کی دھیمی دھیمی قرأت کا اور حضرت عمرؓ کی بلند آواز کا تذکرہ کیا گیا۔ آپؐ نے دونوں سے وہی پوچھی۔ صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ جس سے میں سرگوشی کرتا ہوں وہ دھیمی آواز بھی سن لیتا ہے۔ اور عمرؓ نے فرمایا کہ میں شیطان کو بھگاتا ہوں۔ اور سونے والوں کو بیدار کرتا ہوں۔ آپؐ نے دونوں سے کہا کہ تمہارا مقصد سچائی سے بھرپور ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند قرأت کا سوال کیا گیا آپ نے جواباً کہا کہ آپ کی قرأت حجرہ میں اتنی بلند ہوتی تھی کہ اگر کوئی یاد کرنا چاہتا تو یاد کر لیتا۔

عبداللہ بن غزافہؓ بھی نماز میں قرأت بلند آواز سے پڑھی، آپ نے فرمایا ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کو رحمہ اللہ سے بچھو مت سنا،

حضرت ابن مسعودؓ کی قرأت کی آواز دھیمی ہوتی جس طرح کہ شہد کی مکھی کی آواز ہوتی، یہ رفتار صحیح تک رہتی ابی لاسوحؓ کہتے ہیں کہ خیمہ لگانے کی آوازیں کو سنی جاتی ہے۔ جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے یہ لوگ کیوں خوف نہیں کرتے یعنی آہستہ پڑھ لیں۔

ابی بکر بن محمدؓ بتاتے ہیں کہ ایک رات عمرہٴ خالہ نے ہمارے گھر قیام کیا۔ میں نے قرأت آہستہ آواز سے پڑھنی شروع کر دی۔ مجھے کہنے لگیں عجیب! قرآن بلند آواز سے پڑھا کرو۔ مجھ پر اس میں حضرت معاذؓ کی قرأت بلند آواز بیدار کرتی تھی۔ محمد بن ابی بکرؓ اس کے بعد اپنی رات کی نماز میں قرأت بلند آواز سے کیا کرتے۔

## قرأت میں الفاظ میں مستکرنا

حضرت انسؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی صفت مذکور بیان کرتے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے۔

بسم اللہ بعدہ الرحمن ، آخر الرحیم ،

مجاہد، طاؤس، رات کی نماز میں آدمی کے لئے ایک آیت کو حسن انداز سے پڑھنا پسند کرتے۔

## قرأت میں تزیین، ترجمہ، گنگنا

عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی یا اونٹ پر لٹنے سے صورت تزیین پڑھنے اور یا اس نے بھی ایسا پڑھنا شروع کیا۔ اس نے اپنے عمل کی سزا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ عبداللہ بن مغفل بیان کی اس ہانی اس کی تائید میں کہتے ہیں مکہ میں رات کو اپنی چھت پر لیٹ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تزیین والی قرأت سنتی تھی۔

علہ ان کے تمیم داری کا نام بھی اس نے لیا۔

عذیغ بن یمان نے کہا کہ ارشاد نبوی صلعم ہے قرآن مجید کو عربی لحن اور آواز میں پڑھو، اصل کتاب دیہود، نصاریٰ اور ابن عشق کی طرح مت پڑھو، میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی کہ وہ گانے کی طرز، ماروسنے کی طرز، اور اجبانہ طرز پر قرآن پڑھے گی۔ اس کی خاص علامت یہ ہوگی کہ قرآن مجید ان کے قلوب پر اثر نہ کرے گا۔ ان کے دل فتنے سے بھر لوں گے اور ان کے قلوب بھی ایسے ہوں گے۔ بن کے اندر تکبر ہوگا۔ ابو داؤد کا قول ہے کہ سیرت کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا منع ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ چوٹی نالی نہ پانی روک سکتی ہے اور نہ ہی وہ گھاس اگا سکتی ہے۔

حضرت حطار، فنا کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھنا محبوب نہ جانتے تھے۔ حضرت داؤد زبور پڑھتے وقت وہ بجاتے۔ اپنی آواز میں رونے کا انداز پیدا کرتے۔

حضرت احمد راسر کے ساتھ قرآن پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ حضرت انس نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

حضرت عمرو بن عبدالعزیز نے ایک شخص کو دیکھا۔ براہیں بھپاڑ بھپاڑ کر قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔

عمرو بن عبدالعزیز کی محفل میں ایک قاری نے حسن انداز سے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ آپ کو اس کی تلاوت نے خوش کر دیا۔ بعدہ آپ نے کہا مجھے قرآن مجید ناسا یا کر اس نے کہا بہت اچھا۔ بعدہ یہ کہنے لگا حضرت جی میں نے تمہیں کو صرف ایک طرز کے ساتھ پڑھ کے سنا دیا، اور نہ میں کئی لحنوں پر قادر ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا تو صاحب الحان (سر والوں سے) تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا یہاں سے نکل آؤ، یہاں نہ آنا۔

حضرت سعید بن مسیب نے مغرب اور عشاء کے درمیان ایک شخص کو طرب کے ساتھ قرآن پڑھتے سنا، اور سن کر آپ نے فلام سے کہا مسجد میں جا کر اس کو یا سے کہو، اپنی آواز پست کر لے جب فلام مسجد میں گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ حضرت سعید نے کہا اسے اپنے حال پر رہنے دو۔ یہ بہترین نوجوان ہے۔ امام محمد سے کئی نے سر کے ساتھ قرأت پڑھنے کے متعلق پوچھا، آپ نے جواب دیا بدعت ہے۔

## قرأتیں حزن اور تحسین کا بیان

۱۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو اچھے آواز کے ساتھ پڑھنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے۔ جس طرح کہ تم اپنی خنیفہ

دگانے والی کی آواز پر فریفتہ ہوتے ہوئے (ارشاد نبوی صلعم)

۲۔ قرآن مجید کو اپنی آواز سے زینت دو، قرآن مجید کو حسین آواز سے پڑھو۔ عمدہ آواز قرآن مجید میں حسن پیدا کرتی ہے۔ (ارشاد نبوی صلعم)

۳۔ علمتہ کہتے ہیں، امیری آواز سر علی تھی، مجھے حضرت ابن مسعودؓ کہا کرتے (حذاک ابی دہانی) کیونکہ میں نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے عمدہ آواز سے قرآن پڑھنا قرآن کی زینت ہے۔

۴۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ کی قرأت سن کر فرمایا تجھے زینت دے اور دوسرا دوسری عطا کی گئی ہے۔

۵۔ حضرت عمر بن ابو موسیٰؓ سے کہا کرتے، قرآن کی تلاوت ہمیں ہمارا رب یاد کراتی ہے (مجید میں بیٹھ کر یہ ارشاد کرتے)

۶۔ ابو موسیٰ ایک مسجد میں حسن صوت سے قرآن مجید کی تلاوت قیام میں کر رہے تھے اس کی آواز میں حسن تھا، رات کو آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات اٹھ کر قرآن سنتیں، صبح لوگوں نے کہا، آنحضرت صلعم کی ازواج نے رات کو قرآن سنا ہے جب آپ کو علم ہوا تو کہنے لگے اگر مجھے پتہ لگ جاتا تو مزید حسن سے قرآن کی تلاوت کرتا، ابو عثمان ہندیؓ حضرت ابو موسیٰ کی آواز کے متعلق کہا کرتے تھے، ماہر لفظ، مزاج و صبیحہ (اگر آواز) سے حسن موصوف کی آواز تھی۔ جب سورہ بقرہ پڑھتے تو لوگ مسحور ہو جاتے۔

حضرت علیؓ نے ایک دفع حضرت عمرؓ کے پاس اس کی شکایت کی کہ مسجد نبوی صلعم میں غنادسرا کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے، لہذا اسے ایسا پڑھنے سے روک دو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے رات کو آپ کی قرأت سنتے ہی رونا شروع کر دیا۔ جب صبح ہوئی اور صحابہ کرام کا اجتماع ہوا، آپ نے فرمایا ابو موسیٰ کی طرز پر تلاوت جو چاہے وہ طرز اختیار کرے۔ اسے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس حضرت ابو موسیٰ تشریف لائے، آپ نے بعض دمشق کے گھروں میں رہائش کی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے رات کے ایک حصہ میں باہر نکل کر حضرت ابو موسیٰ کی قرأت توجہ کے ساتھ سنی۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، حسن آواز سے قرأت کرنے والا کون ہے جب آپ کسی کی قرأت اس انداز سے سنتے تو کہتے وہ اللہ سے ڈرتا ہے اس کی قرأت سنو، ابن عمرؓ نے ایک رات عائشہؓ سے کہا، تم میری جگہ سے تشریف لائیں، آپ نے وہ تاجیر پوچھی، مانی صاحبہ نے



فرمایا، ایک شخص تیرا صحابی مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا، اس آواز والا شخص آپ کی مسجد میں نہیں نہیں سنا، آپ اٹھ کر محترمہ کے ساتھ مسجد میں تشریف لے آئے، سچی کہ آپ نے تو تمہارے ساتھ سنا۔ پھر آپ نے میری طرف تو صبر کی۔ آپ فرماتے لگے، مایہ سالم، ابو عبد اللہ کا غلام ہے۔ بعد فرمایا کہ الحمد للہ اللہ نے میری امت میں ایسا فرزند پیدا کیا ہے۔

## ترجمہ سے قرآن پڑھنا اور اس سے مستغنی ہونا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو قرآن مجید کے ساتھ غنا کرنے کی اجازت دی ہے۔ (ابن ہریرہ)

باب: یعنی بالقرآن (قرآن سے غنا حاصل کرنا)

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو قرآن کے ساتھ غنا کی اجازت دی ہے۔ اتنی اور کسی امر کے لئے اجازت نہیں دی۔ (روای ابن ہریرہ)

حضرت سفیان ثوری نے یعنی یعنی بہرہ کا معنی یہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کان لگا کر قرآن سنا ہے۔ وادیت لہ بہا کا معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے گا۔ ابو قتادہ کے شکر کی شہادت بھی پیش کی۔ ان یضعور بہ طاروبہا فرمے گا۔ وان ذکرک لیسوع عندہم اذ نواجھا اگر وہ مصلیٰ کی بات سن لیں تو خوشی سے پرندوں کی طرح چہچہاتے ہیں اور اگر برائی کا تذکرہ سن لیں تو کان لگا کر سنتے ہیں۔

۱۔ ابن ہریرہ سے روایت کے علاوہ ایک حدیث یعنی الکی بجائے یعنی کے الفاظ ہیں جن کا معنی بلند آواز سے پڑھنا مراد ہے۔

۲۔ اور ثناء و نعتی معلوم ہے کہ جس نے قرآن مجید کو بلند آواز سے پڑھا وہ ہمارے طریق پر نہیں ہے۔

۳۔ ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ قرآن کو پڑھتے وقت ردیا کر اگر رونانا آئے تو رونے کی کیفیت

پیدا کر لیا کہ وراہی طرح دو احادیث میں ایک کے آخر میں ہے جس نے قرآن سے استغناء نہ کیا وہ ہم سے نہیں ہے۔

سفیان ثوری نے یہ الفاظ کا معنی یہ کیا ہے کلام اللہ سے علاوہ تمام کلاموں کو ترک کر دے۔

عقبہ بن عامر اللہ کی کتاب میں لکھا اور اس کا حینا رکھنا اور اس پر استغناء کرنا، کیونکہ یہ عبادتِ عدم تلاوت سے

قوب سے جلدی نکل جاتا ہے۔ جس طرح اونٹ اپنے گھنٹے کی رسی نکلنے سے جلدی بھاگ جاتا ہے (ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)۔  
 مالک بن دینار نے وان لہ عندنا منزلنا وحسن ما اب جہا کی تفسیر میں کہا۔ کہ دن قیامت کے  
 اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام سے کہیں گے کہ آپ اسی مقام عرش کے قریب کھڑے ہو کہ سر علی آواز سے میری مجید (بزرگی)  
 بیان کرو، حضرت داؤد جواب میں کہیں گے مولا کریم میری سر علی آواز تو دنیا ہی میں تو نے سب کر لی تھی، اللہ تعالیٰ اسنے ہی  
 آواز داؤدی کو واپس کر دیں گے، پھر داؤد علیہ السلام پورے رزم سے زبور پڑھنا شروع کریں گے۔ اہل جنت اپنی نعمتیں  
 بھل جائیں گے اس نعمت کو نعمتہ بارزہ جانیں گے۔

ابراہیم کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی کو دو خوبیوں سے نوازا ہے، چہرہ کا حسن اور سر علی آواز،

## فرشتوں کا رات کو قرآن سننے کے لئے اترنا،

ایک صحابی نے اپنی رات کی تلاوت کا تذکرہ کیا، تلاوت کے وقت گھوڑے نے بدکھا شروع  
 کیا۔ میں سورہ کہف کی تلاوت سے کچھ قدرے رک گیا، پھر اس پر بدکنے کی حالت نہ تھی، کئی بار ایسا کرتا تھا۔  
 آخر تلاوت بند کر دی، اس حالت میں میں نے ایک بادل سایہ کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے یہ واقعہ سن کر  
 فرمایا۔ کہ قرآن کے لئے یہ سکینت اتری تھی۔

۲۔ ابیدین حضرت نے اپنی رات کی نماز کی حالت کا تذکرہ کیا۔ کہ میں نے آسمان سے نور کی قندیلیں دیکھتے ہی سجدہ  
 نہیں کر گیا۔ بعد آپ نے فرمایا اگر تو قرأت کرتا رہتا تو عجائب دیکھتا۔ یہ فرشتے قرآن سننے آئے تھے، ایک  
 روایت میں ہے سورہ بقرہ سننے آئے تھے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ یہ فرشتے قرآن سننے آئے تھے۔ اگر تو  
 یہ عمل جاری رکھتا تو لوگ بھیج ان فرشتوں کو دیکھ لیتے، کوئی فرشتہ بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہوتا۔ انہیں آپ نے  
 فرمایا، ابید تھے اللہ تعالیٰ نے مزا میراؤدی عطا کی ہیں۔

حضرت عباد بن مسعود کا قول ہے کہ رات کو تہجد پڑھنے والا قرآن کی تلاوت بلند آواز سے کرے، کیونکہ اس  
 سے شیاطین، اور فاسق، جن، بھاگ جاتے ہیں اور رضا میں اڑنے والے فرشتے، اور گھروں میں رہائش پذیرین، قرآن  
 کی تلاوت کان لگا کر سنتے ہیں۔ اسی طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، اور جب یہ رات گزر جاتی ہے تو دوسری رات حکم کرتی  
 ہے۔ یہ رات آگئی ہے اس پر تحقیق کرو۔

محمد بن قیس کا قول ہے کہ فرشتے رات کو اس شخص کی قرأت سنتے ہیں۔ جو بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے، عمار دار

اور فقار میں رہائش کرنے والے ملائکہ اس کی قرأت کو کان لگا کر سنتے ہیں۔  
صفوان بن محرز مازنیؒ جب رات کو تہجد پڑھتے۔ جنات گھروں میں رہائش کرنے والے اس کے ساتھ نماز پڑھتے  
اور کان لگا کر قرآن مجید سنتے۔

## رحمت اور عذاب کی آیات پر وقت کر کے دعا اور پناہ مانگنا

ابن عمرؓ کا قول ہے کہ قتل اعدو ذبیر الفلق، قتل اعدو ذبیر الناس پڑھنے والا  
ساعتھی۔ اعدو ذبیر الفلق اور اعدو ذبیر الناس پڑھے۔  
حسنؒ جب ترغیب اور تحفیف کی آیت پڑھتے ترغیب پر سوال کرتے اور دوسری پر پناہ مانگتے، لیکن  
ابن میرینؒ ایسے عمل کو ناپسند کرتے تھے۔

## قرآن پڑھتے وقت رونا،

قرآن مجید غمناک لہجہ سے پڑھو، تاکہ اس سے رونا آئے۔  
ار جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو آپ کے پیٹ میں سے ایسی آواز نکلتی جس طرح  
تانبے کی ہانڈی میں پانی ابلتا ہے۔ آپ ایسے ہی روتے، (سند مطرف)  
حضرت ابراہیمؑ نماز کی حالت میں اتنا اونچا روتے کہ آپ کی یہ آواز ایک میل کی مسافت سے سنی جاتی تھی، محض  
خوف الہی کی بنا پر تھا۔ (ابوداؤد)  
عبداللہؓ نے ایک دن آنحضرت صلیم کے امر پر قرآن پاک سنایا۔ شروع کی جب قاری نے کیفیت اذاجبنا  
من کل امة وبشہید فجبنا بک علی ہولاء شہید۔ وہ منظر کیا عجیب ہو گا جب ہر امت کا گواہ بنایا جائیگا  
اور آپ کو اس امت کا گواہ بنایا جائے گا۔ عبداللہؓ کہتے ہیں کہ مجھے کسی نے دبایا، میرے سر اٹھا کر دیکھا۔ تو آپ کی  
آنکھوں سے آنسو چھم چھم کر رہے تھے۔

ابن رافعؒ حضرت عمرؓ کا عمل یوں بیان کرتے ہیں کہ آپ متین۔ سوتیں کہف۔ مریم۔ طہ۔ اقرب ایسی اور سوتیں  
جس کی نماز میں پڑھتے، ایک دن میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز میں شرکت کی آپ نے اس روز سوت یوسف شروع  
کر رکھی تھی جب اس آیت انما اشکو بنی وحرزنی اھی اللہ (میرا پھیلا ہوا غم اور اندرونی سبب تیرے حوالہ ہے) اپنی

بلند آواز کے پیش نظر شروع کیا اتنے آپ روئے کہ پڑھنا آپ پر دشوار ہو گیا آپ کی قرأت اور رونے کی بلندی میں سارہا تھا حالانکہ میں بالکل آخری صف میں تھا۔

ابن عمر کہتے کہ والد محترم پر صبح کی نماز میں اتنا رونا غالب ہوا کہ میں نے آخری تین صفوں میں آپ کے رونے کی آواز سنی۔

حضرت حسن بن حضرت عمرؓ کے رونے کی کیفیت کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ جب رات کو کوئی آیت پڑھتے تو خوب روتے۔ حتیٰ کہ آپ زمین پر گر جاتے۔ اور مرعہ کا فکبہ آپ پر ہوتا اور لوگ آپ کی تیمارداری کرنے آتے۔ حضرت عائشہؓ ابو بکر کے رونے کا ذکر کر رہی تھیں، کہ اباجی قرآن پڑھتے ہی رونا شروع کر دیتے اور آپ کے آنسو بہتے تھے۔

۱۔ ایک الفساری رات کی نماز سے فارغ ہو کر زبان سے یہ کلمات دعا غوثی باللہ العظیم من النار، (مولاکریم مجھے آگ عظیم سے بچانا) آپ اس جوان کو دیکھ کر فرمانے لگے تو نے آج رات ایک فرشتوں کی عظیم الشان جماعت کو رو لادیا ہے۔ یہ کلمہ دعا غوثی باللہ العظیم من النار کہہ کر (بیان سعید بن سعید)۔

۲۔ دوسرا واقعہ ایسا ہے کہ ایک نوجوان۔ اذ السماء افتشتا ما کانت وریحہ کالدھان، جب آسمان پھٹ جائے گا، تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا، اس پر یرک گیا۔ جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس کے آنسو ڈبڈبانے شروع ہونے لگے۔ آخر میں اس نے رونا شروع کیا اور ساتھ ہی کہتا۔

افسوس جس دن آسمان پھٹ جائے گا، آپ نے سن کر کہا نوجوان بجز اتیری اس دعا نے آج رات فرشتوں کو رو لادیا ہے۔ کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں کہ نوجوان پھر رات میں اغوثناہ من النار صبح تک پڑھتا رہا۔ آپ نے فرمایا اسے نوجوان تو نے گزشتہ رات ایک کثیر فرشتوں کی جماعت کی آنکھوں کو اپنی اس دعا سے پر نرم کر دیا ہے۔

ابن عمرؓ ہمیشہ رات کی نماز میں رحمت کی آیت پڑھ کر دعا کرتے اور عذاب کی آیت پر رک جاتے، اعداگ سے پناہ مانگتے۔ بعض دفعہ خوب روتے اور جب آپ یہ آیت الم یات اللذین امنوا ان تمشع قلوبہم بذاکر اللہ پڑھتے (ایمان والو تمہارے دلوں کے نرم ہونے کا ابھی وقت نہیں آیا) تو خوب روتے اور زبان پر بلی یارب اپنی یارب الاپتے۔

ایک واقعہ عمار بن دثار نے ابن عمرؓ کا بتایا کہ وہ اہل بصرہ روتے اور کہتے سورج اللہ کے ڈر سے روتا ہے

دو سو روپا کروا نہیں تو شکل رو نے والی بنا اور

ابن عمر نے آپ کا واقعہ سنایا کہ آپ خوب رو رہے تھے، چاند غروب ہونے والا تھا عید اللہ بن طارق گزرا، آپ کہنے لگے، آپ کیوں تعجب کہتے ہیں۔

خدا کی قسم یہ چاند خدا کے خوف سے روتا ہے اگر تمہیں اس کا علم ہو جائے تمہیں خوشی قبول جائے اور تمہاری آواز ختم ہو جائے۔ آپ اتنا سجدہ کرتے کہ کمر میں درد شروع ہو جاتا۔

ابن عمر نے سورہ مطفیفین تلاوت کی، جب لیوہ لیتوہ النساء لرب العالمین پر پہنچے تو اتنا روئے کہ آپ کی بیچ نکلی، بعد میں سورہ مکمل نہ کر سکے، آپ رات کو نوافل میں خوب روتے، حتیٰ کہ آنکھیں بھی آپ کی غراب ہو گئیں، سعید بن جبیر روتے روتے نابینا ہو گئے۔

اقوال ۱۔ عبداللہ بن عمر اللہ کے خوف سے ایک اشوبہانا ہزار دینار خیرات کرنے سے ہترے۔  
دینار ۳ روپے کا ہوتا ہے)

عبداللہ بن روح نے اتنا رونا شروع کیا کہ آپ کی بیوی بھی ساتھ رو رہی تھی۔ بیوی نے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں کہنے لگے کہ مجھے یہ فکر لاحق ہے کیا میں آگ سے نجات پاؤں گا یا نہ۔

حضرت ابن عمر جب کسی سے ایسا واقعہ سنتے تو رونا شروع کر دیتے۔ حضرت ابن عباس نے اتنا روئے تھے کہ آپ کے نکلوں سے پچلا صدمہ زور کر اتنا پسیرا ہو چکا تھا کہ جس طرح لقمہ پرانا ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی یہ آیت پڑھی تو خوب روتیں فمن اللہ عاقبتا و قناعتا اب  
السموم (اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان سے عذاب محوم سے ہمیں بچالیا)

پھر کہتیں یا اللہ مجھ پر احسان کر اور اس زہریلے عذاب سے اپنا بچلائی اور رحمت کاملہ سے بچائے

حضرت ابو بکر اور عمرؓ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک حجرہ سے جھانک کر دیکھا پھر آپ باہر تشریف لائے۔ آپ کی وارٹھی میں بال سفید سر کے بالوں کی نسبت زیادہ تھے، ابو بکرؓ دیکھ کر رونے لگے حضرت جی اتنے جلدی آپ کے بال سفید ہو گئے۔ فرماتے لگے سورہ ہود واقعہ قارعہ تکویر کے سال سائل نے یہ سعیدی پیدا

کر دی ہے (سندائش)

جس انسان نے جہنم کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو تو وہ سورہ تکویر، انفق، ارا، اذا سار، انشق، اڑھ۔

(ارشاد نبوی)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف قرآن پڑھتے وقت کانپتے تھے۔ ایسا میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا،

ان لداینا انکالا وحمیدا وطفانا اذا غصبتنا ہمارے پاس عذاب جہنم اور گلے میں رکھنے والا کھانا تیار ہے (پڑھتے ہی رسول کریم صلعم پر غشی طاری ہو گئی۔

حضرت عمرؓ ایک راہب (پادری) کو دیکھ کر رو پڑے۔ اور یہ آیت سامنے رکھی۔ عاصیۃ، ناصیۃ، ناصیۃ نارا، عاصیۃ، عمل میں مشقت برداشت کی۔ جلتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا مانا یہ رونا اور خجوتات صرف قرب الہی کا ذریعہ بنتی ہیں۔

سعیان ثوریؓ بتاتے ہیں کہ منصور بن معتمرؓ نے کی وجہ سے انھیں عذاب کر بیٹھے تھے بعض دفعہ نماز میں اس کی پیدیاں پیچ کھاتیں۔ دو سال لگاتار روزہ رکھتے اور دو سال لگاتار قیام کرتے اپنی ام والا سے کہتے کہ تو بڑی خوشی سے مجھ سے خلاصی حاصل کر سکتی ہے۔

حضرت سعید بن زیدؓ فرماتے کہ اگر کوئی شخص انہیں نماز پڑھتے دیکھتا۔ تو ایسا معلوم ہوتا کہ ابھی مر جائے گا۔ حضرت زراہ بن ابی اوفیؓ اور سجاد اعظم کے امام تھے۔ نماز میں فاذا انقضى التورفتنا لك يومئذ یومر عسیر علی الکافرین فیرسید (ترمذی ۷۰) (جب اس سرخیاں لگی بجایا جائے گا یہ دن اپنی شدت سے انتہائی سخت ہو گا اور کفار کے لئے اس میں کوئی سہولت نہ ہوگی۔ پڑھتے ہی فوت ہو گئے، جو بن حکیم اسے کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان کی لاش اٹھا کر گولا نے والفعل میں شریک تھا۔

مروان مصلیٰ کہتے ہیں کہ قاری قرآن سنتے ہی گر گئے۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے۔ حضرت صفوان اتنے روئے کہ بالآخر وہ کھڑا ہو گیا۔

حضرت ابراہیمؑ لاواہ سے موصوف کہے گئے ہیں میں آگ کے ذکر کرتے تو کہتے کہ میں آگ سے پناہ پاتا ہوں۔

آنحضرت صلعم نے ایک شخص ذوالبھارین کو لاواہ کے لقب سے نوازا تھا کیونکہ وہ اللہ کا ذکر دعا اور قرآن کی تلاوت بہت کرتا تھا۔ (عقب بن عامر)

معاویہ بن قرہؓ کہا کرتے تھے بتاؤ کہ جو شخص رات کو روتا اور دن کو مسکراتا ہو ثابت برائی کو ایک حکم ہے۔ مشورہ دیا کہ تیری آنکھوں سے ٹھیک ہوگی کہ تو رونا بھروسے، فرمانے لگے مجھے اس آنکھ کو کیا کرنا ہے جو اللہ کے

جو اللہ کے خوف سے اسنو زہا ئے۔

حضرت ثوبان فرمایا کرتے وہ شخص خوش بخت ہے جس کی زبان اس کے قبضہ میں اور گھر ضرورت کے مطابق ہے۔  
اور اپنے گناہ پر دوتا ہے۔

یہ بین سیرہ فرماتے ہیں کہ رونا ساست چیزوں سے ہوتا ہے۔ ۱۔ خوشی ۲۔ جنون ۳۔ درد ۴۔ گھبراہٹ  
۵۔ ریاکاری ۶۔ نشہ ۷۔ اللہ کے خوف سے مایہ اسودن قیامت کے جہنم کے سمندر دل کی آگ کو بجھا دیں  
گے۔ سبحان اللہ

غیبہ کل نفس ذالقة الموت اہرجان نے فرمایا ہے) کو بار بار پڑھتے کسی نے گھر کے کونہ سے  
آواز دی تو کب تک اسے پڑھتا رہے گا۔ اس آیت نے تو چار جنوں کی جماعت کو قتل کر دیا ہے۔ انہوں  
نے اپنا سر آسمان تک اٹھا کے دیکھا نہ تھا کہ فوت ہو گئے۔ اس کے بعد خلیفہ کی حالت اتنی بے حال  
ہو گئی کہ گھر والے اس کو پہچاننے سے انکار کر گئے۔

ایک اور آدمی نے اذوالی اللہ مولہم الحق (اپنے حقیقی مالک کے پاس انہوں نے جانا ہے)  
کسی قادی سے سنا پہنچ مار کر فوت ہو گیا۔

ایک آدمی نے تو انفسکم و اھلبکم نارا و قودھا الناس و الھجیارة (اپنے ساندان اور اپنے  
آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ سنتے ہی عیش کھا کر گر گیا جس سے اس کا پتہ بھٹ گیا  
فقیر بن عیاض کا لڑکا فوت ہو گیا۔ کسی نے آپ سے اس کی وفات کا سبب دریافت کیا، اس نے بتایا  
کہ رات مسجد کے حجاب میں قرآن پڑھتا رہا اور صبح مردہ پایا گیا۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

## نمازی کا ایک آیت کو بار بار پڑھنا اور تدریک کرنا

سوفی ابودرز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا واقعہ کسی کو سنایا کہ آپ عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف  
لائے جب کافی حصہ گزر گیا۔ واپس تشریف لائے۔ نقل پڑھنے شروع کیے ہیں اور عبد اللہ بن مسعود بھی ساتھ شامل  
ہو گئے۔ پہلے میں اکیلا دائیں جانب تھا اور جب ابن مسعود تشریف لائے تو میرا پیچھے ہٹ گیا، آپ قیام  
رکوع اسجدہ میں ۱۔ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تعذبہم فانک انت العزیز المسکین  
مولاکریم! معاف کر دے یا عذاب دے تیرے ہی بندے ہیں۔ تیری حکمت اور غلبہ تیرے علم میں ہے۔

صبح تک یہی بار بار پڑھتے رہے اصح ابن مسعود نے دریافت کیا۔ حضرت مجا پورا قرآن آپ کو یاد ہے۔  
پھر صرف اس ایک آیت کا انتخاب کیا؟ جواباً فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے دعا کرتا رہا ہوں سبحان اللہ  
حضرت علیؓ فقیر کی اول تعریف کرتے۔

جو اللہ کی رحمت سے ناامیدی نہ بتلائے اور نافرمانی کی اجازت بھی نہ دے۔ عذاب الہی سے بھی بخوف  
نہ رکھے۔ قرآن مجید توجہ سے پڑھے۔ جس عبادت میں حیرات نہیں وہ بہتر نہیں ہے۔ جس فقیر میں فہم نہیں وہ بھی  
بہتر نہیں۔ جس قرأت میں تدبیر نہیں اس میں خیر نہیں ہے۔

اسیرین ٹھیکہ کا قول ہے کہ میری ان تین حالتوں کی طرح کوئی عمل ہو تو بلا شبہ میں جنتی ہوں گا۔

۱۔ قرآن خود پڑھنا یا دوسرے سے سننا ۲۔ رسول کریم صلعم کا خطبہ سننا ۳۔ جنازہ میں شرکت کو ناپسندیدہ  
میں شرکت کرنا ہوں تو مجھے ہر وقت یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ میرے ساتھ کیا بنے گا۔

حضرت اسماعیل نے مجھے بازار بھیجا آپ نے اس وقت سورہ فور شروع کر رکھی تھی جب میں واپس آیا۔ تو  
آپ دو وقتا عذاب السعوم (اس نے میں خطرناک عذاب سے بچایا) بار بار پڑھ رہی تھیں۔

ابو حمزہؓ قرآن کی تلاوت بہت جلدی جلدی کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباسؓ من کر کہتے لگے میں تریل  
سے سورہ بقرہ پڑھنا اس سے بہتر جانتا ہوں کہ پورا قرآن بغیر تدبر اور تنگ کے پڑھوں۔ ایک روایت ہے کہ آپ  
نے کہا راست میں پورا قرآن ختم کرنے سے بہتر یہ ہے کہ صرف سورہ بقرہ پڑھوں۔

حضرت ابن عباسؓ کا پڑوسی بیان کرتا ہے آپ نے ایک آیت کو رات بھر بار بار پڑھتے۔ اور آپ کا  
ذہن قفل ہے کہ دو رکعتان تک اور تدبر سے پڑھنا غفلت والی رات کے قیام سے بہتر ہے۔

دیدن ثابت ہے ایک شخص نے پوچھا کہ قرآن مجید سات روز میں ختم کرنا کیسا ہے۔ جواب دیا ۱۵ ایوم یا  
۲۰ ایوم میں ختم کرنا حسن ادائیگی اور تدبر سے احسن ہے۔

یعنی دفعہ آپ (زید) بول فرماتے ۲۰ ایوم، ۵۰ ایوم، ۱۰۰ ایوم ان ایام کے ختم کرنے کی بجائے ۳  
دن میں تدبر اور غور سے دعا اور سوال کرنا بہتر ہے۔

۱۔ تیمم داری سورہ مجاثہ ۳۶ کی آیت اہم حسب الدین امبتوحوا السیات پوری رات  
سے صبح تک بار بار پڑھتے اور خوب رو تے،

تہجد۔ (جو لوگ برائیاں کرتے ہیں وہ گناہوں میں پھینچے ہوتے ہیں)



ابن زبیرؓ وما یومن اکثرہم باللہ وہم مشرکون (ایمان کے باوجود شرک کرتے ہیں) رات بھر  
بیدار رہیں نے حضرت ابن عباسؓ سے اپنی بیداری کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ اس آیت کے مصداق اہل کتاب  
ہیں۔ ولئن سألتم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ ربنا وہو اعلم بما نعبد یہ ہے ایمان لاکر شرک  
کرنے والوں کا تذکرہ۔

محمد بن کعبؓ اپنا عمل بتاتے سورۃ قارعہ، زلزال میں غر اور فکر سے رات بسر کرنی پورے قرآن ختم کرنے  
سے بہتر ہے۔

سعید بن جبیرؓ منوف یعلمون تا تم فی النار یسجدون ماہ رمضان میں رات بھر پڑھتے ایک رات  
آپ نے ۲۹ مرتبہ واقتوا لیومًا تجعون فیہ (اس روز سے ڈرو جس میں تم نے حساب دینا ہے) پڑھتے رہے۔ رات کو ہمیشہ روتے، ماتمی کہ آنحضرتؐ میں اندھے ہو گئے۔

مسروقؓ سورہ رعد عشر سے فجر تک پڑھتے،

محمد بن واسعؓ۔ هل انتک حدیث العاشیہ اپنا رات کا وظیفہ بنا تے۔

عمر بن دُرّؓ سالک لیوم الدین پوری طرح پڑھ سکتے، ابجد کہتے اسے شراہی دن کیا کرے گا۔  
جب مومنون کے دل رحمت الہی سے بھر پور ہوں گے۔

حسن بصریؓ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کا دل کیسے نرم ہو اس کا معقد سورہ کو ختم کرنا مستحود ہوتا ہے۔ اگر سمجھو کہ  
پڑھے تو دل فوراً نرم ہو جائے گا۔

ہارون بن ریاب اسدیؓ تہجد میں رات بھر قالوا یدیتنا فردو ونکفاب بایات ربنا وتکون من  
المومنین (انھوں نے ہم لوٹائے گئے اور اپنے رب کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ ہم مومن ہوتے) بار بار دہراستے  
صبح تک روتے رہتے۔

حسنؓ ان تعدد وفضلة اللہ لا تحمونها (تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو گن نہیں سکتے) رات بھر  
پڑھتے رہتے۔ سوال پر آپ نے جواب دیا ہم اللہ تعالیٰ کی اکثر نعمتوں کو جانتے ہی نہیں۔ ہماری ہر ایک نگاہ  
اور طرف اس کی نعمت پر پڑتی ہے۔

حضرت ابوسلیمانؓ فرماتے حسن چہرہ پر خشوع ناز کرتا ہے۔

ابن یحییٰ اعم یساع لسنون پوری رات دہراتے رہے، غش طاری ہو جاتے جب ہوش میں آتے پھر

پڑھتے، پھر یہی حالت ہوتی، فجر تک اس کو ختم نہ کر سکتے۔

## ایک رکعت میں چند سورتیں پڑھنا

حضرت عائشہؓ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف سورتیں جمع کرتے تھے آپ نے فرمایا مفصلات سے جمع کرتے ایک رکعت میں،

نوٹ: مفصل تین، دو، طویل، مفاصل، قصار، اوساط ہیں۔

ابن مسعودؓ کو ایک شخص نے بتایا کہ میں سورہ مفصل ایک رکعت میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے سنتے ہی کہا ایسے ہی پڑھتے ہو گے جس طرح شعر پڑھے جاتے ہیں۔ بعد آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے وہ ان کے قلوب پر اثر انداز نہ ہوگا۔

قرآن مجید اس وقت اثر انداز ہوتا ہے جب اس کو دل میں جگہ دی جائے اس کی علامت رکوع اور سجدہ میں حسن پیدا کیا جائے۔ آپ ذیل نظر پڑھتے:

سورہ رحمن، یوسف	—	ایک رکعت میں	اقرب، والحاقہ	—	ایک رکعت میں
طور، ذاریات	—	" "	واقرآن	—	" "
سابل، سائل، غار، غارتہ	—	" "	طرق، منزل	—	" "
مطففین، عبس	—	" "	دخان، تکویر	—	" "

دوسری روایت میں یوں ہے:

سورہ دہر، الاشم	—	" "	عم، یسار، لعل، امر، سلات	—	" "
حم، دخان، تکویر	—	" "		—	" "

حضرت عثمانؓ نے وتر میں قرآن پاک ختم کیا۔

ابن عمرؓ ایک رکعت میں ۱۰ آیات پڑھتے۔

## سورت کو توڑنا اور بہت سورتیں جمع کرنا ایک رکعت میں

ارشاد رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہر سورت کا سحر رکوع اور سجدہ میں (یعنی رکعت میں) ہے۔

رکعت کے لفظ بھی نہیں، ایک روایت میں ہر سورت کو حصہ دو،  
 عبداللہ بن عمرؓ سے کسی نے کہا کہ ایک رات میں قرآن ختم کرنا کیسا ہے۔ آپ نے جواب دیا۔  
 اگر اللہ تعالیٰ کو ایسا منظور ہوتا تو وہ قرآن مجید کو مستطور مستطرا نازل نہ کرتا۔ اس لئے ہر سورت کا حصہ ہے  
 کہ اسے رکعت میں پڑھا جائے۔

ابن مسعودؓ قرآن مجید کو ردی کھجور کی طرح نہ سمجھو، بلکہ اس کے عجائب اور معانی پر تفکر کرو۔  
 حضرت جابر بن عبداللہؓ غزوہ ذات رقاہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے ایک مشرکہ عورت گرفتار کر لی اس کا خاوند سفر پر تھا جب اسے علم ہوا تو اس نے تعاقب کرنا شروع  
 کیا اس عزم سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مبارک قدم کر دوں گا وہ اس مقصد میں تو ناکام رہا۔ اس نے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانی پڑتین اصحابی انصاری کو نماز پڑھتے ہی اس پر تین دھتیریں پلائے۔ لیکن یہ اللہ کا بندہ  
 ہر باری تیر نکال لیتا۔ نماز اس نے کسی حالت میں نہ چھوڑی۔ بالآخر اس نے رکعت پوری کر لی۔  
 جب وہاں جا بیدار ہوا اس نے حیران ہو کر دیکھا کہ میرا ساتھی خون سے لٹ پتا ہے۔ فوراً ہی سبحان اللہ  
 کا وظیفہ پڑھا۔ اس نے وجہ دریافت کی کہ آپ نے مجھے بیدار کیوں نہ کیا۔ اس نے کہا میں قرآن پڑھا رہا تھا۔  
 میں نے یہ پسند نہیں کیا۔ کہ اس سے تعلق توڑ کر غیر سے مشغول ہو جاؤں۔ خدا کی قسم اگر حدود کی سرحد کی  
 حفاظت کا حکم نبوی نہ ہوتا۔ تو میں قرآن کی تلاوت بالکل نہ چھوڑتا۔ بلکہ اسی حالت میں شہید ہو جاتا۔  
 نوٹ۔ یہ صحابی آپ کے اعلان پر خود اٹھے تھے کہ ہم اس رات اس ڈاری کی نگرانی  
 لگے۔ ایک لیٹ گیا اور دوسرے نے نماز سے نگرانی شروع کر دی۔ (ابوداؤد ترمذی)  
 حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لمبارقاری کو خائف کہا عباد فرمائے لگے حضرت جبریلؑ نے کوئی  
 حیانت کی ہے۔ آپ نے جواب دیا میں نے سنا ہے تو ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھتا ہے  
 حالانکہ ہر ایک سورت کا حق ہے اسے پوری رکعت میں پڑھا جاوے تو اس کا کیا جواب دے  
 گا۔ یہ سب کچھ میں نے تجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ عباد نے  
 اسے سن کر بہت اچھا کہا۔

ابو علیہؓ فرمایا کرتے کہ سورتوں کا جمع کرنا ایک رکعت میں غیر مکروہ ہے۔ اسی پر حضرت عثمان  
 بن عفانؓ اور تمیم داریؓ کا عمل ہے۔ احادیث سے قرآن کا تین دن سے کم میں ختم کرنا مکروہ ہے۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک رات آپ نے میوے اکرنا کو آہستہ پڑھتے، اور عزم کو بلند  
آواز سے پڑھتے اور بلالؓ کو بلا ترتیب سورتیں پڑھتے سنا،

آپؐ نے ہر ایک سے وجہ دریافت کی۔ ابو بکرؓ نے جواب میں کہا کہ جس کے لئے پڑھتا ہوں وہ سنتا ہے  
حضرت عمرؓ نے کہا سوتے کو بیدار اور شیطان کو بھگانا ہوں، حضرت بلالؓ نے کہا: طیب (پاک) کو طیب سے  
ملاتا ہوں آپؐ نے بلال سے کہا سورۃ کو پورا حتم کیا کرو، ایک روایت ہے بلال سورت کو اپنی حالت پر  
پڑھا کرو۔

حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں یہ ہے کہ آدمی چند آیات ایک سورۃ کی قطع برید  
یکے کے پڑھے یا وہ امر ہے۔ ابن سیرینؒ بھی مکروہ ہی کہتے ہیں۔ کہ عمار نے اسے مکروہ کہا ہے۔  
ترجمہ الامام بخاریؒ نے ایک باب باندھا ہے کہ سورۃ کو سورۃ کے ساتھ ملایا جاسکتا ہے

## رات بھر قیام کرنا اور قرآن حتم کرنا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آپؐ نے پوری رات نہ قیام کیا اور نہ ہی ایک رات میں قرآن حتم کیا۔  
سعید بن مسیب بتاتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ کا ایک اسلامی بھائی بنا ہوا تھا، وہ فجر کی نماز میں شامل نہ ہوتا آپؐ نے  
اس کی والدہ سے کہا وہ فجر میں تشریف لاتا، ان کی والدہ نے بتایا۔ رات بھر قیام میں لبر کرتا ہے۔ فجر سے تھوڑا سا  
پہلے نیند اس پر سوار ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ غیر حاضر رہتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے صبح کی جماعت میں شامل ہونا محبوب ترین ہے اسی رات کے قیام سے  
کہ صبح کی نماز سے محروم ہو جاؤ۔

## کتنے ایام میں قرآن حتم کرنا چاہیے

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید اللہ بن عمروؓ کو ۴۰، ۳۰، ۲۰، ۱۵، ۱۰، ۵ ایام میں ایک بار  
قرآن پاک حتم کرنے کا حکم دیا۔ بعض سے صورت، دن میں اجازت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی  
میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے خبر دی گئی تو ہر رات کو قرآن حتم کرتا ہے۔ اسے ایک ماہ میں پڑھیں گے

میں نے کہا مجھے اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ ۱۵ یوم میں پڑھ لے۔ میرا مطالبہ آپ نے ۷ دن تک منظور فرمایا۔ دوبارہ امرار پر ۵ دن کے اندر کی اجازت دی ایک روایت ہے جس نے ۳ دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے اسے کیا سمجھا۔ حضرت عثمانؓ ہفتہ کی رات تاجمبرات بقرۃ، مائدہ، الانعام، ہود، یوسف، مریم، طہ، طسم، عنکبوت، ص، پھر قرآن مجید ختم کرتے۔ ہفتہ کی رات تاجمبرات قرآن مجید کو ختم کرتے۔ (ابن مسعودؓ) رمضان میں ۳ دن تک قرآن مجید ختم کرتے اس کے علاوہ جمعہ، تاجمبرات ختم کرتے تھے۔ ابن مسعودؓ۔ جس نے ۳ دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے رجز کیا یعنی شعروں کی طرح پڑھا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ، ۳ دن سے کم میں قرآن ختم نہ کرتے تھے۔ قاری ابی کعبؓ ۸ راتوں میں ختم کرتے تھے۔

مالک بن دینارؓ کہتے ہیں کہ ابو ذرؓ کا وظیفہ ہر رات میں تیسرا حصہ قرآن کا تھا۔ عثمان بن عبداللہؓ نے بیان کیا وفد اجلاس مغیرہ بن شعبہ کے ہاں مہمان بنا اور بنی مالک کا وفد آپ کے ہاں اترا، انہوں نے اپنا خیمہ آنحضرتؐ کے راستہ میں نصب کر لیا۔ آنحضرتؐ صبح مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لاتے۔

مغرب سے عشاء تک آپ ہمارے خیمہ کی اوٹ میں کھڑے ہو کر احادیث سناتے۔ آپ بیان کرتے کرتے اپنے قدموں کو راحت دیتے۔ پھر میں قریش کے ستم اور ظلم کی داستان بتاتے۔ کہ ہم ان میں ذلیل اور مقہور تھے۔ جب ہم مدینہ میں تشریف لے گئے۔ تو قوم نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہم پر ستم کے سواراں سے محفوظ تھے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ آپ تشریف نہ لائے۔ جتنی کہ بعض لوگ غیظ کا شکار ہو گئے دوسری رات تشریف لائے ہم نے دریافت کیا حضرت رات ہم بہت منتظر رہے لیکن آپ تشریف نہ لائے۔ ہاں میں قرآن وظیفہ میں مشغول تھا۔ میں نے مناسب جانا کہ وظیفہ مکمل کر لوں۔ صبح آنحضرتؐ صبح کے اصحاب سے سوز قرآنی دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ سورہ مفضل آپ کا مستقل وظیفہ تھا۔ یہی ہمارا عمل ہے۔

جبیر بن مطعمؓ سے کسی نے سوال کیا کہ کتنے ایام میں قرآن پڑھنا چاہیے آپ نے کہا ایک حصہ پڑھتے ہیں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام زبور گھوڑا پر زین ڈالنے سے پہلے ختم کر لیتے تھے (سند نبوی)

۱۔ حضرت عثمانؓ۔ ایک رکعت وتر میں پورا قرآن پڑھتے۔

۲۔ حضرت زبیرؓ۔ ایک رات میں ” ”

۳۔ علقمہ بن ابی عامر — پانچ یوم میں پورا قرآن پڑھتے۔

۴۔ اسود بن سنان — چھ یوم میں ” ” ” ” ” ”

۵۔ ابن سیرینؒ — ہفت یوم میں ” ” ” ” ” ”

۶۔ عطیہ بن قیسؒ — ہر جمعہ کو ختم کرتے۔

۷۔ مسیبؒ — تین دن میں قرآن روزہ کی حالت میں ختم کرتے۔

۸۔ طلحہ بن معروفؒ، وجیب بن ثابت ایسا ہی کرتے۔

۹۔ سعید بن مسیبؒ — دو رات میں ختم کرتے۔

۱۰۔ سعید بن جبیرؒ — دو رات میں مقام کعبہ میں کھڑے ہو کر ختم کرتے۔

۱۱۔ ثابت بن زحرؒ — چوبیس گھنٹوں میں قرآن ختم کرتے۔

موصوف جامع مسجد کے ہر ستون کے پاس بیٹھ کر ایک قرآن ختم کرتے ہمیشہ روزہ سے ہوتے۔ حمیدؒ

کہتے ہیں جب بھی میرے ساتھ بات کرتے پہلے

سبحان اللہ والحمد للہ۔ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھتے۔ بعدہ اپنی ضرورت

پیش کرتے۔

۱۲۔ ابو جہرہؒ — چوبیس گھنٹوں میں پورا قرآن پڑھنا مغرب، عشاء، ظہر، عصر، میں نوافل پڑھتے۔ اور

ہمیشہ روزہ سے ہوتے۔

۱۳۔ عطار بن ثابتؒ — اڑتالیس گھنٹوں میں قرآن پڑھتے۔

۱۴۔ ابو شیخ ہمنانیؒ — ایک رات میں دو مرتبہ پورا اور ۱/۲ حصہ قرآن کا پڑھتے۔ اگر چاہتے تو تیسری مرتبہ

بھی پورا کر لیتے۔

۱۵۔ صالح بن کیسانؒ — ایک رات میں دو مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے۔ صبح کے موقع پر ایک دفعہ ختم کرنا۔

۱۶۔ منصور بن زاذانؒ — دن میں دو مرتبہ قرآن ختم کرنا۔ ۱۔ صبح کی نماز ۲۔ ظہر اور عصر کے وقت۔ رات بھر

نوافل پڑھتا باہر رمضان میں مغرب اور عشاء میں دو ختم کرتا۔ پھر تکبیر نماز سے قبل وہ سورتیں جن کے شروع میں ط اور سین

(مکوا سین) پڑھتا۔ نماز عشاء کی آخری سورت مؤخر کی جاتی تھی۔

۱۷۔ سعید اور حسنؒ — نماز پڑھ کر ایک قرآن پاک ختم کرتے۔

قرآن نے سفارش کی وہ کامیاب ہوا اور جس کے خلاف قرآن نے گواہی دی وہ اونڈھا کر کے آگ میں ڈالا جائے گا۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی تعلیم حاصل کرو اور جو زبان پر آسان ہوا سے پڑھو۔ محمد کی جان جس کے قبضہ میں  
ہے اس کی قسم، یہ قرآن مجید دلوں سے جلدی نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس طرح کہ اونٹ رسی کا بند کھلتے ہی فوراً بھاگ  
جاتا ہے۔ جس سے رات کو ۵ آیات پڑھیں، اس کا نام غافین کے درجہ سے نکال دیا جائے گا اور جس نے  
۱۰ آیات تلاوت کیں اس کا نام قانتین (عاجزی کرنے والوں) میں لکھا جائے گا اور جس نے دو سو آیات  
پڑھیں، اسے قرآن مجید اس رات کچھ نہیں کہے گا اور جس نے ۵۰۰ تا ۱۰۰۰ صبح تک، اس کے لئے  
بنت کا خزانہ ہوگا۔

حضرت حسن کا قول ہے کہ سورہ بقرہ قرآن کی افضل سورت ہے اور اعظم آیت الکرسی ہے جس گھر میں  
سورہ بقرہ پڑھی جائے شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے۔ جس نے ۱۰۰ آیات قرآنی رات کو پڑھی قرآن اس سے  
اس رات کا جھگڑا نہ کرے گا۔ اور جس نے ۲۰۰ آیات پڑھی اسے دولت کی قنوت کا ثواب ملے گا اور جس نے  
۵۰۰ سے ۱۰۰۰ آیات پڑھیں اس کو ایک خزانہ ثواب کا دیا جائے گا۔ (قطار، آدمی آیت میں دیتا ہے)  
گھر میں قرآن کی تلاوت نہ ہو، وہ گھر خدائی خیرات سے خالی ہے۔

ابی امامہؓ بتاتے ہیں کہ ۱۰ آیات رات کو تلاوت کیں وہ غافل نہ ہوگا۔ اور جس نے ۲۰۰ آیات  
پڑھیں وہ قانت ہوگا۔ اور جس نے ۱۰۰۰ آیات پڑھیں اس کو ایک خزانہ ثواب کا ملے گا۔ دنیا کا خزانہ  
اس کی برابری نہیں کر سکتا۔

ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیا تم سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس سے ۳ موٹی تازہ حاطہ اونٹنیاں  
میں۔ صحابہؓ نے کہا ہاں جی، جس نے یہ اونٹنیاں حاصل کر لی ہیں وہ ۲۵ آیات قرآنی پڑھ لے۔ یہ ان سے بہتر درجہ  
پہنچتی ہیں۔

ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے  
وہاں شیطان نہیں رہتا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے وہاں شیطان نہیں رہتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ بقرہ کی تعلیم حاصل کرو کہ اس کا پڑھنا برکت ہے اور اس کا پھوڑنا حسرت ہے۔  
اس کے پڑھنے والے پر جادو اثر نہیں کرتا۔ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران، قیامت کے دن۔ بادل یا پتھر لڑوی کی جہالت  
شکل میں آئیں گی اور قاری کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کے متعلق مختلف الفاظ کو صیغہ مراد ہیں۔  
 آپ نے یوں بھی فرمایا یہ سورتیں قاری کے لئے پیش قدمی کریں گی۔ اور اس کی سفارش کریں گی اور دن قیامت  
 قاری کی طرف سے بھگڑیں گی۔ اس کے پڑھنے میں برکت اور چھوڑنے میں حسرت ہوگی۔

مفضل بن یسارؓ ایک حدیث جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ قرآن پاک پر عمل کرنا  
 اس کے حلال اور حرام میں امتیاز کرو، پھر اس کے مطابق عمل کرو، کسی چیز کا انکار نہ کرو اور جو چیز تمہیں مشابہ لگے۔  
 اسے خدائی قانون کے حوالہ کرو اور علماء سے دریافت کرو پھر اسی کے مطابق عمل کرو و تورات، انجیل، زبور پر عمل کرنا  
 اور جو انبیاء اللہ کو دیا (حدیث) اسی پر نظر رکھنا۔ قرآن مجید کو آئینہ حیات بنانا اور جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے۔  
 اس پر عمل کرنا۔ قرآن مجید شافع بن کر پیش ہوگا اور اس کی سفارش قبول ہوگی۔ اس کی حلال کردہ اشیاء تقدیر شدہ ہیں  
 قرآن کی ہر ایک آیت کی عمد اللہ نورانیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سورہ بقرہ ذکر اول سے دی ہے سورت  
 طہ و طواسین الواح موسیٰ سے دی گئی ہیں۔ سورت فاتحہ، خواتیم، سورت بقرہ عرش سے عطا کی گئی ہیں۔  
 اور مفضل العام ہے۔

محمد بن ابی کعبؓ کہتے ہیں۔ کہ میرے جد امجد کے پاس ایک میدان کھجوروں کا تھا وہ اسے روزانہ محسوس کرتا  
 کم ہونا جا رہا۔ ایک رات اس نے اس پر پہرہ دیا۔ اچانک ایک شکل اس کے پاس چھپائے کی طرح آکر  
 سلام کہنے لگی۔ آپ نے جواب دے کر کہا۔ کہ آپ جن میں یا انسان، اس نے کہا میں جن ہوں یا میں نے  
 اسے کہا مجھے اپنا ہاتھ دکھا اس نے جب مجھے ہاتھ دکھایا اس کا ہاتھ کتے جیسا اور بال بھی کتے جیسے میرے  
 داد سے نے کہا کیا جنات بھی ایسی خلقت ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تمام جنات سے مجھ سے زیادہ سخت  
 کوئی نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا تو یہاں کیسے آیا ہے اس نے جواب دیا مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ تو  
 فیاض آدمی ہے۔ میں آیا ہوں تاکہ مجھے بھی اس سے حصہ مل جائے، جد امجد نے کہا آپ سے کیسے پناہ  
 لے سکتے ہیں۔ اس نے کہا سورہ بقرہ کی آیت۔ لا الہ الا هو المحی القیوم الخ۔ صبح پڑھنے سے  
 شام تک امن اور شام پڑھنے سے صبح تک امن رہے گا۔ ابی بن کعبؓ نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا  
 آپ نے فرمایا، جلیبت نے سچ کہا ہے۔

۲۔ یہ واقعہ ابی ایوب انصاری کو پیش آیا۔ اس کو شیطان نے بتایا کہ آیہ الکرسی کے پڑھنے سے مال اور  
 اولاد جس پر بھی پڑھے لوگ نقصان نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا خود جھوٹا تھا بات سچی کی ہے۔



سورہ بقرہ مسافریں جیل کو تباہ پیش کیا جب آپ اپنے صدقہ مسلمان کی نگرانی کر رہے تھے۔ اس نے کہا کہ جس گھر میں سورہ بقرہ کا نام پڑھا جائے گا۔ شیطان وہاں نہ جائے گا۔  
 ۳۔ ابی اسیدؓ کو بھی ایسا واقعہ پیش آیا۔ شیطان نے کہا کہ میں تجھے ایسا وظیفہ بتاتا ہوں۔ اگر اس کو گھر میں پڑھ لے گا اپنے برتن پر پڑھ لے تو اس پر بہترین کارک ہوگا۔ وہ آیت الکرسی ہے۔ اس نے آنحضرتؐ صلعم کو واقعہ بیان کیا۔ آپ نے جواباً کہا کہ خود کذاب تھا لیکن وظیفہ صحیح بتایا گیا ہے۔  
 اچھے چہرے کا ایک حدیث بتاتے ہیں کہ میں نے آیت الکرسی اور دو آیات ختم المؤمن کی صبح یا شام کو پڑھی اللہ تعالیٰ صبح تا شام اور شام تا صبح اپنی نگرانی میں رکھتا ہے۔  
 جناب رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ ہر چیز کی کوہان (بلندی) ہے اور قرآن پاک کی کوہان سورت بقرہ ہے۔ اس سورت میں ایک آیت ہے جس کا نام سیدہ ہے جس گھر میں شیطان ہو۔ اس کے پڑھنے سے نکل جاتا ہے۔

ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے۔ مجھ کو قرآن ہی میں اپنے بچوں کی تربیت کرو اور پڑوں کو اس سے دور رکھو۔ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاسے۔  
 ۴۔ حضرت عائشہؓ فرمایا کرتے تھے کہ آیت الکرسی ہر مسلمان قاتل کے لئے ضروری ہے پڑھ کر سونے۔  
 ۵۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سورہ بقرہ قرآن کی اشرف سورت ہے۔ اور اشرف آیت آیت الکرسی ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ ایسا گمراہ اور موقوفہ کہتے ہیں کہ سورہ بقرہ قرآن پاک کی کوہان ہے اور کوہان کی بلندی آیت الکرسی ہے۔ اس کی ہر آیت کے ساتھ ۸ فرشتے اترتے ہیں۔ آیت الکرسی عرش کے خزانہ سے نکالی گئی ہے اور یہ سورت بقرہ کے ساتھ ملا دی گئی۔ ایسی قرآن کا دل ہے اس کے پڑھنے سے صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آخرت کی بہتری مستعد ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اسے قریب المرگ لوگوں پر پھینکا جاتا ہے۔

۱۱۔ حضرت انسؓ حدیث بیان کر رہے تھے کہ میں قرآن پاک کا دل سمجھ گیا۔ کیونکہ ہر چیز کی زندگی اس سے ہوتی ہے۔ عبدالرحمن بن اسودؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات میں سورہ بقرہ پڑھی اسے جہنت کا تاج پہنایا جاتا ہے۔



۶۔ سورہ اخلاص کا تعلق محبت کا اظہار کیا۔ آپ نے اسے جنت کی بشارت دی۔  
 ۷۔ سورہ اخلاص، ایک روایت ہے کہ آپ نے قاری سے وجہ دریافت کی اس کو التزام پڑھنے کی۔ اس نے  
 جواباً کہا کہ مجھے اس سے محبت ہے۔ آپ نے اسے بھی محبت کی بنا پر جنت کی بشارت دی۔

(ارشاد نبوی صلعم) بخاری شریف ج ۱

ابو جعفر کا قول ہے کہ نماز کا آغاز سورہ اخلاص سے کرو اور اس کے ساتھ دوسری سورت تلاو۔ جب قتل  
 ہو اللہ احد پڑھو تو اس کا جواب اللہ احد سے دو۔  
 ابراہیمؑ۔ ہر ایک سورہ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھتا تھا۔  
 ارشاد نبوی صلعم ہے کہ جس نے سورہ اخلاص روزانہ ۲۰۰ مرتبہ پڑھ لی اس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے  
 قرص معاف نہ ہوگا۔

ایک روایت ہے کہ جس نے ۵۰ مرتبہ روزانہ سورہ اخلاص کو پڑھا اس کے ۵۰ برس کے گناہ مٹا دیئے  
 جائیں گے۔ (انس)

## سورت ملک کی فضیلت

۱۔ ارشاد نبوی صلعم ہے۔ کہ جس نے ۳۰ آیات قرآنی (سورہ ملک) پڑھیں۔ اس کی وہ آیات سفارش کریں گی۔

(ابن ہریرہ، ترمذی)

۲۔ ابن عباسؓ۔ صحابہ کرام کی جماعت نے ایک جگہ خیمہ لگایا۔ حسن اتفاق سے وہاں قبر تھقی انہیں اس کا علم  
 نہ تھا۔ سورہ ملک پڑھنے کی آواز آواز آرہی تھی۔ حتیٰ کہ پڑھنے والے نے ساری پڑھ لی۔ یہ صاحب آنحضرت صلعم  
 کے پاس تشریف لائے اور سارا واقعہ سنایا، آپ نے سن کر فرمایا۔ اے اللہ! یہ قبر کے عذاب سے نجات  
 دینے والی ہے (ترمذی)

عبداللہ بن مسعودؓ۔ سورہ ملک کے مانع ہونے کا فلسفہ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ انسان کی وفات کے بعد قبر کے  
 سربانے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور منکرین سے کہتی ہے۔ کہ اس کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ شخص مجھے پڑھا کرتا تھا۔ پیٹ  
 کی طرف فرشتے آئیں تو وہاں کھڑی ہو جائے گی، اس کے پیٹ کو چھوڑ دو، اس کی ٹانگوں کی طرف آئیں  
 گے۔ تو ٹانگیں کہیں گی کہ کوئی اور راستہ اختیار کر وایہ سورت ملک پڑھا کرتا تھا۔

سورہ ملک کا تذکرہ نوارہ میں بھی ہے۔ کہ جس نے اس کو پڑھا اس نے بہت کچھ حاصل کیا اور اچھا کام کر  
 مرہ ایک میت کا واقعہ بیان کر رہے تھے۔ کہ وہ فوت ہو گیا تو آگ نے اس کی قبر کو ہر جانب سے گھیر  
 سورہ ملک نے اتنا جھگڑا کیا کہ اس نے اُسے آگ سے پھرا لیا۔ مسروق اور مرہ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ مناسب  
 صرف سورت ملک کی ہے۔

جبار کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورت ملک اور سورت سجدہ زات کو پڑھ کر  
 سوتے تھے۔

خثیم بن عبد الرحمن کا قول ہے۔ کہ سورت ملک نجات دینے والی ہے۔

## رات کو قرآن مجید پڑھنے کا ثواب

در شاہ نبوی معلوم ہے اس شخص کے متعلق جس نے رات میں مختلف حالتوں میں گنتی کی آیات تلاوت کیں۔ ان کا  
 ثواب اور درجہ ذیل کے نقشہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

- |   |   |
|---|---|
| رات = آیات = درجہ = صحابی                               | رات = آیات = درجہ = صحابی                               |
| ۱- = = ۱۰۰ = قانتین = ابی ہریرہ                         | ۱- = = ۱۰۰ = قانتین = ابی ہریرہ                         |
| ۲- = = ۱۰۰ = رات کی قنوت = تمیم داری                    | ۲- = = ۱۰۰ = رات کی قنوت = تمیم داری                    |
| ۳- = = ۱۰۰ = فازی ہوگا =                                | ۳- = = ۱۰۰ = فازی ہوگا =                                |
| ۴- = = ۵۰ = حافظین میں ہوگا تا صبح                      | ۴- = = ۵۰ = حافظین میں ہوگا تا صبح                      |
| ۵- = = ۳۰۰ = اللہ تعالیٰ فرمائے ہیں میرا بندہ تم تک گیا | ۵- = = ۳۰۰ = اللہ تعالیٰ فرمائے ہیں میرا بندہ تم تک گیا |
| ۶- = = ۱۰۰۰ = نیکی کا خزانہ نکھا جاتا ہے یہ خزانہ       | ۶- = = ۱۰۰۰ = نیکی کا خزانہ نکھا جاتا ہے یہ خزانہ       |
- دینا دماغیہا سے بہتر ہے کیونکہ اس نے نیکی جمع کیا۔

قیامت کو اللہ تعالیٰ قاری کو حکم دیں گے۔ کہ اہستہ اہستہ پڑھو اور میری پڑھتا جا۔ تجھے ہر ایک آیت پر  
 درجہ ملے گا۔ جہاں آخری آیت ختم وہاں منزل بھی ختم۔ اللہ تعالیٰ قاری سے کہیں گے۔ کہ ہاتھ میں قبض کر لے اللہ تعالیٰ  
 فرمائیں گے تو نے کیا کچھ پکڑا۔ انسان ہاتھ اٹھا کر کہے گا۔ مولا کریم تو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کہ میرے ایک ہاتھ میں جنت خلد اور دوسرے ہاتھ میں جنت نعیم ہے۔  
 جس شخص نے ایک سو آیت روزانہ تلاوت کی۔ قرآن پاک اس کے خلاف جھگڑا نہ کرے گا۔ کیونکہ اس نے  
 حق ادا کر دیا۔ (مسند ابوداؤد)

حضرت انسؓ حدیث پاک بیان کر رہے تھے۔ کہ قرآن مجید سہارن کرے گا تو اس کی سفارش قبول ہوگی۔ جس کی

ابی دردار کہتے ہیں۔ کہ جس نے سورہ کہف کی دس آیات پڑھ لیں وہ دجال کے فتنے سے بچا جائے گا۔ مشکوٰۃ ج ۱

حسن بن علی انہررات کو سورہ کہف پڑھا کرتے تھے آپ کے پاس ایک تختی پر لکھی ہوئی تھی یہ تختی آپ کے پاس ہوتی جس وحدت کے ہاں قیام ہوتا وہاں لے جاتے۔

ابن مسعود فرمایا کرتے کہ سورہ جنی اسرائیل کہف مريم ناطة انبیاء ہر عاق اول ہیں۔ یہ بڑا قیمتی مال ہیں۔  
عربان بن ساریہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سجات کو پڑھ کر سوتے اور فرمایا کرتے کہ ان میں ایک آیت ہزار آیات سے بہتر ہے یعنی جن سورقوں کے شروع میں صبح کا لفظ ہے۔

عبدالرحمن بن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کہ صاحب قرآن کو قیامت کو حکم ہوگا کہ پڑھو اور پڑھو جیسا کہ تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیری آخری منزل جنت میں ہے اور آخری آیت سے آخری درجہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ ج ۱)

ابی سعید خدری اسے اعانہ سے بتاتے ہیں کہ ہر آیت کے ساتھ درجہ جنت میں ملے گا۔

عبداللہ بن حریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے والے کا قبر سے نکلے ہی قرآن مجید ساتھی بنے گا۔ قرآن پاک کہے گا کہ تو مجھے بچا رہا ہے۔ انسان انکار کر دے گا پھر کہے گا میں قرآن ہوں جس نے تیری پیاس کو بجھایا۔ اور تیری راتوں کو بیدار کر رکھا۔ ہر ماہ اپنی تجارت کے پیچھے لگا تھا اور آج تو ہر تجارت کے پیچھے ہے۔

بادشاہی اس کے دائیں ہاتھ میں تھادی جائے گی۔ خدا اس کے بائیں جانب میں اور تاج و تاراس کے سر پر ہوگا اور اس کے والدین کو بے نظیر حلقے (سورٹ) پہنائے جائیں گے۔ وہ سوال کریں گے کہ میں یہ لباس کیوں پہنایا جا رہا ہے۔ جواب ملے گا کہ تمہارے لڑکے نے قرآن پاک یاد کیا تھا۔ پھر کہا جائے گا پڑھو اور جنت کے درجہ میں چڑھو اور اس کے بالا خانوں میں۔ وہ دنیا ہی پڑھتے پڑھتے آخری منزل تک پہنچ جائے گا۔

ائم دردار نے عائشہ سے جنت میں داخلہ کی تفصیلات کا سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا ہر ایک کو جتنا اس نے قرآن پڑھا ہے۔ درجہ مل جائے گا۔ قرآن کے پڑھنے والے سے زیادہ کسی کا درجہ نہ ہوگا۔ اکثر صحابہ سے منقول ہے کہ قاری سے حکم ہوگا کہ پڑھا جا آخری آیت تیری جنت کی آخری منزل ہے۔

اسی فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اہل کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں فرمایا اہل قرآن یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے اہل اور خاص مقررین ہیں۔

سیما ولین و آخرین نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کو یہ اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے، جتنی تمہاری طاقت ہے اتنا اسے

دیکھو۔ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی رسی ہے۔ یہی نورِ حسین ہے اور یہ نافع شفا ہے جس نے اس کا تسک کیا۔ وہ محفوظ رہے گا جس نے اس کی اتباع کی وہ نجات پاگیا۔ پڑھے کو سیدھا کہتا ہے۔ جس نے اسے راضی کیا وہ کبھی کبھی رومی نہ اختیار کرے گا۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ یہ کثرت تلاوت سے بوسیدہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک حرف کے بدلے میں دس دس نیکیاں عطا کرتا ہے۔ مثلاً اللّم الف، اللام، الم، ام، امرا ہیں۔

حضرت ابن عباس فرماتے کہ بازار سے گھر جاتے ہوئے قرآن مجید پڑھا کرو اس کے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

ابن عمر نے ارشاد نبوی صلعم میں بیان کیا کہ دوس پر زنگ پڑ جائے جس طرح کہ ٹوہے پر اچھالے کے سوال پر آپ نے جواب دیا۔ کہ یہ زنگ تلاوت قرآن سے اترتا ہے۔

اسی نے ارشاد نبوی صلعم بیان کیا کہ جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے وہاں فرشتے جمع ہوتے اور شیطان بھاگ جاتے ہیں اس گھر میں بھلائی اور خیر کثیر ہوتی ہے اور اس میں شر کا نام و نشان نہیں ہوتا اور جس گھر میں تلاوت قرآن نہ ہو وہاں شیطان ڈر ڈال لیتے ہیں اور فرشتے نہیں آتے اور روزی تنگ ہو جاتی ہے۔ برائی عام اور بھلائی کا نام و نشان نہیں ہوتا۔

یہی نام فرماتے کہ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ قرآن مجید سے انسان کی عبادت قریب الہی کا موجب بنتا ہے ورنہ نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ تمام عبادت میں اگر قرآن نہ پڑھا گیا۔ تو افضل عبادت نہ کہلائے گی۔

جناب ابن ارشاد اپنے نفس کو مخاطب ہو کر کہتے، حسب استماع اللہ تعالیٰ کا قریب حاصل کر۔ قریب الہی کا موجب طریقہ قرآن مجید ہے۔

ابن مسعود فرماتے کہ ارشاد نبوی صلعم ہے۔ جس نے قرآن مجید سے دل لگایا اور سوال کرنا چھوڑ دیا۔ میں اسے ساطین سے افضل عطیہ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی کلامِ حقیر تمام کلاموں سے افضل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اپنی مخلوق پر ہے۔ بعض نفاذ کے بھی ہیں۔ جس طرح سب کی مخلوق پر فضیلت ہے۔ عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ صحاب رسول اللہ صلعم نے آپ کو کہا کہ جو قرآن کی تاثیر ہم آپ پر ہوتی ہے۔ اس سے ہم پر نہیں ہے۔ جو با آپ نے فرمایا کہ قرآن کا ایک باطن اور ایک ظاہر ہے۔ میں اس کے باطن پر نگاہ رکھ کر پڑھتا ہوں اور تم اس کے ظاہر کو سامنے رکھ کر پڑھتے ہو۔

آپ نے باطن کا معنی اندر اور غور و فکر کیا، اس پر عمل بھی کرتا ہوں۔ اور تم صرف حروف پر نکال کر گزر جاتے ہو۔ کعب بن مالک کہتے کہ قرآن پڑھو اس سے فہم عقل بڑھتی ہے اور نور حکمت ملتا ہے۔ یہ کتب ربانی ہے۔ حضرت حسنؓ سے کسی نے سوال کیا کہ جب میں قرآن مجید پڑھتا ہوں اس کی شرائط، مواضع اور حدود کو یاد کرتا ہوں۔

تو اس کی تلاوت مجھ سے چھوٹ جاتی ہے۔ اللہ کی کلام اس میں قوت متین ہے اور بنی آدم کے اعمال میں کمزوری اور کوتاہی ہے لیکن آپ غسل کرتے جائیں اور خوش رہیں۔

شعبہ بیان کرتے ہیں کہ تم سے بہترین وہ شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور پڑھایا۔ حضرت سفیان نے خیر کی جگہ افضل کہا ہے (بخاری و مسلم)

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں عرش کے پاس کھڑی ہو کر سفارش کریں گی۔

۱۔ صلہ رحمی اوزدے گی کہ جس نے مجھے دینا میں ملایا اسے اللہ تعالیٰ ملا دیں گے اور جس نے مجھے کاٹ دیا اللہ تعالیٰ

اسے کاٹ کے رکھ دیں گے۔

۲۔ قرآن مجید بھی قاری کی طرف سے وکالت کرے گا۔ امانت بھی۔

۳۔ ابن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرما رہے تھے۔ عنقریب ایک فتنہ

اٹھے گا۔ میں نے کہا حضرت ہی اس سے خلاصی کی پوزیشن کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ قرآن مجید پہلے اور پھر

دائلوں کی تمام اجازت اس میں موجود ہیں، یہ فعل ہے۔ جس نے اسے پھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اسے تباہ کر دیں گے۔ جس نے

اس کو پھوڑ کر غیر کتاب اللہ سے ہدایت تلاش کی وہ گمراہ ہے، قرآن مجید جنی متین، با ذکر تکبیر، امر بالمعروف، مستقیم ہے۔

اس سے خواہش میں کچھ روی نہیں آتی اور زبانوں میں اختلاف نہیں ہوتا اور علماء اس سے سیر نہیں ہوتے۔ بار بار دہرانے

سے یہ سیدہ نہیں ہوتا، اس کے بجانب کا مسدود ہمیشہ تھا ٹھہس جاتا ہے، جس کی تاثیر نے جن کو سننے کے لیے کھل کر دیا۔

وہ بے مانند کہہ اٹھے انا سمعنا سترانا عجبا۔ یتھمنا انما البرئ شد، (حق) یہ نفیس کلام ہے ہم نے سنا ہے۔

یہ ہدایت کا راستہ دکھاتی ہے۔

جس نے اپنا قول اسے بنایا اس نے سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا اسے اجر ملا اور جس نے اسے حاکم بنایا، اس نے

عدل کیا اور جس نے اس کی طرف دعوت دی اسے سیدھا راستہ ملا۔ حضرت اعمود صاحب اسے محفوظ رکھو۔

عبدالرحمن بن انبری کہتے ہیں کہ جب عوام نے حضرت عثمان کا معاشرہ کیا میں نے ابن کعب سے کہا کہ اس سے

پریشانی کا علاج کیا ہے تو آپ نے جواباً کہا کہ قرآن پر عمل کرو اور اس سے نفع اٹھاؤ اور جس آیت کا پتہ نہ لگے اسے عالم

سے مل کر لو۔

جذب کی وصیت قرآنی :-

قرآن مجید راست کی تاریکی کا نور ہے اور دن کی ہدایت ہے۔ اس کی مشقت کرنے والے امور اور فائدہ پر عمل کرو۔

اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو خیرات کر اور اگر مصیبت مال سے نذر کے تو اپنی جان اور مال کو پیش کر دے، لیکن دین فروخت نہ کرنا۔ اس شخص سے اعلان جنگ ہے جس نے دین کو چھوڑا۔ اسے بھانسی ہے جس نے دین ترک کر دیا جنت میں فیزی نہیں ہے۔ آگ دولت ہے، آگ قیدی کو رہا نہیں کرتی اور فقیر کو غنی نہیں کرتی۔

ابن مسعود کا قول ہے۔ کہ جو شخص پہلی مخلوق اور آخری مخلوق کا علم جانتا چاہتا ہے وہ قرآن کا مطالعہ کرے۔ دوسرا قول ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے جو اس میں داخل ہوا وہ بے خطر ہے۔

ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ضمانت اٹھائی ہے جو قرآن کو پڑھتا اور اس کے سائل کی ابتداء کرتا ہے وہ نگرہ اور نہ بے مراد ہوگا۔ فمن اتبع هداى فلا يضل ولا يشقى۔ (جس نے عماد دل میں جگدی نہ وہ نگرہ ہوگا اور نہ بے مراد ہوگا)

۲۔ اس پر عمل کرنے سے ہدایت ملے گی اور قیامت میں بدترین حساب سے محفوظ ہوگا۔ فمن اتبع هداى يضل ولا يشقى، من اعرف عن ذكرى فان له معيشةً ضنكاً، جس نے قرآن سے اعراض کیا اس کی رزق آخرت اور دنیا کی تنگ ہوگی۔

حضرت ثقیان رضی اللہ عنہ کے قول میں کہا:۔ والذى جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون جو قرآن کو لایا اور اس کی تقدیر کی یہ متقی لوگ ہیں ایہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن سے آشنا کرایا۔ جس سے ہم نے نامور حضرت سفیان، دھند والی الطیب الطیب کی ہدایت کی گئی مراد قرآن ہے۔ وهدى والى صراط الحميد سے مراد سلام ہے۔ بعد فرمانے لگے میں اس پر گواہ ہوں۔

ابن مسعود بتاتے ہیں کہ قرآن مجید کی سفارش قیامت کو قبول ہوگی جس نے اس کو پس پشت ڈال دیا اسے قرآن آگ طرف لے جائے گا۔

اور جس نے عملی طور پر اس کا نقشہ سامنے رکھا یہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ابو موسیٰ اشعری کا قول ہے۔ یہ قرآن تمہارے لئے تین چیزیں پیش کرے گا۔ (۱) ذخیرہ۔ (۲) اجر۔ (۳) وز جس نے اس کی پیروی کی وہ جہنم کے باغوں میں ہوگا۔ اور جس نے اس کی مخالفت کی اسے گدی سے پکڑ کر جہنم میں پھینکا جائے گا۔

میمون بن ہرآن کہتے ہیں کہ قیامت کو قافلہ اور سائق ہوگا۔ جس نے اس کی پیروی کی یہ اس کا قافلہ بن کر جنت لے جائے گا۔ اور جس نے اعراض کیا سائق (ہاکنے والا) بن کر آگ میں لے جائے گا۔

عقبن عامر کا قول ہے۔ کہ قرآن مجید قیامت کو خوب جھگڑے گا اس کی بنا پر کسی کو جنت اور کسی کو جہنم ملے گی۔



ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ قرآن ہی میں دولت ہے فقر کا نام و نشان یہاں نہیں ہے۔ (النسائی)  
ابن مسعود فرماتے کہ میں نے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ قرآن کو دیکھ لے اگر وہ قرآن سے  
محبت رکھتا ہے تو وہ یقیناً اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

حدیثین عشر بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن مجید کو پڑھا اس کے دونوں پہلوؤں میں نبوت  
عمل کی جاتی ہے۔ ان دونوں میں سے ایک ہے قرآن مجید کہہ کر پڑھنے والے نے دنیا کی اگر تعریف کی تو اس نے اللہ کی  
اعلیٰ نعمت کی دولت کی۔ قرآن کے حامل کے لئے جہنم خیر الطریق ہے۔

عام لوگوں کی طرح، بے وقتی کا جواب اخلاق سے دے۔ عام لوگوں کی طرح غصہ میں نہ آوے۔ بلکہ نرمی سے  
شیر آوے۔ یہ معنی قرآن کے فضل کی بنا پر آپ کا قول بھی ایسا ہے۔

حضرت حسن فرمایا کرتے تھے کہ اس پاک کتاب کو غلام اور مہیبان نے پڑھا۔ انہوں نے کہ وہ اس کے مطالب اور  
قاعدہ پائے۔ حالانکہ قرآن کا نزول شکر اور تفکر کی دعوت دینے آیا تھا۔ جو اس کی آیات پر عمل کرتا ہے وہی  
اس کو سمجھتا ہے، لیکن جو شخص اسکی حدود کو مضع کر دیتا ہے اور اس کے حروف کا مشاق ہے اور اپنی زبان سے  
ہوتا ہے کہ میں نے سارا کلام پاک پڑھ لیا ہے اے کوئی حروف بھی مجھے بھولانا تاکہ نہیں۔ واقعہ ہی اس کے نہ اوراق  
میں سہل ہے اور نہ ہی اس کے خلاف بلوغت (میں) میں کہ ہے اے اللہ صحت بھی و خوبی کہتے ہیں کہ زبانی آیات اہل سود میں  
بھی یاد ہیں۔ موصوف صتم کھا کر کہتے ہیں۔

واللہ ما هو الا بالقرآن والعلماء ولا الحکماء ولا المورعة العجزانہ یہ قاری۔ عالم۔ دانا  
درد نہ ہی پارسا ہیں۔ خدا کرے ایسے لوگ برباد ہو جائیں۔ اور ان کی جماعت ترقی نہ کرے۔ ہاں ایک لطیفہ ایسا موجود  
ہے۔ جنہوں نے اس پر نعمت کی امداد ہی عملی زندگی کو منو تہا پیش کیا۔ دراصل یہ لوگ تھے۔ جنہوں نے قرآن کو اپنا امام  
بنایا اور اپنے دل کا امین بنایا۔ اور اپنی خواہشات کا اسے پر وہ بنایا۔ یقین کر دو کہ یہ سفارش کرے گا۔ اور اس کی  
سفارش قبول ہوگی۔

اور جس نے اس پر عمل کیا اور اس کی تصدیق کی اس کی بھی قرآن سفارش کرے گا۔ بجز اللہ کی بدترین مخلوق  
وہ ہوگی جو قرآن کی تلاوت کریں گے۔ لیکن اس کے سشن سے بالکل ناواقف اور حروف میں تعریف کریں گے۔  
زیادہ مضائق اللہ کی رحمت کا وہ ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اگرچہ وہ اس کا قاری نہیں ہے۔

قتلہ فرماتے ہیں کہ میں شخص نے اس قرآن کی مجلس اختیار کی اس کو اگر کوئی تو یا دتی یا نقصان ہوا تو اللہ اسے

پورا کر دے گا۔ کیونکہ قرآن شفاء اور رحمت ہے مومنوں کے لئے اور ظالموں کے لئے خسارہ ہے۔  
 طرف کا قول ہے۔ ان الذین یستلون کتاب اللہ واماوا الصلوة وافتواہما  
 ذقناہم سراً وعلانیة یرجون ہتھارة من تسورہ۔ (جو قیمت دالے قرآن کو پڑھتے ہیں اور  
 نماز اور زکوٰۃ علانیہ پوشیدہ دیتے ہیں۔ انہیں اسی سوزے میں نفع ہی نفع ہے۔

عبداللہ بن عمر کا قول ہے کہ قرآن کے پڑھنے والے عاف عقل والے ہوتے ہیں۔  
 فقہ ابن عبید مجاہد میں تشریف لے گئے۔ لوگ قرآن پڑھ رہے تھے۔ فرما نے لگے کہ اللہ کی کتاب کی  
 تمہیں سعادت دی گئی ہے۔ اور اللہ کے گھر کو تم نے آباد کیا اور اللہ کی رحمت سے الفت پیدا کرو اللہ تعالیٰ  
 تمہیں محبت کرے گا۔ جس سے تم عبرت کرو گے وہ تم سے محبت کرے گا۔

مالک بن دینار فرمایا کرتے تھے کہ یہ قرآن حبیب صدیقین پر پڑھا جاتا ہے ان کے قلوب پر اس کا طرب  
 دترانہ ہوتا ہے۔ اور آنحضرت کا نقشہ اس کے سامنے آجاتا ہے۔ لوگو اسے پڑھو اور اس کو سونا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ  
 پیسے کی کلام ہے۔ بعد فرماتے ہیں یہ خبر ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں حبیب عذاب کا مخلوق کے  
 لئے ارادہ کرتا ہوں تو مجھے قرآن کے پاس بھیجئے دالے اور مساجد کو آباد کرنے والے اور اسلام پر چلتے دالے  
 نظر آتے ہیں تو میرا عرصہ کافروں پر جاتا ہے۔

موصوف فرماتے ہیں کہ قرآن کے حلقہ تمہارے قلوب میں کھیتی اگائی گئی ہے۔ قرآن مجید مومن کی  
 موسم بہار ہے۔ جس طرح بارش زمین کی موسم بہار کہلاتی ہے۔

اس سے کوڑا کوکٹ سے دانہ اگ کھڑا ہوتا ہے پھر وہ کیسے کہلاتی ہے۔ قرآن و انجیل تمہارے دل میں  
 قرآن پاک کی انگوری ہے۔ کہ ان میں جن کے دلوں میں ایک یاد و سورتیں ہیں۔ اور تم نے ان پر کتنا عمل کیا۔  
 سچا بن ابی کثیر کا قول ہے۔ کہ قرآن کا پڑھنا بھی نماز اور سکھانا بھی نماز ہے۔

مسلم بن عبد اللہ فرمایا کرتے کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ، سورۃ نساء، سورۃ آل عمران اور دوسری سورتیں ہوں وہ گھر خسارہ  
 سے بچا ہوا ہے اور ماہر ہی فرماتے کہ جب میں ال حایم تلاوت کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں جنت کی  
 لذت محسوس کر رہا ہوں۔ ایک روایت میں ہے ال حایم قرآن مجید کا دیباچہ ہے۔

ابن عمر فرمایا کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک کی حفاظت یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے  
 ورنہ یہ جلد ہی بھول جائے گا۔

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کسی کو قرآن مجید کی آیت بھول جائے تو یوں نہ کہے کہ میں بھول گیا بلکہ کہے کہ بھلایا گیا۔ قرآن کو خوب یاد کرو غفلت سے سینے سے نکل جائے گا۔ جس طرح کہ اونٹا بھال کھولتے ہی بھاگ جاتا ہے۔

جذبات کہتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تشریف لاکر ایک خواب سنایا جس کی تفصیل یہ ہے۔ ایک آدمی نے مجھے خواب میں کہا کہ آگے آگے آپ چلیں۔ میں نے اس کی تعمیل کی، میں نے دو آدمی دیکھے ایک سویا ہوا اور دوسرا پتھر لاتا ہے اور کھڑے کھڑے اس کے سر پر مارتا ہے۔ اس کا سر مٹا جاتا ہے وہ دوبارہ پتھر لاتا ہے پھر پہلے کی طرح کرتا ہے اور اس کا سر صحیح ہو جاتا ہے۔ یہ منظر دیکھا اور میں نے حیران ہو کر کہا۔ کہ یہ کون شخص ہے، جواب ملا یہ وہ ہے کہ جس نے قرآن کو سیکھا پھر سو گیا جس کا اثر یہ ہوا کہ یہ بالکل بھول گیا۔ اس نے پڑھنے کا نام بھی نہ لیا جب اسے قبر میں لٹایا جائے گا تو اس پر پتھر پھینکے جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے دو آدمیوں کا منظر دیکھا۔ یہ وہ شخص ہے کہ جس نے قرآن کو سیکھا اور اسے چھوڑ دیا۔ فراموش سے سو گیا۔

سعد بن جبادہ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہل نے قرآن کی تعلیم حاصل کی پھر اس نے عملاً و الفاظاً بھلا دیا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوڑھ کی مرض میں اٹھے گا۔ انس کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے کبیرہ گناہ میرے امتیوں کا قرآن کی سورۃ ہوگی جس کو اس نے پڑھ کر بھلا دیا۔

عکرمہ اور مجاہد کہتے ہیں۔ کہ جس نے قرآن کو سیکھا پھر اسے بھلا دیا اسے قیامت کو لایا جائے گا۔ کہ قرآن طیب کہے گا کہ اگر تو مجھے یاد کرتا تو آج تجھے اعلیٰ منزل عطا دیتا۔ لیکن تو دور دور رہا۔ آج میں بھی تجھ سے دور ہوا۔ صحابہ نے کہا کرتے کہ قرآن پاک کا سیکھ کر بھلانا یہ گناہ کی شامت ہے، پھر قرآنی آیت ما اصابکم من مصیبة فمناکبت ایدیکم ولیعنوا عن کثیر، ہمارے اپنے عمل کی مصیبت ہے اللہ تعالیٰ تو درگزر کرتا ہے۔ بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ آدمی قرآن پاک کو بھلا دے۔

شرح خزاعی (درسل) فرماتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ تشریف لائے اور کہنے لگے۔ کہ خوش ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری اطاعت کی شہادت دیتے ہو۔ قرآن پاک کا ایک پہلو تمہارے ہاتھ میں اور ایک پہلو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر عمل کرو۔ یقیناً تم برباد ہو گے اور نہ ہی کبھی گمراہ ہو گے۔

ابن مسعود فرماتے ہیں کہ قرآن کی دس آیات پڑھے۔ جب ان پر عمل کر لے پھر اور سبق لے۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ ہماری کیفیت ایسی ہوتی تھی کہ ہمارا قرآن پر ایمان ہوتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا نزول ہونا ہم حلال، حرام میں امتیاز و حید، حکم کی پابندی کے پھراگے کو شش کرتے۔ اور اس کی ہماری کیفیت کچھ ایسی ہے۔ کہ ایک شخص قرآن پاک کو سوراہہ فاتحہ سے لے کر انسان تک پڑھ جاتا ہے اسے نہ امر نہی اور نہ اسے اس کے وقت کا علم ہے۔ بلکہ جس طرح کہ روٹی کھجور کو پھینک دیا جاتا ہے۔ وہ اس طرح لا پرواہی سے پڑھتا ہے۔

حسن فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جو رسول بھی بھیجا ہے اس کے ساتھ کتاب اتاری ہے۔ اگر قوم نے قبول کر لیا تو فیہا اور نہ اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لیتا ہے۔

قول اللہ تعالیٰ:۔ افضرب عنکم اللہ ان کر صنفیا ان کرستم مسرفین ہم ذکر کو تم سے پھیر لیں گے۔ اگر تم نے امراف (عمل) نہ کیا۔

مگر تم نے اسے قبول نہ کیا۔ ان کے قلوب کی زینت بنالیں گے۔ جنہوں نے قبولیت کی خواہش کی۔ اگر انہوں نے بھی اس کی قدر نہ کی تو انہیں کی سطح پر آسمانی کتاب اتارے گی۔

عبدالرحمن بن ہریرہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کو وہاں بھیجا جائے گا جہاں سے اتارا گیا ہے۔ اس کی عرش کے ارد گرد شہد کی لکھی کی طرح آواز ہوگی اور یوں فریاد کرے گا۔ کہ مجھے پڑھا گیا اور عمل سے مجھے محروم رکھا گیا۔ لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ قرآن اس وقت اٹھایا جائے گا۔ جب لوگ غیر مذہبی کتب کی طرف رجحان کریں گے اور دنوں میں اور کتب کو جگہ نہ دیں گے۔ اور قرآن کو چھوڑ دیں گے۔

جہاں کہا کرتے تھے کہ قرآن انسان سے کہتا ہے کہ جب تک تو میری اتباع کرے گا میں تیرا ساتھی ہوں گا اور اگر تو نے مجھ پر عمل نہ کیا تو میں تیرا ایسا نقاب کر دوں گا کہ تجھے جان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ ابی سعید خدری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو اور بعد اللہ تعالیٰ سے جنت حاصل کرو، اس قوم کی طرح نہ کرنا قرآن پڑھ کر دنیا کا مطالبہ کرنا۔ قرآن کی تعلیم صرف ساری ہی وجہ سے عموماً ہوتی ہے۔

اسے فر کرنے کے لیے پڑھنا ۲۔ روٹی کمانے کے لیے پڑھنا ۳۔ اللہ کی رضا کے لیے پڑھنا۔

عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ میں سننے ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا رہے تھے کہ قرآن مجید کو

پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو، کیونکہ ایک قوم میرے بعد ایسی آئے گی۔ کہ قرآن پاک پڑھ کر دنیا مانگیں گے۔ دوسری روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے کسی نے قرآن کے متعلق پوچھا۔ آپ نے جواب دیا کہ اسی کے پڑھنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔

۱۔ محض اللہ کے لئے پڑھنا۔ ۲۔ صرف دنیا کے لئے پڑھنا۔ ۳۔ صرف جھگڑے کے لئے پڑھنا۔ ابی عالیہؒ فرماتے ہیں۔ کہ دنیا اس وقت ختم ہوگی جب قرآن مجید انسانی قلوب میں بوسیدہ ہو جائے گا۔ یہ کپڑے کی طرح بوسیدہ ہو جائے گا۔ خدائی امر میں وہ کوتاہی کریں گے پھر معافی کی درخواست کریں گے۔

خدا کی حرام کردہ شیاں حلال سمجھیں گے زبان سے کہیں گے۔ کہ ہم نے شرک نہیں کیا ان کا معاملہ دن بدن بستی کو جائے گا۔ ان پر ڈراثر اندازہ ہوگا۔

یہ لوگ بھیر (دخان) کا چڑھا بیڑے دلوں پر نہیں گئے اور سمجھ کر نے والا اپنے آپ کو افضل کہے گا۔ یوسف بن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ میں نے صعیان تورجی کو خواب میں دیکھا، میں نے کہا کونسا عمل آپ نے افضل پایا۔ آپ نے جواب دیا قرآن مجید، میں نے حدیث کا پوچھا تو آپ نے رخ پھیر لیا۔

۱۔ قرآن کہا کرتے قرآن والو اس سے دنیا کی پونجی مرت خریدنا، دنیا کو دنیا سے حاصل کرو۔ آخرت کو آخرت سے حاصل کرو۔

## رات کی نماز کے رکوع اور سجدہ میں تسبیحات کا ذکر

۱۔ حضرت ابن عباسؓ بتاتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے روک دیا ہے۔ رکوع میں تعظیم سبحان ربی العظیم کر اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا، سجدہ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

عذیقہ زہر بیان کرتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے۔ پھر دو سجدوں میں دو دفعہ رب اعظم لی پڑھتے۔ آپ نے صرف ۴ رکعت پڑھی تھیں۔ کہ بلالؓ نے فجر کی نماز کی اطلاع دی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ ایک رات آپ بستر سے غائب زمین پر سجدہ کی حالت میں

پڑھے تھے۔ آپ کے پاؤں زمین پر گڑے تھے۔ اور سجدہ میں یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

اللَّهُمَّ انى اعوذ بربناك من سخطك واعوذ بمعانقتك من عقوبتك اعوذ بك منك لا احدى ثناء اليك انت كما اثنت على نفسك .

۲۔ اعوذ بربناك فى سخطك اعوذ بمعانقتك من عقوبتك اعوذ بك منك لا احدى ثناء عليك انت كما اثنت على نفسك .

۳۔ اعوذ بربناك من سخطك وبعفوك من عقوبتك وربك منك اثنى عليك لا ابلغ كراه ما ينك

يا اللہ میں تیری رحمت سے تیری ناراضگی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری معافی سے تیرے عذاب کی علامت مانگتا ہوں۔ مولا کریم میں تجنی ذات کی تعریف ہے اتنی نہیں کر سکتا

۴۔ سبحانك لا اله الا انت تیری ذات نزالی ہے۔

۵۔ اللّٰهُمَّ اغفر لى ما اسودت و ما اعلنت۔ يا اللّٰهُ ميرے ملائح اور پوشیدہ امور پر معافی کی قلم پھیر دے۔

ملا رات کی روشنی نہ تھی تاریکی کی حالت میں میرے ہاتھ آپ کے پاؤں پر لگے جب آپ سجدہ کی حالت میں سے پڑھ رہے تھے۔ (عائشہ رضی)

## رکوع اور سجدہ کی مشترکہ دعائیں

۱۔ سبحوح قدوس ورب الملائكة والروح

بہت نزالی اور پاک ذات، بھرائی اور باقی فرشتوں کا رب ہے۔

۲۔ سبحانك اللهم ربنا وجمدك اللهم اغفر لى۔ (قرآنی تفسیر)

مولا کریم تیری حمد اور نزالی ذات کا تذکرہ کرتا ہوں۔ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔

جب سورت نازل ہوئی آپ اس کا ورد بہت کرتے تھے۔ بعدہ صرف رکوع میں دعا پڑھتے۔

اللّٰهُمَّ سبحانك اللهم ربنا وجمدك اللهم اغفر لى، اللّٰهُمَّ اغفر لى

انك انت التواب الرحيم،

(۳۳ مرتبہ) تیری ذات نزاری ہے، مولا تیری حمد کرتا ہوں۔ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔ یقیناً تو معاف کرنے والا ہے۔ اور توبہ قبول کرنے والا ہے۔

۴۱، سجدہ کی دعا:۔ سجد لك سوادى وخيالى امن بك سوادى السوء  
بنعمتك على هذه يد اى بما جنيت على نفسى (بيان ابن مسعود)  
میرے جسم اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیری ذات پر ایمان لایا۔ میرے تیرے جملہ احسانات کا اقرار کرتے ہوئے اپنی کوتاہی کا اعتراف کرتا ہوں۔

(۵، رکوع میں) اللهم لك وبك امنت ولك اسلمت خشع لك سمعى  
وبصرى وعنى وعطامى وعصبى۔

یا اللہ تیرے لئے رکوع اور تیری ذات پر ایمان لایا ہوں۔ تیرا ہی اسلام قبول کیا ہے۔ میرا کان آنکھ، چربی، ہڈیاں تیرے لئے جھکے ہیں۔

بعد رکوع:۔ سبح الله لمن حمدنا ربنا لك الحمد ملك السموات  
وملا الارض وملا يا شئت من شئ بعد۔

جس نے اس کی حمد کی اسے اس نے سن لیا۔ مولا کریم تیرے لئے حمد ہے۔ جتنی آسمان اور زمین اور  
ما بین میں سطح بہر طور ہو سکتی ہے۔

(۶، سجدہ میں)۔ اللهم لك سجدت ولك اسلمت سجد وجهى للذى  
خلقته وصورة فاحسن صورة وشق سمعه وبصره بتبارك الله احسن  
الخالقين۔

یا اللہ سجدہ تیرے لئے مخصوص ہے اور تجھ پر اسلام لایا ہوں میرا چہرہ تیرے لئے وقت ہے کیونکہ  
جملہ تصاویر کا فارق اور خالق تیری ذات ہے۔ اور تو نے میری خلقت میں حسن ڈالا ہے۔

(۷، رکوع میں)۔ اللهم لك ركعت وبك امنت وانت ربى ركع لك سمعى  
وبصرى ولحمى وعنى، وشعرى، وعطامى، وعصبى اللهم تقبل منى۔ انك  
انت السميع العليم۔

یا اللہ تیرے لئے رکوع ہے۔ تجھ پر میں ایمان لایا، تو ہی میرا رب ہے میرے کان، آنکھ، گوشت  
بال، چہرہ، چربی اور پٹھوں نے جھکاؤ اختیار کیا ہے۔ اللہ علی میرا قبول کر۔

سجدہ میں :- اللہم لک سجدت دیک امنت وانت ربی سجد وجهی للذی  
خلقه واشق سمعه وبعصره تبارک اللہ احسن الخالقین الحمد لله رب  
العالمین۔ ترجمہ ۶ میں گزر چکا ہے۔

دو سجدوں میں :- اللہم اغفر لی وارحمنی واجبرنی وارزقنی واهدنی،  
یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے اور میرے حال پر رحم کر، میرے غلطوں کی تلافی کر اور میری ضروریات  
وفدائی کو پورا کر اور مجھے اسلام پر ثابت رکھ۔

رکوع اور سجدہ :- سبحان ذی الملکوت والجنروت والکبریاء والعظمة۔ ترجمہ پہلے  
گزر چکا ہے۔

عمل البوکبر رکوع اور سجدہ میں :- سبحانک لا الہ غیرک۔

تیری ذات نرالی ہے۔ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

ابن زبیر کا عمل :- سبوح و قدوس رب الملائکة والروح،

ام سلمہ دو سجدوں میں :- رب اغفر وارحم واهد سبیل الاقوام

پروردگار! معاف اور رحم کر اور سیدھے راہ پر قائم رکھ،

غطار کا عمل :- سبحانک وجمدک لا الہ الا انت سبحان ربنا ان

کان وعند ربنا معولاً ۳ مرتبہ

مولا! تیری ذات محمد سے نرالی ہے۔ تیری ذات یکتا ہے۔ تو ہی ہمارا رب ہے۔

سبحان اللہ العظیم ۳ مرتبہ۔ اور تیرا وعدہ یقینی ہے۔

سبحان اللہ وجمدہ ۴ مرتبہ۔ و سبحان الملک القدوس ۲ مرتبہ

سبوح و قدوس رب الملائکة والروح۔ اللہ کی رحمت غضب پر غالب

رہتی ہے۔

ولید بن حکم کو ایک آدمی نے رسول کریم صلیم کی نماز کا نقشہ بتایا کہ آپ سورۃ بقرہ پڑھتے اور رکوع میں



یہ دعا پڑھتے: سبحان ذی الملکوت والکبریاء والجبوت والعظمت۔

وہ سجدہ اور رکوع میں بقدر سورۃ بقرہ پڑھتے۔ دوسری رکعت میں آپ نے سورۃ آل عمران پر طعنی شروع کی۔ آپ نے اس رکعت میں اتنا قیام کیا جتنی رکوع اور سجدہ میں دیر لگائی۔ صبح ہوئی تو اس نوجوان نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ آپ جیسی نماز پڑھوں۔ آپ نے فرمایا تم میرے جیسی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے (اِنِّیْ اَخْشَاکُمُ اللّٰہُ) میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں۔

ابن سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ آپ بعد رکوع یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مَلَأَ السَّمَاءَ وَمَلَأَ الْاَرْضَ وَمَلَأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ اَهْلِ الشَّاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكَتَلْتُكَ عَبْدًا  
اللّٰهُمَّ لَا مَنَافِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مَعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

یا اللہ! تیرے لئے اتنی حمد ہے جتنی آسمان اور زمین کی خلا ہے تیری ذات شان بزرگی کی لائق ہے۔  
انسانی قول ٹھیک ہے ہم سب تیرے غلام ہیں۔ یا اللہ جس کو تو خطا کرتا ہے اس سے کوئی بچیں نہیں سکتا۔  
اور جس سے تو چھین لیتا ہے اسے کوئی دسے نہیں سکتا۔ تیرے دربار میں کسی کی بزرگی فسخ نہیں دیتی۔  
حضرت عطار رکوع اور سجدہ میں یہ پڑھتے تھے۔

سُبُوْحٌ قُدُّوسٌ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، تَسْبِيْحٌ وَحِيَّةٌ رَبِّیْ غَضِبَهُ  
پاک زالی ذات اللہ کی ہے جو کہ فرشتوں اور جبرائیل کا رب ہے، میرے رب کی رحمت اس کے غضب پر چھپا گئی ہے۔

علامہ محمد بن نصرؒ رکوع کی تمجید: سبحانک ونبی المظہم وجمداد احمد خالد مع  
خلوک حمد لا منتهی لہ دون علمک حید لا احث لہ دون  
مشیتک حمد لا ھمزاً لمتافہم الازمناء لک،

میرے رب کی ذات زالی اور عظمت والی ہے اس کی حمد اس کے ساتھ دائم اور اس کی حمد کا کوئی  
انتہا نہیں ہے۔ مولانا تیرے ارادے کا احاطہ کسی نے نہیں کیا، میں نہیں ہے تیری رحمت اصل ملاقات ہے۔

ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ میں نے عطار سے پوچھا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر کھڑے ہونے سے قبل کیا پڑھوں؟

میں فرضی نمازیں جب سورۃ پڑھتا ہوں۔ تو اکتا جاتا ہوں۔ کیونکہ میں تھک جاتا ہوں۔ کیا رکوع کے بعد اس سورۃ کا بقیہ حصہ پڑھ سکتا ہوں۔ یا وہ بقیہ حصہ سجدہ میں پڑھ لوں؟۔

عطاء فرما نے لگے میں قرآن کو سجدہ اور رکوع کی حالت میں پڑھنا مکروہ سمجھتا ہوں۔

سبحان اللہ لا الہ الا اللہ کی اجازت ہے۔ لیکن نقلی نمازیں قرآن پڑھنے کی اجازت ہے۔

عطاء فرمایا کرتے کہ میں نے عبید بن عمرؓ سے سنا تو وہ نقلی نمازیں۔ رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن

پاک پڑھتے تھے۔

## اونگھ اور سُستی کی حالت میں نماز مکروہ ہے

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس وقت نمازی اُونگھ رہا ہو وہ سو جائے۔ کیوں کہ اس کی ادائیگی الفاظ میں ممکن ہے۔ معافی کے بجائے اپنے نفس کے لئے یہ دعا نکل جائے۔

حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے میں نے کہا۔ کہ حضرت جی رات بھر نہیں سوتی۔ آپ نے سن کر فرمایا وہ عمل کر جس میں آسانی سے عمل ہو سکے کیونکہ تم تھک جاؤ گے اللہ تعالیٰ بالکل نہیں اکتاتا۔ محبوب دین کا عمل وہ ہے جس پر عملشکلی ہو۔

حوالہ بنت قویت نامی عورت بڑی عابدہ، شب بیدار تھی، آپ کو اس کے عمل کا تذکرہ کیا گیا جب اسے رات کو اُونگھ آتی تو وہ ایک رسی سے سر کے بالوں کو باندھ لیتی ہے جو اس کے گھر میں لٹکانی ہوتی تھی آپ نے فرمایا کہ جب طبیعت برداشت کرے اس وقت سویا کرو۔

اس حدیث بیان کر رہے تھے۔ ارشاد نبوی صلعم ہے کہ جب نمازی پراونگھ غالب آجائے وہ واپس جا کر گھر سو جائے۔

اس بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک گھر میں تشریف لے گئے وہاں دیکھا دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی تھی۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ رسی کیسی ہے جو اب دیا غلاں عورت جب تھک جاتی ہے تو سر کے بالوں سے رسی باندھ کر اللہ اللہ کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نشاط طبیعت میں نماز پڑھو۔  
ورنہ سو جاؤ۔

ابن ہریرہؓ بتاتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیند کی حالت میں تم پر قرآن پڑھنا دشوار ہو جائے

## رات کے نوافل پر نیند غالب آجائے

ابو درودار کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کے قیام کی نیت رکھتا ہے بستر پر آتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی تو اسے قیام کا ثواب مل جاتا ہے۔ اور اس کی نیند اس کا صدقہ ہوگی۔  
دوسری حدیث میں آپ نے یوں فرمایا جس نے نیت میں رات کا ایک لمحہ عبادت بھی رکھا رات کو سو گیا اسے رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اور نیند اس کی عبادت میں شامل ہوتی ہے۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس کا عمل عبادت کو عبادت کرنا۔ لیکن نیند غالب آگئی اور نماز نہ پڑھ سکا۔ اسے نماز کا ثواب ملے گا اور نیند ثواب میں ہوگی۔

## رات کی قرأت میں کیسے پڑھے

عمر بن خطابؓ فرمایا کرتے کہ جس سے اپنا وظیفہ یا تلاوت رات کو نہ پڑھی جا سکے وہ فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اسے رات کے عمل کا پورا ثواب ملے گا۔  
عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی سند حضور سے سنی ہے اور آخر میں اپنا عمل بھی یوں پیش کرتے تھے۔ جو شخص آپ کے وظیفہ اور عمل کو رات میں کسی عذر کی بنا پر نہ پڑھ سکا وہ زوال شمس سے لے کر ظہر کی نماز تک پڑھ لے۔ وہ ایسا ہی ہے جس طرح کہ اس نے وہ وظیفہ چھوڑا ہی نہیں ہے یا ایسے کہ اس نے پورا پالیا۔ یا اسے ظہر کی نماز سے قبل پڑھ لے وہ رات کی نماز کے برابر ہوگی۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا وظیفہ رات کو بیماری، ماورد وغیرہ کی وجہ سے نہ پڑھ جائے وہ دن کو ۱۲ رکعت نماز ادا کر لے۔  
حضرت عمرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ظہر سے قبل ۴ رکعت نماز ادا کر لے۔ وہ رات کی نماز کے ثواب کے برابر ہیں۔

عمید الرحمن بن تمیمؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی نماز رات میں شامل ہے۔  
حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جس نے دن پڑھے وظیفہ پڑھا اسے رات کے عمل کا ثواب ملتا ہے۔

عبدالرحمن بن مسعود فرماتے ہیں کہ دن کے نوافل ظہر سے قبل صرف چار ہیں جو انہیں پڑھے گا۔ اسے رات کی تہجد کا ثواب ملے گا۔

محمد بن عمر بن حزم فرماتے ہیں۔ علماء سلف جب رات کی نماز سے سو جاتے دن کو زوال سے پہلے پڑھ لیتے۔

ابراہیم نخعی ظہر اور عصر کے مابین کی نماز کو رات کی نماز سے تشبیہ دیتے۔ اگر کسی سے رات کا وظیفہ راجاتا تو طبیعت کے سردی پر دن کو پڑھ لیتا۔ یا اسے دوسری رات جا کر پڑھتا۔ اور اس میں اضافہ بھی کر لیتا۔ شبہ ظہر سے قبل کی نماز کو رات کی نماز کا درجہ دیتے تھے۔

ابن سیرین رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ صحابہ پچھلے پہر کی نماز کو پسند کرتے تھے۔ انس بن سیرین فرماتے ہیں کہ محمد بن سیرین کے پانچ وظیفے تھے جن کو وہ رات میں پڑھتا تھا اگر رات میں نہ پڑھ سکتا تو اسے دن میں پڑھ لیتے۔

حضرت حسنؓ۔ هو الذی جعل الیل والنهار خلقاً اللہ تعالیٰ نے رات کو در قائم مقام بنایا کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ کہ اگر رات کو وظیفہ نہ پڑھا جاسکے تو دن میں ادا کر لو اور اگر دن کو راجائے تو رات کو پڑھ لے اور اس کے بالعکس بھی جائز ہے۔ آپ سے یہ بھی منقول ہے۔ کہ اگر رات کا نہیں پڑھا جاسکا تو فجر کی دو رکعت قرأت لینی کر لے۔

حضرت صدیقؓ فرماتے طلوع فجر کے بعد دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتا ہے۔ ہشام بن عروہ فرماتے یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فجر کے بعد نماز نہیں ہے یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کے بعد بہترین وظیفہ ہے۔ فرماتے بعد نماز فجر کسی نماز کی رکاوٹ نہیں ہے۔

اسحاقؓ کہتے ہیں نے دیکھا حضرت ابی سعید خدریؓ فجر کی نماز کے بعد بہت نماز پڑھا کرتے ہیں۔ کہا آپ کے ساتھی تو صرف دو رکعت پڑھتے ہیں فرماتے لگے میں کثرت سجد کو پسند کرتا ہوں لوگ کہیں ان کی مرضی۔

حمادؓ طلوع فجر کے بعد صرف دو رکعت کی اجازت ہے۔ ہاں ان دو سنتوں میں قرأت کر نے کی اجازت ہے۔ لیکن یہ تیری مرضی پر ہے۔

ابو نضر مشہدیؓ فرماتے ہیں نے سعید بن عبدالعزیزؓ کو دیکھا ادھر فجر کی نماز کی تکبیر ہو رہی تھی اور

صاحبِ فجر کی دو رکعت پڑھنے میں مشغول تھے، اسے کسی نے کہا صرف دو رکعت کی اجازت ہے جواب دیتے اللہ تعالیٰ علی الصلوٰۃ، کیا تیرا خیال ہے اللہ تعالیٰ مجھے نماز پر عذاب دے گا۔

ترجمہ: سنتِ مطہر میں ہے کہ جب فرض نماز کی تکبیر ہو جائے تو کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

(بخاری ج ۱ مسلم ج ۱)

## طلوعِ فجر کے بعد صرف دو رکعت سنت کی اجازت ہے

سیار مولیٰ (غلام) ابن عمرؓ کا کہنا ہے کہ میں فجر کے بعد نماز پڑھ رہا تھا تو انہوں نے مجھے کنگر مارے اور کہنے لگے تو کتنی نماز پڑھنا چاہتا ہے میں نے کہا کہ مجھے کوئی پتہ نہیں ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرمانے لگے کہ کہتا ہے مجھے پتہ نہیں ہے کیا تمہیں معلوم نہیں آپ مسجد میں تشریف لائے اور میں نماز میں مشغول دیکھ کر غصہ میں آئے۔ کہنے لگے، حاضرین غیر حاضرین کو وہ بتادیں۔ کہ فجر کے بعد صرف دو رکعت کی اجازت ہے عمرو بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا فجر کی نماز پر فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ جب صبح صادق ہو جائے، صرف دو سنت پڑھ سکتے ہو۔ اور نماز کی اجازت نہیں ہے۔

عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا بعد طلوعِ فجر صرف دو سنت کی اجازت ہے۔ عمرو بن خطابؓ مسجد میں تشریف لائے لوگوں کو دیکھ کر وہ فجر کے بعد پڑھ رہے تھے فرمانے لگے کہ صرف دو سنت کے علاوہ کسی نفل کی اجازت نہیں ہے اگر میں اس سے قبل آتا تو کوئی حادثہ ہوتا۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطار سے کہا کیا آپ طلوعِ فجر کے بعد نماز مکروہ جانتے ہیں آپ نے جواب دیا صرف فجر کی دو سنت کی اجازت ہے۔

سلیم مولیٰ سعد کہتے ہیں میں نے مسجد میں بعد نماز فجر اگر نماز پڑھتی شروع کر دی اور ابن عمرؓ مجھے کہنے لگے یہ نماز کیسی ہے میں نے کہا کل میں نے دو رکعت نہیں پڑھی تھیں، بعد آپ فرمانے لگے صرف دو رکعت ہی کی اجازت ہے۔

ایک بدوی نے بعد طلوعِ فجر بہت رکعتیں پڑھنی شروع کر دیں۔ ابن عمرؓ نے اسے کہا کہ فجر کے بعد صرف دو رکعت کی اجازت ہے۔ پھر دن پڑھے جو تجھے تو فنی ہو پڑے۔

صحابہؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا آپ نے ایک بدوی کو دیکھا کہ وہ بہت رکعتیں طلوعِ فجر کے بعد پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اس کا پیرا پیرا کھینچا اور کہا کہ صرف دو رکعت کی اجازت ہے۔

ابن عمر کا قول ہے کہ بعد طلوع فجر صرف دو رکعت ہیں۔

طاؤس بن جابر اور ابن عمر سے یہی قول نقل کرتے ہیں کہ طلوع فجر کے بعد دو رکعت سنت ہے۔

عمرو بن مڑہ کہتے ہیں مدینہ میں تھا جو شہد بن جابر آیا میں رات کو نوافل نہ پڑھ سکا مجھے سعید بن مسیب دیکھ کر

کہنے لگے یہ نماز کیسی ہے میں نے بتایا کہ رات بیماری کی وجہ سے پڑھ نہ سکا تھا یہ وہ ہے آپ نے فرمایا اس

وقت صرف دو رکعت کی اجازت ہے۔

ابو جابر کہتے ہیں۔ سعید بن مسیب نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بعد طلوع فجر نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اسے

سبح کیا اس نے جواب میں کہا تجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس نماز پر عذاب دے گا فرمانے لگے

ہاں تجھے عذاب ملے گا سنت کی خلاف ورزی کرنے پر۔

تقاہ کہتے ہیں کہ حمید بن عبد الرحمن علاء بن زیاد دونوں بعد طلوع فجر دو رکعت سنت کے علاوہ مکروہ

جاتے تھے۔ حضرت تقاہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت حسن سے پوچھا وہ فرمایا نے لگے میں مکروہ جانتا ہوں

لیکن آنحضرت صلعم سے میں نے حدیث نہیں سنی۔

اسی موضوع پر حدیث بے شمار ہیں۔ (ترجمہ)

## تجدد کا سفر میں ادا کرنا

ابو ذر بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۳ آدمیوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے

۱۔ ایک وہ آدمی جس نے محض رضا الہی کے لئے سوال کیا۔ قربت کا واسطہ اس نے نہ دیا۔ انہوں نے اس کی

امداد نہ کی اور وہ پہلا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس مقام سے دیتا ہے جہاں کا اسے خیال ہی نہ تھا۔

۲۔ وہ آدمی جس نے ایک لشکر میں مل کر کفار سے جنگ کی ساتھی شکست کھا گئے لیکن اس نے واپس

آکر دوبارہ حملہ کیا۔ جس سے علاقہ فتح ہو گیا یا یہ شہید ہو گیا۔

۳۔ ایک قوم نے رات کے ابتدائی حصہ میں سفر کا آغاز کیا۔ ان کا سفر لمبا ہوا انہوں نے راستہ

میں پراڈ (قیام) ڈالا۔ یہ لوگ سب سو گئے لیکن ایک اللہ کا بندہ قرآن پاک پڑھتا رہا اور اللہ تعالیٰ

کے ساتھ اپنی کہانی کرتا رہا۔

حضرت ابو ذر نے حدیث بیان کی جس کی سند آنحضرت صلعم سے بیان کی اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے

محبت کرتا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ ایک وہ شخص ہے جس نے اپنا سینہ دشمن (کفار) کے سینہ میں مقابلہ پیش کیا، اس نے اس نے

جام شہادت نوش یا غازی بنا۔

۲۔ ایک قافلہ سفر کے لئے روانہ ہوا۔ قافلے والے رات کو سو گئے۔ لیکن ایک اللہ کا بندہ

خلوت میں خدا کو یاد کرتا رہا اور سفر کے لئے انہیں اس نے بیدار بھی کیا۔

۳۔ ایک آدمی جس کا پڑوسی تکلیف دیتا رہتا ہے۔ لیکن وہ اس کی تمام تکالیف پر صبر کرتا ہے۔

حتیٰ کہ یہ فوت ہو گیا یا مکان بھجور گیا اس کا دفاع تک نہیں کیا اور جس سے بغض رکھتا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ تاج بہت قسم کھانے والا۔ ۲۔ بخیل احسان جتانے والا۔ ۳۔ فقیر متکبر۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عمرؓ سفر میں رات کو نوافل اور وتر پڑھتے تھے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ

کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے دو رکعت اور دو سنت قرار دیا ہے۔

شعبی کہتے ہیں ابن عباسؓ نے کہا دو سفر میں سنت ہے۔

حمید بن عبد الرحمنؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا میں سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا جائزہ لوں گا۔

چنانچہ اس نے دیکھ کر بتایا آپؐ تھوڑی سو کر بیدار ہوئے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر۔ سورہ آل عمران دینا ما

خلقت هذا انا انك لا تخلف الميعاد عا آیات تلاوت کیا۔ پھر مسواک کیا اٹھایا پھر وضو

کر کے اللہ اللہ کرتے رہے اور نماز پڑھی۔ پھر آپؐ لیٹ گئے یہ عمل کئی بار آپؐ نے رات میں کیا۔

عبد اللہ بن بیان کہتے ہیں کہ میرے والد صاحبؓ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو رات کو اپنی

سواری پر نفل پڑھتے رہے سواری کا ایک طرف رخ نہ تھا۔ ابن عمرؓ سفر میں فرائض سے قبل اور بعد سنتیں اور

نوافل یا سوا فجر کے نہ پڑھتے تھے۔ ہاں رات کے نوافل سواری پر پڑھ لیتے تھے۔ اس کے رخ کا تین نہ ہوتا تھا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا سفر کیا آپؐ ساری رات اپنی سواری پر نماز

پڑھتے تھے۔

عبد اللہ بن بیان  
عبد اللہ بن عباس  
عبد اللہ بن عمر  
عبد اللہ بن مسعود  
عبد اللہ بن مسعود  
عبد اللہ بن مسعود

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ رات کی نماز میں بڑھاپے کے عالم میں بیٹھ جاتے۔ یہ بیٹھنا کافی دیر تک

رکعتے۔ ہاں جب صرف ۳۰، ۴۰ آیات باقی رہتی ہوں، کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے۔  
 جابر بن عمرؓ کہتے کہ آنحضرت ﷺ وفات تک بیٹھ کر نماز پڑھتے رہے (مرض کی حالت میں)  
 حضرت عائشہؓ فرماتیں۔ آپ ۹ وتر اس طرح پڑھتے ۸ رکعت میں نشہد بیٹھ جاتے۔ اللہ کی حمد اور ذکر کرتے۔  
 نویں رکعت میں سلام پھیر لیتے۔ پھر ذکر کرتے بعدہ آپ کا سلام میں سنائی دیتا، پھر آپ دو رکعت آخروں میں بیٹھ کر  
 پڑھتے۔ یہ حالت آپ کی کمزوری اور بڑھاپے کی بنا پر تھی۔ کبھی اس تعداد کے دوران بھی میں نشہد پڑھتے پھر ساتویں پڑھ لیتے۔

## نفل نماز کھڑے ہو کر ادا کرنا

عبداللہ بن شعیبؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے آپ کی رات کی عبادت کی تفصیل پوچھی، مائنی صاحبہؓ  
 نے جواب میں کہا رات کا اکثر حصہ بیٹھ کر ادا کرتے اور اکثر حصہ کھڑے ہو کر پڑھتے۔ جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع  
 بھی اسی حالت میں کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی اسی حالت میں کرتے۔

ام سلمہؓ نے بتایا۔ آپ فرض نماز کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے لیکن رات کے نوافل بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور  
 اس عمل کو پسند کرتے جس پر شکی ہو۔

ام سلمہؓ کہتی ہیں آپ وتر کے بعد خفیف دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتے۔

حضرت حفصہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے گھر وفات سے پہلے ایک سال یا دو سال دیکھا آپ رات کے  
 نوافل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اور قرأت میں تریں کرتے۔

ابو امامہؓ بیان کرتے آپ ۹ وتر پڑھا کرتے تھے لیکن جب کمزوری غالب آگئی اور تقاہرت جسم پر چھا گئی۔  
 سات وتر پڑھتے۔ بعدہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتے۔ پہلی رکعت میں سورہ زلزال اور دوسری میں کافرون پڑھتے۔  
 انسؓ کہتے ہیں کہ آپ دو رکعت بعد وتر بیٹھ کر پڑھتے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور زلزال، دوسری میں  
 سورہ فاتحہ اور کافرون۔

منصورؓ کہتے ابراہیمؓ کہا کرتے تھے نفل نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت کھڑے ہو کر پڑھو اور بعدہ بیٹھ کر پڑھو۔  
 لیکن فرمایا کرتے پہلے نوافل کھڑے ہو کر ادا کرو اور بعدہ بیٹھ کر پڑھو۔ لیکن یوں بھی کہا کرتے کہ جس طرح  
 شروع کرو اسی طرح پڑھو۔ اگر شروع کی ہے کھڑے ہو کر تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرو۔  
 شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رکعت کھڑے ہو کر اور ایک بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔



ہشام فرماتے ہیں کہ جب آدمی شروع نماز بیٹھ کر کرے تو پوری کھڑے ہو کر کرے اور اگر شروع کھڑے ہو کر کرے تو پوری اس کی مرضی پر موقوف ہے جس طرح چاہے کرے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطار سے کہا میں نماز کھڑے ہو کر شروع کرتا ہوں۔ بیٹھ کر پوری کر لوں؟ رکوع اور سجدہ بھی بیٹھ کر؟ فرمانے لگے کہ جائز ہے طاق رکعت میں بیٹھنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر میں نماز قیام کی حالت میں شروع کر دوں پھر بغیر رکوع اور سجدہ کے کر لوں جائز ہے؟ کہنے لگے ہاں۔ کیونکہ اب تو وتر کی حالت میں نہیں ہے۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھ سکتا ہوں؟ فرمانے لگے کہ دو سجدہ ہو کر نئے پڑیں گے۔ ہاں تجھے دو رکعت میں بیٹھنے کی اجازت ہے۔

زعفرانی فرماتے ہیں کہ امام شافعی فرماتے تو اہل کھڑے ہو کر شروع کرے اور بیٹھ کر پڑھ لے اور اس کے بالعکس بھی کر سکتا ہے۔

اور اس پر یہ دلیل پیش کرتے کہ رسول کریم صلعم بیٹھ کر پڑھتے جب سورت سے صرف ۳۰ یا ۴۰ آیات باقی رہیں تو کھڑے ہو کر نماز پوری کر لیتے۔ (عائشہ رضی)

اس پر امام شافعی فرماتے جب افتتاح بیٹھ کر جائز ہے تو افتتاح کھڑے ہو کر بھی جائز ہے پھر بعدہ بیٹھ کر پورا کر لیتے۔

علامہ محمد بن نصر کی رائے نفیس یہ ہے ارشاد باری تعالیٰ فتوصلنا قانتین (اللہ کی رضا کے لئے قنوت کرنا) اس آیت کریمہ میں قیام کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور اس پر رسول کریم صلعم کا حکم ہے نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔ اگر اس کی استقامت نہ ہو تو بیٹھ کر۔ جمہور علماء کا اتفاق فیصلہ ہے کہ فرضی نماز کھڑے ہو کر ادا کی جائے ہاں جبوری کی حالت اس سے خارج ہے۔

رہا نوافل کا مسئلہ وہ آنحضرت صلعم سے دو طرح ثابت ہے بیماری اور بڑھاپے سے قبل کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ بعدہ قیام اور جلوس دونوں صورتوں میں پڑھتے تھے۔ اس پر ارشاد نبوی صلعم۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بالنبوت کھڑے ہو کر ادا کرنے کے اذکار (پہلے حصہ ملتا ہے۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کے پاس آیا تو آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے ہاتھ

آپ کے سر پر رکھ دیئے۔ بعدہ فرمانے لگے عبداللہ کیا بات ہے۔ میں نے جواباً کہا حضرت مجھے حدیث بتائی گئی ہے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نماز کا پورا ثواب ملتا ہے فرمایا جی ہاں بالکل ٹھیک ہے لیکن میں تمہارے جیسا نہیں ہوں (یعنی

مجھے پورا ثواب ملتا ہے)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدمی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدمی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص لیٹ کر پڑھے اسے بیٹھ کر پڑھنے کا آدھا حصہ ثواب کا ملتا ہے۔

حضرت انسؓ نے بھی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدمی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ عبد اللہ بن یحییٰ فرماتے ہیں حضرت ابن عمرؓ کی طرف سے منسوب تمام احادیث صحیح ہیں۔

ابن جبریحؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عطاء سے کہا کیا میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہوں یعنی رکوع اور سجدہ بھی اسی حالت میں کر سکتا ہوں مجھے ایسا کرنے کی وجہ (بیماری) کوئی نہیں ہے انہوں نے فرمایا ٹھیک ہے یہ معنی ہے کہ آپ حصہ کا ثواب ملتا ہے۔

محمد بن نصرؓ آپ کے قول کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی بجائے بیٹھ کر پڑھنے سے آپ حصہ ثواب ملتا ہے آپ فرماتے ہیں یہ سکہ صرف نفل نماز تک محدود ہے۔ اس شکل میں ہے کہ آدمی بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اسے قیام پر بھی قدرت ہے۔ یہ حالت بڑھاپے یا مرض میں جائز ہے تو اس شخص کو بیٹھ کر پڑھنے میں سہولت ہوگی۔ اور طاقت زیادہ کر سکے گا۔ اور اگر اس پر قیام کو فرضی قرار دیتے اور قعود کی سہولت نہ دیتے تو وہ آدھا حصہ سے محروم رہتا۔

رہا فرائض کا معاملہ اگر کوئی شخص کھڑے ہونے کی قدرت رکھتا ہے اور پھر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔ اگر قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ تو اسے ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا ملے گا۔ نفل پڑھنے والے کو اختیار ہے وہ جس طرح چاہے نماز پڑھے لیکن خیال رکھے اگر وہ نوافل قیام کی شکل میں ادا کر سکتا ہے تو ثواب پورا حصہ ملے گا۔

ہاں اگر اسے واقعہ قیام کی قدرت نہیں ہے تو اسے پورا ثواب ملے گا۔

ام سلمہؓ صحیحی کی نماز آٹھ رکعت بیٹھ کر پڑھتی تھیں۔ کسی نے آپ سے کہا حضرت عائشہؓ تم رکعت ادا کرتی تھیں۔ موصوف نے جواب دیا، عائشہؓ نے جو ان سے اور ساتھ ہی بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدمی نماز کا ثواب ملتا ہے۔

## نازی کا قرأت کی حالت میں بیٹھا

ابو عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی کیفیت پر واضح کوئی حدیث نہیں ملتی جس کی سند صحیح ہو۔ ہاں حفص بن غیاث کی روایت ملتی ہے اس میں بھی خطا ہے۔ اس میں تبرع (چوڑھی کا ذکر نہیں ملتا) عبد اللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بتایا۔ آپ کی رات کی نماز قیام اور کبھی بیٹھنے کی حالت میں ہوتی تھی۔

وہ احادیث جن میں ذکر ملتا ہے کہ آپ نماز بیٹھ کر تبرع (چوڑھی) کی شکل میں پڑھتے تھے، وہ دہم اور غلطی پر مبنی ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عمل اور حکم ثابت نہیں ہے۔ ہاں مجاہد کہتے ہیں سعید بن جبیرؓ نے ہمیں بتایا کہ قاعد (بیٹھنے والے) کی نازیہ ہے کہ وہ اپنے قیام میں چوڑھی کی طرز اختیار کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جلوس (بیٹھنے) کی کوئی صحیح کیفیت منقول نہیں۔ اگر ہوتی تو صحابہ کرام بیان کرنے میں غفلت نہ برتتے۔ یہ نازی کی مرہنی پر موقوف ہے جس طرح اس کی طبیعت برداشت کرے اسی طرح پڑھ لے۔

ہاں تابعین اور سلف صالحین سے چوڑھی مار کر بیٹھنا اور ٹیک لگا کر بیٹھنا جائز ہے۔

## نازی میں تبرع (چوڑھی) مار کر بیٹھنے کا ثبوت ملتا ہے

ساک کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کو نماز میں چوڑھی سے بیٹھے دیکھا۔

ابو رحال بن عبیدہ بتاتے ہیں نے انس بن مالک کو کوفہ کی مسجد میں اس حالت میں دیکھا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ سعید بن جبیرؓ نے کہا کہ اس کا قیام چوڑھی مارنا ہے۔

حضرت مجاہد نماز میں چوڑھیاں مار کر بیٹھتے تھے اور اس کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

ابراہیمؓ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے اپنے قیام میں چوڑھی مارتے۔

جرید بن حازم کہتے ہیں کہ ابن میرینؓ صحیحی الکی نماز چوڑھی مار کر پڑھتے تھے اور قرآن مجید اپنے سامنے رکھتے۔ جب انہیں کسی آیت میں شک پڑتا تو اس سے دیکھ لیتے تھے۔

عبید اللہ بن ابی زیاد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطار کو دیکھا۔ وہ چوڑھی مار کر نماز پڑھتے تھے۔

سلیمان بن لیث کہتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبد اللہ سے ملاقات کی وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

قیام تربع (چو کڑی) کی شکل میں کرتے اور بیٹھ کر گھٹنوں کے بل بیٹھتے۔

سعید بن قوری فرمایا کرتے تھے کہ جب آدمی بیٹھ کر نماز پڑھتے تو اپنے قیام میں چو کڑی مار لے سجدہ کی حالت میں اپنے پاؤں کو موڑ لے۔

عبدالرحمن بن ہدی کہتے ہیں۔ میں نے مالک کو دیکھا وہ قیام اور رکوع میں چو کڑی مار کر بیٹھتے اور سجدہ میں اپنے پاؤں کو پھیر لیتے۔

## تربع نماز میں مکروہ ہے

ابن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ چو کڑی مار کر نماز پڑھنے سے گرم پتھروں یا آگ کے چنگاروں پر بیٹھنا بہتر ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا وہ نماز چو کڑی مار کر پڑھتے تھے میں نے ایسا کہنا شروع کیا مجھے کہنے لگے نماز میں سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر لے اور بائیں پاؤں کو موڑ لے، میں نے کہا حضرت آپ ایسا کیوں نہیں کرتے فرمانے لگے کہ میری ٹانگیں کام نہیں کرتیں۔  
حکم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کہا کرتے تھے چو کڑی نماز میں مکروہ ہے۔ حکم تربع فی الصلوٰۃ کو جائز کہتا تھا (یعنی نماز میں چو کڑی مارنا)

ابو بکرؓ کہتے ہیں ابن سیرینؒ نماز میں چو کڑی مارنے کو مکروہ کہتے تھے۔  
حضرت عطاءؒ فرماتے بڑھے شخص کے لئے نماز میں تربع (چو کڑی) مارنا جائز ہے۔

## اعتبار کی حالت میں نماز پڑھنا

اعتبار کی شکل یہ ہے کہ گھٹنے کھڑے ہوں اور پاؤں زمین پر ہوں اور ہاتھ پینڈلی پر رکھے ہوں۔  
سعید بن مسیبؓ اعتبار سے نماز پڑھتے تھے۔  
ہشام بن عودہؓ عروہ اعتبار سے نماز پڑھتے تھے۔

طلحہ بن یحییٰؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن عبدالرحمنؓ کو دیکھا وہ اعتبار سے نماز پڑھتے۔ مشی بن طلحہؓ بھی ایسا کرتے تھے۔

حسن بن عمرو کہتے ہیں سعید بن جبیر جب رکوع کرتے تو اعتبار کھول لیتے۔ پھر رکوع کرتے تھے۔  
عبادہ کہتے ہیں میں نے عمرو بن عبدالعزیز کو اعتبار کی شکل میں نماز پڑھتے دیکھا۔  
حسن بن عبادہ کو کدو نہ جانتے آپ نقل نماز اعتبار کی حالت میں پڑھتے۔  
ابراہیمؓ۔ اس حالت کو محبوب نہ جانتے تھے۔

حضرت عطاء فرمایا کرتے کہ نقل نماز چوڑی مار کر اور اعتبار (بکلی) مار کر پڑھتے۔ سعید بن جبیر اس کو کدو  
کہتے تھے۔

بلکہ اعتبار کی حالت میں نماز پڑھنے کو کدو نہ جانتے تھے۔

## تشہد کی حالت میں نماز میں بیٹھا

عام کہتے ہیں۔ کہ ابن مسیرینؓ نماز جب بیٹھ کر پڑھتے تو تشہد کی طرح بیٹھے۔  
جہاد کہتے ہیں۔ مجھے سعید بن جبیرؓ نے تعلیم دی۔ کہ قاعد کی نماز یہ ہے۔ چوڑی کی طرح بیٹھے۔ پاؤں کو  
سورہ کر بیٹھے۔ دائیں کو کھڑا کر لے اور بائیں کو موڑ لے اسے ایسا کرنے میں اختیار ہے۔  
حمید طویل کہتے ہیں نے بکر بن عبداللہ کو دیکھا وہ چوڑی اور ٹیک لگا کر نماز پڑھتا۔

## چوتھیں پڑھکر پاؤں لٹکا کر نماز پڑھے

ابی بزرہؓ کا تمہا تھا اس پر بیٹھ کر ٹانگیں لٹکا کر نماز پڑھتا۔

علامہ ابن محمد نصر کہتے ہیں۔ جس نے نماز کو بیٹھنے کی اجازت دی ہے قرأت کی حالت میں، جس طرح  
تشہد میں آدمی بیٹھا ہے۔ اور مسجد میں، اس کا منشا یہ ہے کہ تشہد اور مسجد میں بیٹھا سنت نبوی مسلم ہے۔  
علامہ کرام کا اتفاق مسک ہے۔ کہ جو شخص بیٹھ کر نقل پڑھنا چاہتا ہے وہ قرأت بھی بیٹھ کر کرے گا۔ اور اس کا یہ معاملہ  
تشہد جیسا ہو گا کیونکہ وہ اپنی نماز کو تشہد کی منتقلی دے رہا ہے۔

تشہد کی طرح نوافل پڑھنا یہ تو واضح، انکسار پر مبنی ہے۔ اس بنا پر انہوں نے چوڑی اور اعتبار کو پسند  
کیا ہے مرض اور عارضہ کی بنا پر۔ کیونکہ ایسا کرنا نماز کے لئے ہر لحاظ سے آسان ہے۔  
(اعتبار اور تربع) چوڑی، بالکل مارتا جس نے اختیار کیا ہے اس نے خدائی قانون کو سامنے رکھا ہے۔

قرأت حالت قیام میں، تشهد حالت جلوس میں، تسبیح حالت رکوع اور سجود میں ہر نماز کی حالت میں کیفیت اور ہے۔ اب نماز کی مرضی پر موقوف ہے وہ جس حالت میں چاہے پڑھے۔  
میرے نزدیک پسندیدہ امر یہ ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں قرأت کرے۔ جیسے وہ تشهد میں بیٹھتا ہے۔  
چوکرسی اور اعتبار سے اسے سہولت مل جائے گی۔ عمار سلف نے چوکرسی کو ناجائز قرار دیا ہے۔  
ساک کا واقعہ ہے کہ ابن عمر نے چوکرسی سے نماز پڑھی تھی۔ وہ عارضہ کی وجہ سے تھا۔  
تربیع اور اعتبار والی ساری روایات راویوں کے صنف پر ہے۔

## اعتبار اور چوکرسی والے کے رکوع اور سجدہ کی حالت

ابن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کو میں نے دیکھا آپ چوکرسی مار کر نماز پڑھتے جب تھک جاتے پاؤں کو ایک طرف موڑ لیتے۔ سعید بن جبیرؓ بھی ایسا کرتے تھے۔  
مجاہدؓ کہتے ہیں۔ سعید بن جبیرؓ میں محمدؐ ہی تعلیم دیتے، مجاہد کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔ ابراہیمؓ بھی اس پر عمل کرتے۔  
عمار کے ایک طبقہ نے اس عمل کو پسند کیا ہے۔ اس گروہ میں مالکؓ اور سفیان ثوریؓ بھی ہیں۔  
سعید بن مسیبؓ بھی اس پر اکتفا کرتے تھے۔  
سعید بن ابراہیمؓ اسی طرح نماز پڑھتے۔

سفیانؓ کہتے ہیں کہ اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو چوکرسی لگائے پھر ایسی حالت میں قرأت کرے کہ جب سجدہ کرتے لگے تو پاؤں کو موڑ لے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے اسی طرح تیاری کر لے۔  
ابن قاسمؓ کہتے ہیں کہ امام مالکؓ سے سوال کیا گیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے آپ نے جواب دیا قیام اور رکوع میں چوکرسی مار لے اور جب سجدہ کرنے لگے تو سجدہ والی حالت بنا لے اور اپنے پاؤں کو موڑ لے۔ بیٹھنے والی کی طرح چوکرسی مار لے۔ کیا وہ اپنے پاؤں کو موڑ لے۔ اس پر یہ عمل ہے کہ اگر دشوار نہ ہو تو ایسا کر لے اور اگر دشوار ہے تو اشارہ سے سجدہ کر لے۔ محل سے بجا وہ مراد ہے یا وہ لکڑی جس کے مہار سے آدمی نماز پڑھے یا آدمی پاؤں کے آگے سے پڑھا پڑھے۔

ابن داؤد سلیمان بن اشعث کہتے ہیں میں نے احمد بن حنبلؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا چوکرسی سے نماز پڑھے رکوع کے وقت اپنی ٹانگ کو موڑ لے۔ چوکرسی کی حالت میں رکوع نہ کرے۔

امام اسحاق کا قول ہے۔ کہ نوافل پڑھنے والا طبیعتاً نوافل پڑھے۔ لیکن عمدتاً یہ طریقہ اختیار نہ کرے مرنے پر پاپا یا اور کسی عذر کے پیش نظر کر سکتا ہے۔ نفل نماز اختیار اور ترجیح کی شکل میں پڑھ سکتا ہے۔ یا جیسے فرضی نماز کا تشہد کرنا ہے۔ چوڑھی کی حالت میں اس کی فرضی نماز بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے جب رکوع کرنے لگے تو اپنا پاؤں موڑ لے، پھر رکوع کرے۔ رکوع کرتے وقت اور سجدہ جاتے وقت اپنے ہاتھ اٹھائے۔ جس طرح کہ قیام میں رفع ایمن کیا جاتا ہے۔

جب آدمی اختیار سے نماز پڑھے اپنی اس حالت کو کھول دے پھر رکوع کرے اور سجدہ کرے اور جب جلسہ استراحت کرے پھر اختیار کر لے۔

تمت قیام اللیل — ۱۴۹

## تذکرہ قیام رمضان

### رات کو نفل نماز پڑھنا اور دن کو باجماعت ادا کرنا

عبداللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے اپنی خانہ (میمونہ) کے پاس گزاری۔ میں نے رات کو آنحضرت کے نوافل کا جائزہ لیا۔ رات کو بیدار ہو کر مشک سے پانی لے کر وضو کیا۔ چنانچہ میں نے بھی وضو کیا۔ میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ اور آپ نے میرے کان سے پکڑ کر مجھے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ یہ سارا واقعہ نفل نماز کا تھا۔ حضرت عطاءؓ سے کسی نے سوال کیا تھا۔ کہ نفل نماز باجماعت ہو سکتی ہے؟ آپ نے بطور دلیل حضرت ابن عباسؓ والا سارا واقعہ سنایا تھا۔

سیدنا عمر بن خطابؓ نے ماہ رمضان میں لوگوں کو مسجد میں دیکھا وہ علیحدہ علیحدہ نوافل پڑھ رہے ہیں۔ کسی کے پاس قرآن کا قاری بھی نہیں ہے۔ وہ ایک عام آدمی کو کھڑا کر کے اس کی اقتدار میں نوافل ادا کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ مسجد نبوی میں ہو رہا تھا۔ آپ نے انہیں ایک قاری کی قیادت میں اکٹھے ہو کر نماز کے لئے جمع کر دیا۔ صلوٰۃ ایچ اس۔ دور کھت میں۔ رکوع کرنا ایسا کرنا جائز ہے حضرت عطاءؓ نے جواب دیا جائز ہے۔ (کسوف والی نماز مراد ہے)

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کے ساتھ مل کر نماز ادا کی اور حضرت عائشہؓ ہمارے پیچھے نماز ادا کرتی تھیں۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں۔ میں اور ایک یتیم (نابالغ) نے آنحضرت کے پیچھے نماز باجماعت ادا کی۔ اور میری والدہ ہم دونوں کے پیچھے نماز باجماعت ادا کر رہی تھیں۔

علامہ ابن نصر فرماتے ہیں۔ کہ اصحابِ راستے نے نوافل کی جماعت کو مکروہ جانا ہے صرف صلوة کسوف اور قیام رمضان کو جائز کہا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں۔ کہ ان کا یہ کہنا خلاف سنت ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر رمضان دن اور رات کو جماعت کرنا ثابت ہے۔ اور اس پر کثیر صحابہ کا عمل ثابت ہے۔

عبید اللہ بن عبد اللہؓ بتاتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کے پاس دوپہر کو گیا۔ حسن اتفاق سے آپ نوافل ادا کر رہے تھے۔ میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب ترتیب کر دیا۔ بعدہ آپ کا یہ غلام آیا۔ میں اور غلام آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

ابی عبیدہ بن عبد اللہؓ کہتے ہیں۔ کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ مسجد میں گیا لوگ اپنی صفیں بانڈھ رہے تھے میرے والد نے مجھے (حسن) چوکامارا اور کھینچ لیا۔ اپنے دائیں پہلو کھڑا کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ بعدہ صف میں شامل ہو گئے۔

ہشام بن عروہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عبد اللہ بن زبیرؓ کو دیکھا مسجد حرام میں وہ نوافل کی جماعت کر رہے تھے اور آپ کی اقتدا کرنے والے شیوخ، اصحاب فقہ اور مدین تھے وہ بھی اس کو احسن جانتے تھے۔

ہشامؓ کہتے ہیں امام فرض نماز ادا کر کے فارغ ہو جاتے تو لوگ اپنے گھروں میں چلے جاتے۔ نوافل پھر جماعت سے یوں ادا کئے جاتے یہ گھر پڑھتے اور وہ مسجد میں ادا کرتے لیکن لوگ امام کی اقتدا کرتے۔ حضرت عروہؓ اس پر عمل کرتے اور اسے احسن قرار دیتے۔

محمد بن نصرؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے احادیث کو کتاب رض الیدین میں بہت بیان کی ہیں۔

حضرت امام مالکؓ کا یہی فتویٰ ہے کہ نوافل کی جماعت کرانے میں کوئی قیاحت اور حرج نہیں ہے۔

## قیام رمضان میں ترغیب اور فصیلت کا بیان

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کے حصول کی بنا پر کیا۔ اس کے سابقہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ (ابی ہریرہؓ) مشکوٰۃ ج ۱

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں آپ اس ماہ کے قیام کی ترغیب دیتے، حکم نہ کرتے تھے۔



ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ آپ کی زندگی اور توفات اور خلافت صدیقی اور ابتدائی ایام خلافت اسی طرح رغبت رمضان بغیر اور ذکر کے قیام کا معاملہ رہا۔

عبدالرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کا ذکر کیا۔ کہ اس ماہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور میں نے مسلمانوں کے لئے اس کا قیام مسنون قرار دیا ہے جس نے اس کے روزے اور قیام کیا وہ گناہ سے ایسا پاک ہوتا ہے جس طرح کہ آج بچہ اپنی والدہ کے بطن سے بے عیب پیدا ہوا ہے۔

ابن ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ جس نے رمضان کا قیام کیا اور روزہ رکھا۔ اور لیلة القدر کی راتوں میں قیام کیا اس کے ہر عمل پر سارے سابقہ گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے خطاب میں اکتالیس خطابتیں کیں۔

الحمد للہ! دوستو! اس ماہ مبارک کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کا قیام فرض نہیں ہے۔ اس کلام سے محتاط رہنا کہ فلاں روزہ رکھے تو میں رکھوں گا ورنہ نہیں۔ اسی طرح افطاری پر یہ کلمات نہ کہے کہ اگر فلاں افطار کرے تو میں کروں گا۔ یرمت کہنا۔

ایک دوسرے خطاب میں تفصیل ہے۔ کہ اس ماہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کا قیام فرض نہیں کیا جس کی مرضی ہو قیام کرے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے چونکہ یہ نوافل خیر سے بھرپور ہیں۔ شہادت بانی۔ من تطوع خیراً فهو خیر لہ (نفل میں فائدہ ہی فائدہ ہے) جس میں قیام کی طاقت نہیں ہے وہ بستر پر آرام کرے۔ یہ الفاظ کہنے سے گریز کرے کہ فلاں روزہ رکھے گا تو میں رکھوں گا۔ اور فلاں کی افطاری پر میں افطار کروں گا اور فلاں کے قیام پر میں قیام کروں گا۔

روزہ اور قیام محض رمنازلہئی کے لئے ہیں۔ مساجد العیرہ کو لغوبات سے پاک رکھو اور اسے اس بات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ جب تک آدمی نماز کے انتظار میں ہے وہ نماز میں ہے۔

ابن سعید رمضان کی آخری رات میں نکلتے اور منادی کرتے تاکہ ہم اس خوش قسمت کو اس مقبول رات میں مبارک دیتے ہیں اور کون محروم بد قسمت ہے جس کی یہ رات خالی چلی گئی ہم اس کو پیغام تعزیت دیں۔ ایسے خوش قسمت رات کو عمل کرنے والے اپنی سہولت اور آسانی کے لئے سنا بان تیار کر لے۔ اسے بد قسمت اپنی مصلحت کی تلافی کے لئے اللہ کو راضی کر لے۔

عمر بن عبدالعزیز نے عید الفطر کے موقع پر خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا کے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کے قیام کو سنت قرار دیا ہے۔

صبح کے وقت فرماتے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا فیصلہ کر لیا۔ ہمارے رب کی صفت محمود ہے اس رات میں صدقہ کیا کرو۔

حجاج بن یوسفؒ ماہ رمضان میں کہا کرتے تھے۔ کہ رمضان المبارک کی ہر رات لیلۃ القدر نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ہر رات متعین ہے۔

ابن عونؒ رمضان المبارک میں اپنا مصیٰی لاتے اور اسے مسجد میں بچھاتے بعد اپنے بچوں سے کہتے کہ۔۔۔ رمضان کے بعد تمہیں کیا کچھ ملے گا اور پھر آپ بالکل اس ماہ مبارک میں نہ سوتے تھے۔

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رمضان میں نقلی نماز جماعت کا کرنا

حضرت عائشہؓ نے بیان کرتی ہیں کہ لوگ مسجد میں گروہ درگروہ کی شکل میں نماز پڑھتے کہیں پانچ کی جماعت اور کہیں چھ کی جماعت ہو رہی ہے اور کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کر رہے تھے۔ مجھے ایک رات آپ نے دیکھا کہ آپ کے حجرہ پر چٹائی ڈال دی گئی بعد آپ مسجد میں عشاء کی فرضی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ لوگ نوافل کے لئے مسجد میں جمع ہو گئے۔ آپ نے ان کو طویل قیام کرایا۔ پھر آپ فارغ ہو کر تشریف لائے اور چٹائی اس طرح رکھی گئی۔ صبح لوگوں کی زبان پر آپ کی زبان کا تذکرہ تھا۔

دوسری شام لوگوں کے اجتماع سے مسجد کھچا کچھ بھری تھی آپ نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھائی پھر آپ نے گھر تشریف لے گئے۔ لیکن لوگ بدستور مسجد میں رہے۔ آپ نے مجھے کہا عائشہؓ! لوگوں کو آج کیا عارضہ پیش آیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ لوگوں نے گزشتہ رات آپ کی نماز کا تذکرہ عام کر دیا ہے اس خواہش میں ہو کہ آپ انہیں نماز پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ! چٹائی دروازے سے ہٹا دو میں نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ اس رات چوکنے رہے اور لوگ اپنی حالت میں مسجد میں رہے آپ رات کو مسجد میں بالکل تشریف نہ لائے بعد نماز فجر آپ نے صحابہ سے خطاب کیا۔ کہ بھلا میں ذات بھرتی نہیں سویا اور میں آپ کے شوق سے پوری طرح واقف ہوں۔ میرا نہ انا صرف اس بنا پر تھا کہ کہیں آپ پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے۔ تم اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو۔ کیونکہ انسان تھک جاتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بے عیب ہے۔

ابن ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے روز سے رکھے۔ پورا رمضان گزر گیا۔ کہ آپ نے رات کی نماز کا کوئی اہتمام نہ کیا۔ سات راتیں رمضان سے باقی تھیں ۲۱ دن کو قیام کیا رات ۱ حصہ گزر گئی پھر آپ ۲۲ دن کو تشریف لائے اور قیام کیا۔ ۱ حصہ رات کا گزر گیا۔ میں نے کہا حضرت جی اگر آپ اس رات قیام لیا کر دیں اور اس رات کا قیام پورا ہو جائے۔ آپ نے فرمایا جس نے امام کے ساتھ قیام کیا اور پھر وہ گھر چلا گیا اسے پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ آپ پھر ۲۵ دن کو قیام کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے اپنے اہل و عیال اور بے گھر لوگوں کو اکٹھا کر لیا۔ پھر رات کا قیام شروع کر دیا۔ اتنا لیا قیام کیا کہ ہمیں خطہ لاحق ہوا کہ سحری جاتی رہے گی پورا ماہ گزر گیا اس کے بعد آپ نے زندگی بھر باجماعت قیام نہ کیا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ رمضان کو قیام کرتے اور میں ایک پہلو میں کھڑا ہوا کرتا تھا پھر ایک ایک ملتا جاتا حتیٰ کہ ایک پوری جماعت ہو جاتی۔

جب آپ معلوم کرتے کہ میں بھی ساتھ ہوں تو نماز میں تخفیف کر دیتے۔ پھر آپ گھر تشریف لے جاتے ہمارے سامنے نوافل نہ پڑھتے۔

جب صبح ہوئی تو ہم نے عرض کی کہ حضرت جی آپ نے ہماری طاقت کا جائزہ کیسے لیا تھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہی وجہ تھی جس میں میں گھر چلا گیا تھا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ ۲۱ دن رات کو اپنے اہل و عیال کو جمع کر لیتے ۱ حصہ رات ذکر اللہ کرتے اور پھر ۲۲ دن کو جمع کرتے ۱ حصہ رات تک قیام کرتے۔ پھر ۲۳ دن کو اکٹھا کرتے اور ۱ حصہ رات تک ۱ حصہ کا ذکر کرتے۔ ۲۴ دن کو انہیں حکم دیتے کہ غسل کریں۔ پھر صبح تک نماز پڑھاتے۔ پھر یہ اجتماعی عبادت نہ کرتے تھے۔

نعمان بن شبرؓ بتاتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماہ رمضان میں قیام کیا ۲۳ دن رات کو ۱ حصہ تک پھر ۲۴ دن کو قیام صبح تک کیا عین خطہ لاحق ہوا کہ کہیں سحری نہ فوت ہو جائے۔

حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ ایک رات رمضان میں نماز پڑھی تھی۔ آپ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم بقدر قیام پڑھا اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ بقدر قیام پڑھا۔ پھر آپ نے بیٹھ کر رب اغفر لی رب اغفر لی بقدر قیام پڑھا پھر آپ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ بقدر قیام پڑھتے۔ آپ نے چار رکعت نماز ادا کی پھر بلال تشریف لائے اور صبح کی نماز کی اطلاع دی۔

جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ۸ رکعت جمعہ وتر پڑھائی دوسری رات ہم

مسجد میں جمع ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا میرے نہ آنے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں آپ پر فرعون نہ ہو جائے۔  
جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب قاری نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ! میں رمضان کی رات کو اپنی گھر کی  
عقد قتل نماز پڑھتا ہوں۔ میں ان کو رکعت نماز اور دو تڑپڑھتا ہوں۔ آپ نے خاموشی اختیار کی جس کا نشانہ یہ تھا کہ آپ  
اس کے عمل پر اطمینان ہیں۔

ابن ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ رمضان میں تشریف لائے اور آپ نے مسجد میں دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد کے کونے میں  
نماز پڑھ رہے تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جن کو ابی بن کعب قاری نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ نے یہ منظر دیکھا اور فرمایا  
یہ لوگ بہت اچھے لوگ ہیں۔ ان کا عمل بہت ہی بہتر ہے۔

عبدالرحمن بن عبدالقادر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات رمضان میں مسجد میں آیا اور لوگ گروہ گروہ اکٹھی  
جماعت میں اور کوئی علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بخدا میرا جی کرتا ہے کہ میں ان کے لئے  
ایک قاری مقرر کروں جو انہیں نماز پڑھائے۔

چنانچہ آپ نے اس عزم کو عملی جامہ پہنا کر ابی بن کعب کو قرار دیا۔ پھر یہ سلسلہ باجماعت شروع ہو گیا۔ بعد یہ  
منظر دیکھ کر فرماتے لگے نعمت اللہ علیہ الباعثہ ما یہ بدعت بڑی نالی ہے۔ لوگ قرآن پاک سنیں گے۔ اور ساتھ  
ہی ترغیب دی۔ کہ انہیں رات کو قیام کرنا افضل ہے۔

علی بن ابی طالبؓ عوام الناس کو قیام رمضان کی ترغیب دلائے۔ تھے مردوں کے لئے امام مقرر کرتے اور اسی طرح  
عقد قتل کے لئے بھی امام مقرر کرتے۔

قتادہ کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے دو عثمانیوں میں ۲۰ رکعت نماز پڑھائی۔ پھر آپ ایسا  
کرتے سے رک گئے بعض نے پھر یہ کہا آپ انفرادی شکل میں ادا کریں گے پھر ابوعلیہؓ اور معاذ قاریؓ امامت کے  
فرائض انجام دیتے۔ وہ نماز میں تنوت کرتے۔

ابو اسحاق مروان کا قول ہے کہ حضرت علیؓ اول رات رمضان میں تشریف لائے اور لائین کی طرح مسجد کی زینت  
بنے ہوئے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کی جا رہی تھی آپ نے منادی کرنی شروع کر دی۔ نور اللہ لك  
یا ابن الخطاب فی قبرك كما نورت مساجد اللہ بالقمران۔ اے عمر! اللہ تعالیٰ تیری قبر کو منور  
کرتے جس طرح تو نے اللہ کے گھروں کو قرآن کی روشنی سے منور کیا ہے۔

ابی امامہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رمضان المبارک کے روزے فرض کئے ہیں اور قیام رات فرض نہیں

کیا۔ تم نے خود لازم کیا ہے اس پر دوام کرو پھر زمانہ۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے کچھ غنہ بھی صلقت نے نوافل کی پابندی شروع کر دی۔  
اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سبب وہ اس کو نہ بھاسکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل پر عتاب کیا۔ ان الفاظ میں۔  
وہبانیۃ ابتداء عودھا ما کہتہا علیہم الا ابتغاء ورضوان اللہ فہما رعوہا حق رعایتہا  
ذقون کواہنوں نے راجح کیا میں نے ان پر فرض نہ کیا تھا۔ ان کا مقصد خدا کی رضا تھی لیکن اس پر یہ گامزن نہ ہو سکے  
ابو ابی کہتے ہیں کہ ابن مسعود ہیں رمضان میں نفل نماز پڑھاتے تھے۔

حسب منعمانی کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب قیام رمضان کی ادائیگی کیا کرتے ان کی وفات پر زید بن ثابت  
اس ڈیوٹی کو ادا کرتے۔

مرقد بن عبد اللہ زینی کہتے ہیں کہ عقبہ بن عامر ایک روزہ رکھتے اور بعدہ رات کو قیام کرتے۔

حضرت علیؓ کے رفقاء۔ رمضان المبارک کا قیام باجماعت ادا کرنا پسند کرتے تھے۔

سعید بن جبیرؓ اور عبد الرحمن بن زیدؓ کہا کرتے تھے کہ فاروقی سنت پر عمل کرنا بہتر ہے۔ اور اس پر علماء

امت کا اجتماع ہے۔ یعنی رمضان المبارک کا قیام باجماعت کرنا۔

کھول خود لوگوں کو نماز پڑھاتے اور وتر بھی انہیں باجماعت پڑھاتے۔ ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے اباعمر

کو دیکھا۔ وہ رمضان میں وتر پڑھتے جب امام اور لوگ چلے جاتے یہ بھی گھر چلے جاتے۔

سوید۔ رمضان المبارک میں ایک سو رکعت لوگوں کے ساتھ ادا کرتے اس کی عمر ۲۰ سال تھی۔

اسماعیل بن عبد الملک کہتے ہیں کہ سعید بن جبیرؓ رمضان کے قیام میں نماز پڑھاتے۔ قرأت عثمانی سناتے۔

اور کبھی قرأت ابن مسعود سناتے۔

مشام بن محمد کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مفضلؓ رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھاتے جب آپ بھول جاتے تو ایک آدمی

پہلی صفت میں ہوتا تو وہ آپ کو یاد دلاتا۔

احمد بن حنبلؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ کیا انسان رمضان میں اکیلا نماز ادا کرے یا باجماعت ادا کرے۔ آپ نے

فرمایا کہ مجھے یہی پسند ہے کہ امام کے ساتھ نماز اور وتر بھی ادا کرے کیونکہ ارشاد نبوی صلیم ہے کہ جب آدمی اپنے امام

کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے تو اسے ساری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؓ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز نوافل باجماعت ادا کرے اور وتر بھی ان کے ساتھ شامل

ہو کر پڑھے یعنی امام کے ساتھ فارغ ہو کر۔

ابو دردار کہتے ہیں بلکہ میں نے اس عمل کا حضرت احمدؓ سے مشاہدہ کیا افسوس کہ میں ایک رات نہیں جا سکا۔  
 امام اسحاقؒ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضرت ہی رمضان کے قیام میں نماز علیحدہ پڑھنا پسند فرماتے ہیں یا باجماعت  
 ادا کرنا فرماتے لگے مجھے باجماعت نماز پڑھنے میں سنت کے احیاء ثواب کی تمنا ہے۔  
 یہی عمل حضرت اسحاقؒ کا تھا۔

## قیام رمضان کی رکعت کی تعداد کا تذکرہ

۱۔ حدیث نبوی معلوم ہے کہ آپؐ رمضان میں ۸ رکعت ۳ وتر پڑھتے تھے۔  
 ۲۔ سائب بن یزیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ابی بن کعبؓ اور تمیم ذاری کو قاری نے ۱۱ رکعت رات کو نماز  
 پڑھنے کا حکم دیا۔ (موطأ، مشکوٰۃ)  
 ۳۔ ایک روایت میں یوں بیان کرتے ہیں کہ ہر رات کو ۱۲ رکعت پڑھتے اور قاری ہر رکعت میں ۵۰ یا  
 ۱۰۰ آیات پڑھتا تھا۔ ہم عین صبح کو فارغ ہوتے تھے۔ یہ حضرت عمرؓ کے دور کا طریقہ ہے۔  
 محمد بن کعب قرظیؒ کہتے ہیں کہ لوگ ہند فاروقی میں ۲۰ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے اور ان کی قرأت اور  
 قیام لمبا ہوتا تھا۔

ابن اسحاقؒ اس واقعہ کا فیصلہ یوں کرتے ہیں کہ سائب بن یزیدؒ والی حدیث بہتر اور زیادہ ثابت ہے۔ کیونکہ  
 حضرت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو ۳ رکعت پڑھتے تھے۔  
 سائب بن یزیدؒ بتاتے ہیں کہ دور فاروقی میں لوگ ۲۰ رکعت پڑھتے اور قرأت میں وہ سورتیں پڑھتے جن کی  
 آیات ۲۰ ہیں۔ بالآخر لاٹھیوں پر سہارا کرتے ریزید بن رومانؒ کہتے کہ ہند فاروقی میں لوگ ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔  
 ترجمہ ریزید بن رومانؒ اور حضرت علیؓ کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ لہذا فاروقی کا وہی حکم بہتر ہے جس میں ۱۱ رکعت  
 کا ذکر ہے باقی سب مہوم ہیں۔

وہ سب بن کیسانؒ بتاتے ہیں کہ لوگ رمضان کا قیام ۴ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے۔ ریزید بن وہبؒ  
 بتاتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ رات کو نماز پڑھتے اور رات ہی کے حصہ میں فارغ ہو جاتے اعمشؒ کہتے ہیں کہ  
 آپؐ ۲۰ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے۔

عطارؒ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو پایا وہ رمضان میں ۲۰ رکعت اور ۳ وتر پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن تمیمؒ اپنے

مخصوص اجاب کو رمضان میں ۲۰ رکعت اور ۲۱ رکعت پڑھاتے تھے۔ محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ مسافرن عادتاً ۲۱ رکعت میں شہید ہوا۔ وہ رمضان المبارک میں ۲۱ رکعت پڑھاتے تھے۔

ابن ابی ذئبؒ بیان کرتے ہیں کہ صالح تو ائمہ کا غلام کہتے ہیں۔ لوگ اہم رکعت اور پانچ وتر ادا کرتے تھے۔ یہ واقعہ حورہ کی جنگ سے پہلے کا ہے۔ یہ جنگ ذوالحجہ ۳۱ھ میں ہوئی تھی۔ یہ لوگ باجماعت نماز ادا کرتے اور دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے۔

عمر بن عباسؒ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں عوام ۱۵ سلام کرتے تھے۔ یعنی ۲۰ رکعت پڑھتے تھے۔ اور وہ اپنے خیمہ میں ہوتے۔

داؤد بن قیسؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابان بن عثمانؒ و عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ ۳۶ رکعت اور ۳۷ رکعت پڑھتے تھے۔ نافعؒ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کا عمل ۳۹ رکعت اور ۴۰ رکعت دیکھا۔ و قاربن ایساؒ کہتے ہیں سعید بن جبیرؒ میں اول رمضان سے ۲۰ رمضان تک چھ ترویجے پڑھتے اور ہر دو دن کے پر ایک ترویجہ پڑھتے یعنی ۲۵ رکعت پڑھتے۔ حبیب بن ابی عمرہؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ کا ۲۸ رکعت کا عمل بیان کیا اور بعد فرمایا کہ ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔ یونسؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جامع مسجد میں ابن اشعث کے فتنہ سے قبل دیکھا عبدالرحمن بن ابی بکرؒ و سعید بن ابی الحسنؒ و عمران عبدیؒ ۵ ترویجے پڑھایا کرتے اور ایک ترویجہ کا خود ہا کہ میں اضافہ کرتے۔ اور نصف آخر میں قنوت کرتے اور قرآن مجید رمضان میں دوسرے ختم کرتے یعنی کل رکعت ۲۲ پڑھتے۔

عمران بن عدیہؒ ۶ رکعت پڑھتے تھے اور قرآن کی ایک منزل پڑھتے تھے۔ ذکوان جربنیؒ کہتے ہیں کہ میں نے زراہ بن اوفیٰ کو تلبکہ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ رمضان میں چھ ترویجہ (۲۴) ہر رات کو پڑھتے تھے۔ آخر رمضان میں حاضر ہوا تو اپنے نے پھر رکعت میں ایک تہجد کیا۔

ابن قاسمؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سنا وہ بیان کر رہے تھے۔ جعفر بن سلیمانؒ نے آپ کو پیغام بھیجا کیا ہم رمضان میں قیام کم کریں آپ نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ ہاں آپ نے اس جگہ کو کوڑہ جانا۔ آپ نے فرمایا ۳۶ رکعت ۲ ترویجہ کل ۳۹ رکعت ہے۔

ابن اریمنؒ کہتے ہیں کہ امام مالک رمضان میں ۲۸ رکعت امام کے ساتھ مستحب جانتے تھے۔ پھر امام انہیں ایک رکعت وتر پڑھاتے۔ یہ عمل مدینہ میں غزوہ حورہ سے قبل سترہ تک رہا۔

اسحاق بن منصورؒ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے پوچھا رمضان کا قیام کتنا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کی

کئی اقسام ہیں، ہم تک لوگ سمجھ کر کرتے ہیں، آخر میں اسحاق فرماتے ہیں ہمارا عمل بھی ۳۰ رکعت پر۔ اور قرأت اس میں ذرا ہلکی پڑھتے ہیں۔

زعفرانی کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کو میں نے دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ مدینہ میں لوگوں کا قیام ۹ رکعت اور میں ۲۰ کو پسند کرتا ہوں۔ یہ عمل کہہ کر لے کرتے ہیں۔ آخر میں آپ فرماتے ہیں ان نوافل پر کوئی تنگی نہیں ہے اور ان کی کوئی حد متعین نہیں ہے سچا ہے قیام مبارک اور سجدہ میں ذرا کمی کر لو۔ اگر کوئی سجدہ میں زیادتی کرے تو یہ بھی مجھے محبوب ہے۔  
ترجمہ:۔ جتنے اقوال نوافل رمضان مگر سے ہیں ان پر مذہب نبوی سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔

## قرأت کی مقدار قیام رمضان کی ہر رکعت میں

۱۔ سائب بن زید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور تمیم داریؓ اور ابی بن کعبؓ کو رمضان میں قیام کا حکم کرتے تھے، قاری ایک رکعت میں پڑھتا تھا حتیٰ کہ ہم لاٹھی پر سہارا کرتے اور طلوع فجر تک قیام کرتے۔

۲۔ مالک کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بکر کہہ رہے تھے میرے والد بیان کر رہے تھے کہ ہم رمضان میں قیام کرتے تھے کہ صبح جلدی جلدی ہم اپنے خدام کو فارغ کر دیتے تاکہ وہ سحری کا اہتمام کریں کہیں صبح صادق نہ ہو جائے۔

سائب کہتے ہیں کہ قاری دو در فاروقی میں ایک رکعت میں ۵۰ یا ۶۰ آیات پڑھتا تھا۔

عاصم کہتے ہیں کہ حضرت ابی عثمانؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے رمضان المبارک میں قاریوں کی ایک میٹنگ کی اور انہیں حکم دیا کہ قرأت کو تعین حصول میں تقسیم کر لو۔

۱۔ ۳۰ آیات ۲۔ درجہ ۱۵ آیات ۳۔ ۲۰ آیات ہر رکعت میں پڑھنا یا کرنا کہتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ قاری کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں نوافل کی امامت کرائیں پھر ۱۰ ماخذ تک سے جائیں اور دو بج رات کو قیام کریں اور ۱۰ حصہ باقی میں سحری کا اہتمام کریں۔ اور اپنی ضروریات کو پورا کریں۔ آپ انہیں ۵ آیات

۶ آیات ہر رکعت میں پڑھاتے تھے۔ اٹھارہ اشع پڑھتے تھے۔ ۳ رکعت ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور آپ انہیں ۱۰

وضو و رکعت میں راحت دیتے۔ اور اپنا مقصد پورا کرتے (ترجمہ:۔ یہ واقعہ متداً صحیح نہیں ہے)

سید بن عامر بیان کرتے ہیں کہ اسماعیل بن علیؓ کہتے ہیں کہ ہم ابی رجاء عطارویؓ کے پاس گئے۔ سعید کہتے ہیں کہ لوگوں نے خیال کیا کہ میری عمر ۳۰ برس کو پہنچ چکا ہے۔ لوگ مجھے (درپڑی) میں اٹھا لائے۔ انہوں نے مجھے مصیبتی پڑھا دیا

میں انہیں ہر ایک رکعت میں ۳۰ آیات پڑھاتا تھا۔ ۳۰ آیات کا تذکرہ بھی اس سے ثابت ہے یہ سارا عمل رمضان



میں تھا۔ عمرو بن منذر بیان کرتے ہیں کہ میں رمضان میں ایک رکعت میں ۵۰ آیات پڑھتا تھا۔ یہ دور عبداللہ بن زبیر کا تھا۔ حضرت عمرو بن عبدالعزیز نے رمضان میں قرآن کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ ۴ رکعت اور ۴۰ آیت پڑھنا چاہیے۔  
وہ کی ہر ایک رکعت میں ۱۰ آیات۔

علی بن اقوم فرماتے کہ مسروقؓ ماہ رمضان میں جماعت کراتے اور ہر ایک رکعت میں سورۃ عنکبوت پڑھتے۔  
ابن مجزہؒ قرآن پاک کی ایک منزل ہر رات پڑھتے اور بشر بن عقیقؒ بھی ایسا کرتے تھے۔  
عثمان بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہؒ نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ نماز بہت جلد پڑھا تھا۔ آپ نے اسے  
کہا کہ نماز میں تسکین چاہیے۔ امام نے جواب دیا کہ نفی نماز میں ایسا کرنا جائز ہے۔ میں نے اس جہنمی کو ایسا کرتے  
دیکھا اس نے سن کر کہا میں نے یونس بن علیؒ سے سنا وہ فرما رہے تھے جو شخص نوافل میں خست پیدا کرتا اس کے  
فرائض بھی ایسے ہوں گے۔

یحییٰ بن مہران کہتے ہیں میں نے یہ دیکھا جب قاری ۵۰ آیات پڑھتے تو لوگ اسے آسانی پر مہول کہتے۔  
اور ایسا بھی پایا کہ قاری پورا سورت کا واقعہ چھوٹا خواہ لمبا ہوا سے پورا کرتا۔ لیکن اب سورت، اعمال ایسی نہیں ہے۔  
بلکہ نصیحت ان پر اثر انداز نہیں ہوتی یہ کسی کی نصیحت کی قدر نہیں کرتے۔  
ان کی قرأت کا انداز یہ ہے۔

پہلی رکعت میں: وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا اللَّهَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ  
دوسری رکعت میں: غَيْرِ الْمَعْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الْغَائِبِينَ  
پڑھتے۔ کہاں

یچاس آیات ایک رکعت میں اور کہاں یہ نونہ

عبدالرحمن بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ رمضان میں قاری کتنی آیات پڑھے۔  
جواب دیا دس دس آیات پڑھے۔ جب پچھٹی سورتیں سامنے آئیں تو ان کو ملائے۔ معاقبات۔ طسم۔ کسی نے  
کہا یہ پانچ ہیں آپ نے فرمایا دس ہیں۔ ابو دردار کہتے ہیں کہ حضرت احمدؒ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص  
رمضان میں دو مرتبہ قرآن جماعت میں پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک خوشی پر مہول ہے۔ کیونکہ  
ملازمین بھی اس عبادت میں شریک ہوتے ہیں۔ کیونکہ اسی بنا پر حضرت معاذ نے کہا تھا کیا۔ تو لوگوں کو فتنہ  
میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاذؓ دوبارہ جماعت کرتے اور ایک رات سورت بقرہ  
آپ نے شروع کر دی۔ ایک نمازی نے نماز توڑ کر آنحضرت سے شکایت کی آپ نے حضرت معاذؓ کو

ڈانٹ پلائی کیا تو لوگوں کو نفرت کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔

## رات کا قیام رات کے آخر حصہ میں کرنا اول رات سے بہتر ہے

۱۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرتؐ میں عبادت کرنا اول رات سے بہتر ہے۔

۲۔ طاؤسؓ نے ابن عباسؓ سے سنا کہ مجھے حضرت عمرؓ سحری کے لئے بلائے اور جب لوگوں کی آواز سننے

تو فرماتے یہ آواز کیسی ہے۔ میں جواب دیتا کہ لوگ مسجد سے جا رہے ہیں اور رات کا کافی حصہ جا چکا ہے

حضرت حسنؓ کہتے ہیں اور فاروقی اور عثمانی میں لوگ رات کی پہلی چوتھائی میں عشاء کی نماز پڑھتے۔ پھر

دوسرے ربع (چوتھائی) میں سو جاتے۔ اس کے درمیان کی چوتھائی میں نماز پڑھتے۔

حضرت علیؓ عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتے پھر نماز پڑھتے۔ علیؓ کہتے ہیں میں نماز پڑھ کر بعد حضرت ابن عباسؓ

کو بیدار کرتے تب آپ نماز پڑھتے بعد فرماتے بکرہ یہ وقت نماز پڑھنے کا مجھے زیادہ محبوب ہے۔

عمران بن عبدیہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسنؓ کو پیغام بھیجا۔ کیا ہم عشاء کی نماز پڑھ کر گھر چلے جائیں۔

اور سو کر پھر واپس آکر رمضان میں قیام کریں۔ آپ نے فرمایا مجھے ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ بلکہ یوں جا رہے

پہلے عشاء کی نماز پھر قیام کرو۔

ابودرداءؓ کہتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبلہؒ سے یہ کہا گیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ تاریخ کو آخر

رات تک پڑھتے ہیں۔ فرمانے لگے نہیں۔ میں مسلمانوں کے طریقے کو پسند کرتا ہوں۔

## عورتوں کا قیام رمضان کی جماعت میں شکریت

حضرت ابی کعبؓ نے عورتوں کی جماعت رمضان میں کرائی۔ جس کا واقعہ آپ نے آنحضرتؐ صلعم کو سنایا۔

حضرت عمرؓ نے ایک قاری ابی بن کعبؓ مردوں کے لئے مقرر کیا اور ابن ابی حمزہ کو عورتوں کا امام مقرر کیا

عوف بن ثقیفؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں عورتوں کی امامت کے لئے مقرر کیا۔ ابن ابی علیکہؓ

فرماتے ذکوان غلام جس کو عائشہؓ نے تدبیراً آزاد کیا تھا یہ امامت کے فرائض ادا کرتا تھا اور اس کے ساتھی تھے وہ

آپ کے ساتھی ہی تھے۔ ذکوان قرآن سے دیکھ کر نوافل کی جماعت کراتا تھا۔

ذکوان ہمیشہ رمضان میں جماعت کراتا۔ ہاں عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکرؓ شریف لاتے وہ خود جماعت کراتے

ابراہیمؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجاج کے زمانہ میں امامت کے فرائض ادا کیے اور میری قیادت میں صرف ایک عورت ہوتی تھی۔

## عورت کی امامت کی کراہت

علاء بن مسیبؓ کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن ابی سلمان سے مسئلہ دریافت کیا۔ کیا میں ماہِ رمضان میں اپنی بیوی کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہوں۔ فرماتے ہیں اگر کوئی تیرے ساتھ مرد ہو تو اجازت دہنہ نہیں یہ اس لئے کہ اگر تجھے کوئی عارضہ (دمنو کا لوٹ جانا) آجائے تو کون امامت کرائے گا۔

## عورت عورتوں کی رمضان المبارک کے قیام میں جماعت کرا سکتی ہے

ام درقہ انصاریہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ پاک میں آپ کے حکم سے اپنے گھر والوں کی امامت کرائی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی زیارت کرتے اور اس کا نام شہدۃ کہہ کر پکارتے اس کا ایک مؤذن بھی ہیں۔

قتادہ فرماتے۔ ام حسن کہتیں ہیں ام سلمہؓ عورتوں کی امامت رمضان المبارک میں کرائی تھیں۔ لیکن یہ امامت عورتوں کے صف کے درمیان ہوتی۔ عمار دھنیؓ کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے عصر کی نماز کی امامت کرائی۔ آپ ان کے درمیان کھڑی تھیں۔

عطاءؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بھی عصر کی نماز کی امامت کرائی درمیان میں کھڑی ہو کر۔  
رائطہ حنیفہؓ کا قول ہے کہ حضرت عائشہؓ فرضی نماز کی بھی عورتوں کو امامت کرائی۔ صف کے درمیان میں کھڑی ہو کر۔

ابن اسحاقؓ بتاتے ہیں کہ ربیع بن عبد اللہ تمیمیؓ جب دیکھتے کہ عورتیں ماہِ رمضان میں بہت جمع ہو گئیں تو اپنی لڑکی کو حکم دیتے (چونکہ وہ حافظہ اور قاریہ تھیں) وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑے ہو جاتیں اور عورتیں اس کے دائیں اور بائیں کھڑی ہو جاتیں۔ انہیں اس طرح نماز ادا کرائیں۔

شعبیؓ اور ابراہیمؓ فرمایا کرتے تھے کہ عورت رمضان میں درمیان صف میں کھڑے ہو کر جماعت کرائے۔

عہ یہ بجزہ تھا اس کی خادمہ نے اسے شہید کر دیا۔

تمام بنی نحر کہتے ہیں کہ میں نے سن سے کہا کیا؟ عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ جواب میں کہا ہاں عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہو جائے۔ جب بار کو رفع کرتے ایک قدم یا دو قدم آگے ہو جائے۔ کیا عورت آذان اور تکبیر کرا سکتی ہے؟ جواب دیا ہاں دونوں کام کرا سکتی ہے۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ حضرت عمار نے کہا عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے بشرطیکہ ان کی صف کے درمیان کھڑی ہو جائے۔ ان کے ساتھ ہی ہو رہیں نے کہا حضرت فرقی نماز عورت کے لئے کیسی ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا اس نماز کی بھی اجازت ہے۔

کیا عورت حاملہ نماز کرا سکتی ہے؟ اگر اسے گمان ہو کہ اس کے لٹن میں نہ ہے۔ فرمانے لگے ہیں نے یہ سنا نہیں سنا۔ پھر کہنے لگے اس کا کیا مطلب ہے عورت وہ امامت کرا لے جو زیادہ فقیہ ہے۔

آپ نے فرمایا کیا تجھے حاملہ اور فقیہ کی امامت پسند ہے۔ اس نے کہا ہاں۔

حسن کا قول ہے۔ عورت امامت کرا سکتی ہے اگر وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہو۔

کحول کہتے ہیں عورت عورت کی امامت کرا سکتی ہے اگر اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ ہو۔

نحوی کہتے ہیں۔ ان پر جب واجب نہیں ہے اور جماعت بھی نہیں کرا سکتی ہاں اگر کوئی مرد جماعت کرا لے والا نہ ملے تو عورت جماعت کرا سکتی ہے۔

## عورت کی امامت کی کراہت کا تذکرہ

ابن عون کہتے ہیں نے نافع کو لکھا۔ کیا عورت عورت کی امامت کرا سکتی ہے؟ انہوں نے جواب میں لکھا کہ عورت عورت کی امامت نہیں کرا سکتی۔

امام مالک کہتے ہیں عورت کسی کی بھی امامت نہیں کرا سکتی کیونکہ ازواج مطہرات اور صحابیات مجاہدات سے امامت کی کوئی سند ثابت نہیں ہے۔ اور کسی عورت نے بھی یہ ذرا کس انجام نہیں دیکھے۔

دوسرا فتویٰ آپ سے اس طرح مستقول ہے۔ عورت عورتوں کی امامت کرا دے پھر اگر اس وقت ہے تو اپنی نماز کو دہرا لے۔

سفیان کہتے ہیں عورت عورتوں کی امامت درمیان صف میں کھڑی ہو کر کرا سکتی ہے۔

اسحاق کہتے ہیں نے احمد بن حنبل سے کہا کیا عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے؟ آپ نے

قرمایا جائز ہے۔

اسحاق کہتے ہیں۔ سفیان ثوری اور ان کے ساتھی کہتے ہیں عورت عورتوں کی امامت کو اسکتی ہے وسط درمیان میں کھڑی ہو کر۔ تو نماز ان کی ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کی سند حضرت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی ہے۔ چنانچہ ام ورقہ انصاریہ اپنے گھر والوں کی امامت حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ اور ام سلمہ کو ایسا کرتی تھیں۔ اس پر ہمارا اجماع ہے۔

حضرت اسحاق کہتے ہیں جس نے یہ فتویٰ دیا کہ عورت کی امامت سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کا فتویٰ اخطا پر مبنی ہے۔

حضرت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام ورقہ کو امامت کی رخصت اس بنا پر دی تھی۔ تاکہ مسلمان عورتوں کو مشقت نہ ہو۔

سفیان ثوری عورت کی امامت کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اس بنا پر کہ اگر اس کا وضو یا کوئی عارضہ پیش آجائے تو وہ کیا کرے گی۔

علامہ محمد بن نصر اس مسئلہ پر زیادہ کسب و کسب کر کے ہیں کہ آدمی عورت کی امامت کر سکتا ہے اگرچہ اس کے پیچھے کوئی آدمی بھی نہ ہو۔ اس مسئلہ کی سنداً حضرت صلح، عمر اور علی سے ملتی ہے ان میں سے کسی نے بھی ان کو معیور نہیں کیا۔

تابعین کے عہد نے بھی اسے جائز کہا ہے۔ حضرت حماد بن ابی سلیمان نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور حضرت سفیان ثوری نے اس پر موافقت کی ہے ہم اس کو رخصت جواز نہیں بتاتے۔ حماد نے یہ وجہ بیان کی ہے اگر امام بے وضو ہو جائے تو عورت اس کے مقام پر کھڑی نہیں ہو سکتی۔ یہ کوئی مستعمل دلیل نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بے وضو بھی نہ ہو تو پھر کیا عارضہ ہے۔

اگر بے وضو ہو جائے تو وہ واپس جا کر وضو کر لے اگر اس کا عقیدہ یہ ہے تو اپنی اصل نماز سے بنیاد رکھ کر اگے شروع کر دے۔ جو اس کے پیچھے عورتیں ہیں وہ اپنی نماز کو اکیلی اکیلی ہو کر پورا کر لیں۔ اگر نماز کی امامت کر لے جو بقیہ نماز رہتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک ہمتا امر یہ ہے۔ کہ امام بے وضو ہو جائے وضو کر لے اور اپنی نماز کا اعادہ کر لے اور اقتدار کرنے والوں کی نماز جائز ہے۔

اور جس کا مسلک یہ ہے کہ امام کی نماز فاسد ہونے سے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ مسلک سفیان ثوری کا ہے۔ لیکن یہ مسلک اقرب الی الصواب نہیں ہے۔

امام کی نماز فاسد ہونے سے مقتدیوں کی نماز فاسد ہونا ایسے قول پر ہے جو امام کی اقتدار مقتدی کی اقتدار قرار دیتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے امام جماعت کرانا ہے لیکن وہ محدث (بے وضو) نہیں ہوتا اگر بے وضو ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بے وضو نہ ہو تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

اسی طرح امام عورتوں کو جماعت کرائے اور اس کا وضو خراب نہ ہو تو اس کی نماز بھی پوری اور عورتوں کی نماز بھی تامہ پوری ہوگی۔ اگر بے وضو ہو گیا تو اس کی نماز بھی فاسد اور عورتوں کی بھی فاسد ہوگی۔ یہ اس کے مسلک پر ہے۔ جو یہ کہتا ہے امام کے وضو کے فاسد ہونے سے اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوتی ہے۔

علامہ عوصف اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ امام کی نماز فاسد ہوگی لیکن مقتدیوں کی نماز میں کوئی نقص نہ آئے گا۔ کیونکہ امام کی نماز خراب ہونے سے مقتدیوں کی نماز خراب نہ ہوگی۔

ابن ذکوان بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف نے اجہات المؤمنین کو مقام منیٰ میں حجر کی نماز پڑھانی۔

سجی کہتے ہیں اذان اور تکبیر کہتا تھا اور مسجد میں میرے پیچھے نماز پڑھنے والی بوڑھی عورتیں ہوتی تھیں۔

سفیان فرماتے ہیں کہ دو آدمی اور ایک عورت ہو تو آدمی آدمی کے پہلو میں کھڑا ہو جائے اور عورت ان کی اقتدار میں نماز ادا کرے۔

حسن نے کسی نے سوال کیا تھا کہ عورت فرض نماز ادا کر کے اہل دار کو نوافل کی جماعت کرا سکتی ہے آپ نے ایسے کرنے کو بہترین عمل قرار دیا تھا۔

دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ گھر میں صرف عورت قرآن پڑھی ہوتی ہے کیا اس کی اقتدار میں مرد قیام کر سکتا ہے آپ نے اسے اجازت ہے۔

## حافظ قرآن کا اپنی نماز عطا شدگی میں ادا کرنا

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل گھر میں پڑھتے تھے۔

زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی کا ایک حجرہ بنایا ہوا تھا اور چند ایتیں اس میں

نہا پڑھی تھی کہ لوگوں کا اجتماع وہاں ہو گیا۔ پھر آپ نے مسجد میں آنا ترک کر دیا۔ گھر میں نوافل پڑھتے رہے۔ بعد

لوگوں نے اپنی آواز کی بلندی سے آپ کو بیدار کرنا چاہا۔ لیکن آپ نے ان کی کسی حرکت کا امتیاز نہ کیا۔ آپ نے صبح انہیں خطاب کیا میں تمہارے رات کے معاملہ کو خوب جانتا تھا لیکن مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں تم پر یہ نفی نماز فرض نہ کر دی جائے اور جب یہ فرض ہو جاتی تو تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔ بعدہ فرمایا لوگو! اپنے گھروں میں نماز ادا کرو۔ کیونکہ آدمی کی نفی نماز گھر میں افضل ہے، علاوہ فرضی نماز کے۔

زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے بالنسبت مسجد کے۔ ہاں فرضی نماز مسجد میں ادا کرو لیکن کہا کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ لوگوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ مالکؓ کہتے ہیں کہ ابن ہریرہؓ قاری اپنے گھر میں جا کر قیام نوافل کرتے۔ حضرت ربیعہؓ کا بھی یہی عمل تھا۔ قاسمؓ اور سالمؓ گھروں میں نوافل پڑھتے، عوام الناس کے ساتھ نہ پڑھتے تھے۔ میں نے بھی ابن سعیدؓ کو دیکھا وہ لوگوں کے ساتھ قیام کرتے لیکن میں لوگوں کے ساتھ قیام نہیں کرتا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آدمی کا قیام گھر میں افضل ہے۔ جب آدمی کو رات میں بیدار ہونے کی قدرت ہو کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں قیام کرتے تھے۔

نافعؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ رمضان میں عشاء کی نماز مسجد میں ادا کرتے اور گھر چلے جاتے۔ جب ہم قیام سے فارغ ہوتے، میں آپ کو بیدار کرتا پھر آپ وضو کرتے۔ سحری کا انتظام کرتے۔ پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھتے۔ صبح تک ایسا کرتے۔

مجاہدؓ کہتے ہیں۔ ابن عمرؓ کہا کرتے تو اس کے پیچھے خاموش ہو کر کھڑا ہے گویا تو حمار ہے تجھے چاہیے کہ نماز گھر میں ادا کرے۔

عبید اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں قاسمؓ، سالمؓ، نافعؓ، مالکؓ واپسی کی آواز سنتے وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ابو اسودؓ کہتے ہیں عروہ بن زبیرؓ عشاء کی نماز رمضان میں پڑھتے پھر گھر چلے جاتے لوگوں کے ساتھ قیام نہ کرتے۔ صالح مریؓ کہتے ہیں ایک آدمی نے حسن بصریؓ سے کہا یہ رمضان ہے جس نے مجھ پر سایہ کیا ہے میں نے قرآن پاک پڑھا ہوا ہے۔ کیا میں اکیلا ہو کر نماز ادا کر دوں یا میں مسلمانوں کے ساتھ جماعت سے ادا کروں۔ آپ نے فرمایا اپنے نفس کے لئے سہولت چاہتا ہے وہ جگہ دیکھ جو تیرے دل میں ڈھپیدا کرے اور تجھے چوکتا کرنے میں بہتر لگے۔

حسنؓ کہا کرتے تھے جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ سکے وہ نماز پڑھے جب کہ امام قرآن مجید پڑھ کر راحت بخشنے تو یہ افضل ہے ورنہ اکیلا نماز پڑھے۔ اگر اسے قرآن مجید یاد ہے تو ایسا نہ ہو کہ وہ بھلا دے۔

شعبہؓ بیان کرتے ہیں۔ اشف بن مسلمؓ نے کہا میں نے اپنی مسجد والوں کو دیکھا کہ وہ رمضان میں نماز پڑھاتا۔ اور

لوگ اس کی اقتدار میں نماز پڑھتے۔ لوگ مسجد کے کونے میں اکیلے اکیلے نماز پڑھتے تھے۔

لوگ ابن زبیر کے عہد میں ایسا مدینہ کی مسجد میں کرتے تھے۔ شیعہ کہتے ہیں، اسحاق بن اسود کہتے تھے۔ قرآن ہی مسجد  
صاف باندھتے اور امام لوگوں کو نماز پڑھاتا اور وہ علیحدہ پڑھتے تھے۔

سعید بن جبیر بذات خود نماز مسجد میں پڑھتے، اور امام لوگوں کو نماز پڑھاتا۔ ابن ملیکہ نے رمضان میں مقام کے پیچھے کھڑے  
ہو کر نماز پڑھتے۔ بعض مسجد میں آپ کی اقتدار کرتے اور بعض اپنے گھروں میں اس کی اقتدار کرتے۔

یحییٰ بن وثار نے۔ لوگوں کو رمضان میں نماز پڑھاتے اور لوگ اپنی اپنی نماز علیحدہ مسجد کے کونے میں پڑھتے۔  
ابراہیم کہتے ہیں کہ عابد لوگ مسجد کے کونے میں نماز پڑھتے اور امام لوگوں کو رمضان المبارک میں نماز پڑھاتا۔

ابن محرز۔ رمضان المبارک میں مسجد کے آخری کونے میں نماز پڑھتے اور لوگ مسجد کے اگلے حصہ میں پڑھتے۔  
مجاہد کہا کرتے تھے۔ جب آدمی کو دس سوڑیں یاد ہوں تو بار بار پڑھے اور رمضان میں امام کے پیچھے نہ پڑھے۔

یحییٰ بن ایوب کہتے ہیں۔ میں نے یحییٰ بن سعید کو دیکھا عشاء کی نماز مدینہ کی مسجد میں امام کے ساتھ پڑھتے پھر وہ گھر  
چلے جاتے۔ میں نے آپ سے پوچھا وہ فرمانے لگے میں نے پہلے مسجد میں قیام کیا کرتا تھا پھر میں نے ایسا کرنا چھوڑ دیا

اگر مجھے طاقت ملے تو قیام مع جماعت پسند ہے۔

مالک نے بیان کرتے ہیں عمر بن اصحاب فضل اور دانش سے دیکھتے اور وہ ایک عابد اور نیک آدمی تھا مجھے ایک  
آدمی نے بتایا اس کا قرآن رمضان میں سنا جاتا تھا۔ وہ قرآن پاک کو روزانہ رمضان میں شروع کرتے اور روزانہ قرآن کو

ختم کر دیتے۔ آپ رمضان میں عشاء کی نماز پڑھ کر۔ گھر آجاتے اور جب ۲۲ ویں رات ہوتی اس رات لوگوں کے ساتھ  
قیام کرتے۔ اس دن کے علاوہ کسی رات میں نہ قیام کرتے کسی نے کہا آدمی روزانہ ختم قرآن کرتا ہے اس نے کہا کہ یہ

اس نے بہت بہتر کیا ہے۔ قرآن مجید ہر خیر کا امام ہے۔

قبیہ کہتے ہیں۔ کہ میرے پیچھے سفیان ثوری نے ایک ترویج رمضان میں ادا کیا۔ پھر آپ الگ ہو گئے۔ پھر  
آپ نے ایک ترویج یعنی ہم رکعت نماز ادا کی۔ آپ قرآن کی تلاوت بلند آواز سے پڑھتے۔ جی کہ آپ مجھے سخت

سست کہتے۔ پھر آپ میرے پیچھے ایک ترویج پڑھتے پھر آپ اپنا جوتا اور غذائی تھیلی پکڑ کر گھر چلے جاتے۔  
اور میرے ساتھ تڑپڑھنے کا انتظار نہ کرتے۔

ابو اسحاق فزازی نے رمضان المبارک میں مسجد کے آخری حصہ میں ستون کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور امام لوگوں کو نماز  
پڑھاتا اور آپ خود علیحدہ نماز پڑھتا۔



امام شافعی فرماتے ہیں اگر آدمی نماز رمضان میں اکیلا گھر پڑھے تو میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور  
جماعت سے نماز ادا کرے تو احسن ہے۔

ابودرداء کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا۔ امام لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھانے اور لوگ اس کے  
ساتھ مسجد میں نماز ادا کریں۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک امام کی اقتداء بہترین عمل ہے۔

## امام قیام میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھے

حضرت عائشہ کا غلام ذکوان رمضان کے قیام میں قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا۔ ابن شہاب سے کسی نے سوال کیا  
کیا امام قرآن مجید پر دیکھ کر رمضان میں نوافل پڑھ سکتا ہے آپ نے جواب میں کہا شروع اسلام سے لوگ ایسا کرتے  
آئے ہیں ہمارے بزرگ بھی قرآن پر دیکھ کر پڑھتے تھے۔

ابراہیم اپنے اہل و عیال کو رمضان میں قیام کراتے اور انہیں حکم دیتے کہ نماز میں قرآن پر دیکھ کر پڑھو۔ اور  
فرماتے بلند آواز سے پڑھو تاکہ مجھے سنائی دے۔

قتادہ کا بیان ہے۔ سعد بن مسیب اگر رات کو قیام کرنے والے کو قیام کرنے والے کو قرآن مجید یاد ہے۔  
تو قیام میں وہ مصحف پڑھا لے اگر نہیں تو قرآن پر دیکھ کر پڑھے۔

سن فرماتے ہیں قرآن پر دیکھ کر نہ پڑھے ہاں جو اسے یاد ہے بار بار نمازیں دہراتا رہے۔ کیونکہ مصحف پر دیکھ کر  
پڑھنا یہود کا طریقہ ہے۔ قتادہ کہتے ہیں مجھے سعید کا قول بہت پسند ہے۔

ابو سب کتے ہیں۔ محمد اقلی نماز میں قرآن پر دیکھ کر پڑھے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے۔ یحییٰ بن سعید انصاری  
رمضان میں رات کے قیام میں قرآن پر دیکھ کر پڑھتا بلاشبہ جائز قرار دیتے۔

ابن وہب کہتے ہیں حضرت امام مالک سے سوال کیا گیا کہ ایک سچا ایسی ہے وہاں کا امام حافظ قرآن نہیں۔  
وہ رمضان مبارک کے قیام میں ایک شخص کو امام بنا لے اور وہ قرآن پر دیکھ کر جماعت کرے اسے یہ عمل کیا ہے۔  
آپ نے جواب میں کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسرا سوال کیا گیا کہ کیا ایسے شخص کے یعنی جو دیکھ کر قرآن پڑھتا ہے  
پہچھے حافظ قرآن نماز پڑھ سکتا ہے فرما نے لگے حافظ نوافل گھر میں ادا کرے۔

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں فرضی نماز میں قرآن پر دیکھ کر پڑھائی جا سکتی ہے۔  
دوسرا سوال کیا گیا کیا رمضان کے نوافل میں قرآن پر دیکھ کر قیام کیا جا سکتا ہے آپ نے جواب دیا مجبوری کی سمالت

میں اجازت ہے۔ مسلک اسحاق کا ہے۔

## جس نے مصحف پر دیکھنا مکروہ قرار دیا ہے

عش<sup>۱</sup> کہتے ہیں ابراہیم فرمایا کرتے تھے نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا اہل یہود کی مشابہت کی بنا پر مکروہ ہے۔  
لیث<sup>۲</sup> کہتے ہیں حضرت مجاہد بھی ایسا کرنے کو مکروہ کہتے تھے۔

سیمان بن خنظلہ<sup>۳</sup> ایک مسجد میں گزرتے اور ایک امام قرآن پاک کو سٹول پر رکھ کر جماعت گزار رہا تھا۔ آپ نے قرآن اٹھالیا اور سٹول کو باہر پھینک دیا اور ساتھ ہی کہا یہ مکروہ ہے۔

شعبی<sup>۴</sup> کہتے ہیں کہ قرآن پاک پر دیکھ کر امامت کرنا مکروہ عمل ہے۔

سفیان ثوری<sup>۵</sup> فرماتے ہیں کہ رمضان اور غیر رمضان میں قرآن پر دیکھ کر جماعت کرنا مکروہ ہے کیونکہ اہل کتاب سے تشبیہ ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ<sup>۶</sup> فرماتے تھے جس نے قرآن مجید پر دیکھ کر امامت کرائی اس کی نماز فاسد ہے۔ عبالحسین<sup>۷</sup> (امام محمد اور امام ابو یوسف<sup>۸</sup> کہتے تھے نماز پوری ہوگئی لیکن کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ طریقہ اہل کتاب کا ہے۔

محمد بن نصر<sup>۹</sup> فرماتے ہیں کہ صرف امام ابو حنیفہ<sup>۶</sup> نے قرآن پر دیکھ کر نماز پڑھاتے واسے کی نماز کو فاسد کہا ہے ورنہ بعض نے صرف کراہت پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ عمل اہل کتاب سے تشابہ رکھتا ہے اور کسی اہل علم نے یہ علت بیان نہیں کی۔

نماز کے فاسد ہونے کی وجہ کوئی سمجھ نہیں آتی کیونکہ قرآن کا قرأت کرنا نماز کا عمل ہے۔ قرآن مجید میں دیکھنا ایسا ہی ہے جس طرح کہ آدمی دوسری اشیاء کو حالت نماز میں دیکھتا ہے اگر کلام نہ بھی کرے تو اس کی نماز برزعم امام ابو حنیفہ<sup>۶</sup> فاسد ہو جائے گی۔

محمد بن نصر<sup>۹</sup> فرماتے ہیں قرآن مجید کو کتب حساب اور دوسری کتابوں سے تشبیہ دینا بعید ہے۔ کیونکہ قرآن مجید پڑھنا نماز کی جڑ ہے۔ دوسری کتب حساب وغیرہ پڑھنا نماز کی جڑ نہیں ہے۔ بس جس نے قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کتاب کا مطالعہ حالت نماز میں شروع کر دیا اس کی نماز شبہ سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق غیر نماز کا عمل نماز میں کر دیا۔ اس کی نماز فاسد ہوگی۔

حضرت عائشہ<sup>۱۰</sup> فرماتی ہیں ابو بکر<sup>۱۱</sup> نے حضرت مسلم کو بطور تحفہ لیکش کی چادر پیش کی اس میں کچھ نشانات تھے

آپ نے اس میں نماز ہو لی۔ جب فارغ ہوئے قرآن نے لگے یہ چادہ اوجھڑ کر واپس کر دو۔ کیونکہ اس کے نشانات نے مجھے ایسا غافل کیا ہے۔ قریب تھا کہ مجھے یہ چادر فتنہ میں ڈال دیتی۔

## رمضان کے قیام میں اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا

ابن شہاب بیان کرتے ہیں۔ قرآن حضرت ہمیشہ ہر ایک رمضان میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بلند آواز سے پڑھتے۔ کیونکہ یہ ان کا دستور تھا۔

فَعُوذُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ سُبْحَانَكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولا کریم رحیم۔ مولا کریم رحیم تجھ سے شیطان مردود کی پناہ چاہتے ہیں۔ تو ہمارا مطالبہ سنا اور جانتا ہے۔ تیری ذات نالی ہے۔ اللہ کے اسم پاک سے یہ کتاب شروع ہے جو بار بار رحیم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

ابوزناد بیان کرتے ہیں۔ میں قراؤں ایسا پایا کہ وہ رمضان پاک میں اپنی قرأت کا آغاز اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ سے کرتے پھر دوسری تلاوت شروع کرتے خود آپ ہر رمضان میں ایسا کرتے۔ حتیٰ کہ وفات تک ایسا عمل کرتے رہے۔

عمر بن عبدالعزیز گمے قاری اَعُوذُ بِاللّٰهِ ہمیشہ رمضان میں پڑھتے تھے۔

جویری کہتے ہیں یہ قرائیں ماہ رمضان میں کہا کرتے۔ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ لَنَا رَمَضَانَ وَسَلِّمْ لَنَا مِنْ شَرِّ رَمَضَانَ وَسَلِّمْ لَنَا مِنْ شَرِّ رَمَضَانَ وَسَلِّمْ لَنَا مِنْ شَرِّ رَمَضَانَ۔

مولا کریم ماہ رمضان کے لئے ہمیں سلامت رکھنا اور رمضان کو ہماری سلامتی کا باعث بنانا اور ہماری عملی پونجی کو تباہ فرمانا۔ موصوف اہل مدینہ کا حال سنار ہے تھے۔ وہ سورہ فاتحہ سے فارغ ہو کر آخر میں ربنا انا نعوذ بک مولا کریم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ پڑھتے تھے۔

ابن وہب کہتے ہیں۔ میں نے امام مالک سے سوال کیا پہلا یہ تھا کیا قاری نعلی نمازیں اَعُوذُ بِاللّٰهِ پڑھ سکتا ہے اور اسی طرح ماہ رمضان میں قرأت سے بلند آواز سے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے اس مبارک ماہ میں اجازت ہے اسی طرح بلند آواز سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بھی۔ اس مبارک ماہ میں پڑھ سکتا ہے۔

ابن قاسم کہتے ہیں امام مالک سے یہ سوال کیا گیا کیا امام تکبیر تحریم کے بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم سے اٹھنا چاہئے ہے آپ نے فرمایا ہاں رمضان میں اجازت ہے کیونکہ ہمارے قاری ایسا کرتے ہیں اور یہ امر قدیمی ہے۔

حضرت اسحاق فرماتے تھے ماہ رمضان میں امام کو ہر سورۃ سے قبل بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہئے ہے اور آپ نے عبد اللہ بن مبارک کا یہی قول بتایا اور ابن مبارک فرمایا کرتے تھے جس نے قیام رمضان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ہر سورت سے پہلے پڑھنا ترک کر دیا اس نے قرآن مجید کی ۱۱۳ آیات چھوڑ دیں۔ اور نہ ہی اس نے قرآن مجید کو ماہ رمضان میں ختم کیا۔

## رمضان کی پہلی رات میں کیا پڑھنا چاہیے

اہل مدینہ ماہ رمضان کی آمد پر پہلی رات میں سورت فتح (انا فتحنا لک فتحاً مبراً) پڑھتے تھے۔

## تراویح میں امام کی قرأت خاموشی سے سنتنا

ابن جریر کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا مقتدی امام کی اقتدار کن حالتوں میں کرے آپ نے فرمایا صرف قرأت میں اعوذ باللہ اللہ اکبر۔ تشهد، خود پڑھے کیونکہ ان میں امام کی اقتدار واجب نہیں ہے۔

حضرت عطاء کہتے ہیں امام کی قرأت سن لے اور اس کو خوب سمجھے ہاں صرف سورہ فاتحہ ضرور امام کے پیچھے پڑھے۔ میں نے حضرت جریر سے کہا اگر ایسا ہو کہ امام کی قرأت کو خوب سمجھ لوں اور وہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کروں۔ فرمانے لگے خاموشی سے سن۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

امنتموا خاموشی کروا فاسمعوا لہا اور عہد سے سنو۔ قیام کی حالت میں۔ میں قاری کی قرأت سن لوں اور اسے خوب سمجھ لوں تو میں خاموش ہوں فرمانے لگے ہاں یہ چیز فرض نہیں ہے۔ قرأت کو سمجھو اور خاموشی اختیار کرو۔ میں نے کہا ظہر کے قیام میں قرأت کرنا کیسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں سورت فاتحہ اور ایک مختصر سورت اور سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ بعد میں پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا۔ اگر ایسا ہو کہ امام کی آواز نہ سنی جائے اور نہ ہی قرأت سمجھ آئے تو آپ نے فرمایا آپ کی مرضی پر موقوف ہے۔

## قرآن کو قیام رمضان میں غما سے پڑھنا

نوفل بن ایاس صہبی کہتے لوگ مسجد میں ماہ رمضان میں قاری کی حق قرأت پر مائل ہوتے ہیں۔ سیدنا عمرؓ بن خطابؓ نے گئے لوگوں نے قرآن مجید کو گانا بنا دیا۔ بجز اگر مجھے طاقت ملی تو اسے بدل دوں گا یہ دن نہیں گزرے تھے۔ کہ آپ نے ابی بن کعب کو امارت کے لئے مقرر کر دیا۔ بعد آپ فرماتے تھے کہ اگر یہ بدعت ہے۔ تو میں اسے بہترین بدعت کہتا ہوں۔ ان کا منہ ہذا البدعت لعمرت البلاء ایوبؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک مدنی جو عیراق سے تشریف لایا۔ اس کا نام بیدق تھا۔ وہ طہیہ میں قیام پذیر ہوا۔ لوگوں نے اسے رمضان میں نماز پڑھانے کے لئے مقرر کر لیا۔ ایک دن لوگوں نے حضرت سالمؓ سے کہا کہ آپ ضرور تشریف لائیں چنانچہ اصرار یہم کی بنا پر تشریف لائے آپ جب مسجد میں داخل ہوئے تو راءاپس چلے گئے۔ کہنے لگے غما رہتا ہے۔ یہ گانا ہے۔ یہ گانا ہے۔

حسن آواز نکال کر قرآن کو پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے۔

ایاس بن معاویہؓ اس قاری کی قرأت کو محبوب جانتے تھے اور فرماتے اگر تو گانے والا ہے۔ تو

اشعار پڑھو نہ قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

سید بن جبیرؓ نے ایک آدمی سے کہا تم نے میرے بعد کیا ایجاد کیا ہے۔ اس نے جواب دیا ہم نے تم سے بعد کوئی نیا کام شروع نہیں کیا ہے۔ فرماتے تھے ہاں عیش اور اس سے قبل قرآن مجید غما سے سناتے ہیں۔ عیش کے پاس ایک شخص نے الجمان کے ساتھ قرآن مجید پڑھا۔ تو آپ واپس چلے گئے اور کہنے لگے کہ حضرت انسؓ سے سانسے ایسا واقعہ پیش آیا تو آپ نے اسے مکروہ جانا اس لئے میں مکروہ جانتا ہوں۔

عس غماریؓ نے ایک دن موت کی خواہش کی۔ اس کے چچا زاد بھائی کہنے لگے آپ موت کی آرزو کیوں کرتے

ہیں حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کی آرزو مت کرو۔ کیونکہ یہ عمل کو کاٹ دیتی ہے۔ اور نہ آدمی واپس آتا

ہے کہ وہ توبہ کرتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ چھ چیزوں کی آمد سے پہلے وفات پا جاؤں۔ وہ دلیل ہیں۔

۱۔ فیصلہ میں ظلم کرنا۔ ۲۔ قتل کے بعد کسی کی سستی کرنا۔ ۳۔ اور سہارا دانا نالوں کی امارت۔ ۴۔ قطع رحمی کرنا۔ ۵۔ کثرت شہرہ

۶۔ جو آدمی قرآن مجید کو بانسری کی طرز پر پڑھے۔ گانا گائے۔ اور اس شخص کو آگے کریں گے جو ان سے بہتر نہ ہوگا اور

فقیر ہوگا۔ صرف ان کو گانے کی طرز پر قرآن پاک سنائے۔

امام مالکؒ مسجد میں ماہ رمضان کے قیام میں قرآن مجید کی تلاوت گانے کی طرز پر پڑھنے کو مکروہ کہتے تھے۔  
امام شافعیؒ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو غنارے سے نہیں پڑھتا وہ ہم سے نہیں ہے موصوف فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ تکلف سے قرأت کرتا ہے محبوب ہے۔ ورنہ حسن انداز سے محبوب ہے۔

## جس نے نماز کو تراویح کے درمیان مکروہ جانا،

عیادہ بن صامتؓ تراویح کے بعد لوگوں کو دیکھتے کہ وہ رمضان میں نماز پڑھ رہے ہیں جب وہ اس کی بات نہ مانتے تو کھڑے ہو کر مارتے۔

عقیر بن عامرؓ رمضان میں ایک آدمی مقرر کرتے تاکہ تراویح کے بعد کوئی نفل نہ پڑھے۔

ابو دردار کہتے۔ جس نے دوران تراویح نماز پڑھی وہ ہم سے نہیں ہے۔ عمران بن مسلم نے ایک آدمی کو دیکھا وہ ماہ رمضان میں دو تراویحوں کے درمیان نماز پڑھ رہا ہے اسے کھینچ کر کہنے لگے قوم کی مخالفت نمازیں درست نہیں ہے۔

حضرت امام احمدؒ سے سوال کیا گیا کیا امام اور مقتدی درمیان تراویح نماز پڑھ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کسی کو اجازت نہیں ہے۔ دوسرا سوال یہ کیا گیا کہ لوگوں نے ۵ ترویحات پڑھے لیکن اس کے درمیان کوئی آرام نہیں کرتے۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں؟ فرمانے لگے کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت اسحاقؒ تراویح کے درمیان نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے۔

ترجمہ: لفظ تراویح۔ اس کی جمع ترویج ہے۔ جس کے معنی راحت اور آرام کے ہیں چار رکعت پڑھ کر نمازی آرام کرتے تھے۔ یہ لفظ دور نبوی میں نہیں ملتا ہاں صحابہ کے دور میں یہ لفظ استعمال میں لایا گیا تھا۔ ترویج چار رکعت کا کہلاتا تھا۔ مترجم۔

## تراویح کے درمیان نماز پڑھنے کی اجازت

حضرت امام زہریؒ سے سوال کیا گیا۔ دو رکعت تراویح پڑھ کر بعدہ نوافل پڑھ سکتا ہے آپ فرمانے

لگے تمہاری قوت پر مبنی ہے۔ اگر طاقت ہو تو نماز پڑھ لو۔ اس پر ذیل بزرگان دین کا عمل شاہد ہے۔

۱۔ عامر بن عبد اللہ بن زبیرؓ۔ ۲۔ ابو عمروؓ۔ ۳۔ سعید بن عبدالعزیزؓ۔ ۴۔ لیسث بن سعدؓ۔ ۵۔ ابن جابرؓ۔ ۶۔ ابو بکر بن عزمؓ۔  
۷۔ یحییٰ بن سعیدؓ۔ ۸۔ ابن عبیدہؓ۔ ۹۔ قیس بن رافعؓ۔ ۱۰۔ اوزاعیؓ۔ ۱۱۔ ابن مبارکؓ۔ ۱۲۔ ابو معاویہؓ۔ ۱۳۔ یحییٰ بن حسنؓ۔ ۱۴۔ امام مالکؓ۔ اس میں کوئی حرج نہ محسوس کرتے تھے۔

حضرت قتادہؓ فرماتے دو ترویحوں کے دوران نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہاں اگر وہ پھر امام کے ساتھ مل کر نماز پڑھے۔ تو نماز پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے تو جائز ہے اور ہمیں کہتے اگر کوئی دو ترویحوں میں نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے ہاں شرط یہ ہے کہ یہ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے۔

صفوانؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ایشاخ دو ترویحوں کے درمیان نماز پڑھتے تھے اور بعض نہیں بھیڑتے تھے۔  
عبدالرحمن بن اسودؓ درمیان ۴ رکعت کے ایک رکعت نفل پڑھتے تھے۔  
عبیدہ بن ابی لہاسہؓ فرماتے ہیں رقیام رمضان کی ہر ۴ رکعت میں نفل نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔  
ہم ایک فرہنی نماز سے دوسری فرہنی نماز تک نوافل پڑھتے ہیں یہ بہتر ہے کہ فرائض کے بعد نوافل پڑھے جائیں۔

## تابالغ کو قیام رمضان میں امام بنانا

عمر بن سلمہؓ بیان کرتے ہیں کہ چند آدمی ایک قبیلہ کے رسول کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے یہ سنا کہ امام وہ شخص ہے جس کو قرآن مجید زیادہ یاد ہو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے امام بنا لیا۔ میں علم (تابالغ) بچھو تھا۔ پھر میں یہ ڈیوٹی ادا کرتا رہا۔

حضرت عاصمؓ کہتے وہ اپنی قوم کی جملہ امامت (جنازہ اور غیر جنازہ) کی ڈیوٹی ادا کرتا رہا۔  
عمر بن سلمہؓ اپنی امامت کا فلسفہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم سلمہؓ بیان کرتے ہیں ہماری رہائش ایسے مقام پر تھی جہاں کہ پانی کی کثرت تھی۔ قافلے وہاں آکر ٹھہرتے اور پانی کا استعمال کرتے اور جب بھی کوئی قافلہ آتا ہم اس سے کئی امور دریافت کرتے۔ اور ہم یہ بھی سوال کرتے کہ ایک عرب میں مدعی نبوت شخص ہے اس کے متعلق تمہیں کوئی خبر ہو تو ہمیں بتانا تاکہ میں اپنے دل کی پیاس کو اس کے دیدار سے بجھا سکوں۔ اور عرب اس کے اسلام اور فتح کی انتظار میں تھے۔

تاکہ اسے اور اس کی قوم کا جائزہ لیں۔ ہاں اگر وہ اس علاقہ میں آگیا تو سچا نبی ہوگا۔ جب کہ شدہ میں فتح ہوا۔  
 قہر قلیبی نے اسلام میں داخل ہونے کی خواہش کی چنانچہ کچھ لوگ داخل ہو گئے اور میں بھی اپنے خاندان کی طرف سے  
 آنحضرت کے پاس گیا اور حقائق کی جستجو کرنا رہا واپس آکر فرما نے لگے بعد میں سچ رسول صلعم کی طرف سے آیا ہوں۔  
 بخدا وہ نبی صادق ہے اور وہ نماز کی اس طرح تلقین کرتا ہے اور اوقات صلوٰۃ اس طرح متعین کرتا کہ نماز کی  
 صورتیں اس نے یوں بیان کی ہیں اور ساتھ ہی اس نے بتایا ہے کہ نماز کے وقت پر ایک اذان کہیے اور جو  
 قرآن زیادہ جانتا ہے وہ جماعت کرائے چنانچہ اس جگہ پر رہائش کرنے والوں نے میرے سوا کسی کو قرآن کا  
 حافظ نہ پایا۔ انہوں نے مجھے امام بنا دیا۔ میری عمر اس وقت ۴۰ یا ۵۰ برس کی تھی۔ اور میرے تن پر سوائے  
 پتلا در کے کچھ نہ تھا۔ ہمارے قبیلہ کی ایک عورت میری علوم ستر کی حالت کو دیکھ کر کہنے لگی عطا وسعت  
 اماہ سکرم اپنے امام صاحب کے ستر ڈھانپنے کا اہتمام کرو۔ چنانچہ انہوں نے اس کی اپیل پر ایک قمیص،  
 معتدل لہجہ کپڑے کی بنا دی۔ جو کہ چھ درہم یا سات درہم قیمت کے تھے۔ لپا ایا ۱۱ اور پے کے تھے میں نے  
 قیمتیں دیکھی کہ بہت خوشی کی۔

اشعر بن قیس اپنے علاقہ کے امیر تھے۔ آپ نے ایک نابالغ بچے کو امامت کے لئے آگے کر دیا۔

لوگوں نے اسے منسوب جانا آپ نے جواب دیا میں نے قرآن پاک کو مقدم کیا ہے۔

عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم نابالغ طالب علموں کو رمضان مبارک میں امام بناتی تھیں۔ پھر ہم اللہ کے لئے زودتی

اور شہوتی ہوئی چیزوں کا اہتمام کرتی تھیں۔

حسن فرماتے۔ نابالغ بچہ رمضان میں امامت کو اسکا ہے بشرطیکہ حسن قرأت اچھا بنا ہو۔

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ہمارے دور میں ہمیشہ نابالغ رمضان اور غیر رمضان میں نماز پڑھاتے رہے

ہیں اور قرآن مجید پڑا نہیں پورا پورا عبور ہوتا تھا۔

حضرت لیت فرماتے ایسا امام بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یحییٰ بن سعید فرمایا کرتے تھے کہ نابالغ بچہ فرائض کی جماعت نہ کرائے ہاں رمضان المبارک میں

اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن عباس کا قول ہے کہ نابالغ جماعت کرا سکتا ہے یہ قول حضرت عطاء کا ہے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے نابالغ فقیہ اور فہم کی امامت کے متعلق سوال کیا



تو آپ نے جواب دیا میں اس کے حق میں نہیں ہوں پھر سوال یہ کیا کہ نابالغ کیسی کے گھر میں امامت کرا سکتا ہے۔ دوسرے کو کوئی اجازت نہیں ہے ہاں ایک صورت ہے گھر والا اگر پورا جائزہ لے لے تو پھر وہ اپنا حق دے سکتا ہے جس پر غیر نابالغ جماعت کرا سکتا ہے۔

عجاہ فرماتے نابالغ جماعت نہیں کرا سکتا۔ حضرت ابراہیمؑ فرماتے نابالغ فرض نماز کی امامت نہیں کرا سکتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ نابالغ کی امامت کو مکروہ جانتے تھے۔

حضرت امام مالکؒ رمضان اور غیر رمضان میں نابالغ کی امامت کو جائز نہ کہتے تھے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر نابالغ نماز کے مسائل کو جانتا ہو اور نابالغ بھی پڑھنے والے موجود ہوں۔ تو

اس کی امامت بلاشبہ جائز ہے اور پسندیدہ امر ہے۔ ہر نابالغ ہی امامت کرا سکتے۔ یا نابالغ پھر وہ امام ہوگا جو کہ نماز کے تمام متعلقہ مسائل سے بجز ہو۔

ابودرداءؒ کہتے ہیں میں نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے نابالغ کی امامت کا سوال کیا اور سنا تو یہی

کہا کہ عمرو بن سلمہؒ نابالغ نے جماعت کرائی تھی آپ نے جواب دیا نابالغ کی امامت ٹھیک نہیں ہے۔ اور عمروؒ والا معاملہ ابتداء اسلام کی بنا پر تھا۔

حضرت اسحاقؒ فرماتے ہیں نابالغ نماز کے مسائل پر واقف نہ رہتا تو اس سے اجازت ہے۔

کیونکہ ارشاد نبوی صلیم ہے۔ کہ قوم کی امامت وہ کرے جو قاری ہے اگرچہ وہ نابالغ ہو اور دلیل مستحکم ہے۔

حضرت سیوطیؒ نے ابی سلمہؒ سے کہا ہمیں کوئی حدیث بیان کرو آپ نے پھر یہ حدیث بیان کی۔ کہ

جب سفر میں آدمی ہوں تو ان میں جو زیادہ قرآن کا قاری ہے وہ جماعت کرا سکتے اگرچہ چھوٹا ہو۔

حضرت اسحاقؒ فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو اجازت نہیں ہے کہ امامت کے لئے نابالغ کو آگے

کھڑا کر دے۔ کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ حضرت عمرو بن عبد العزیزؒ کے بیٹے نابالغ کو لوگوں نے امامت کے لئے

کھڑا کر دیا۔ آپ نے اپنے عمال کو ڈانٹا کہ تم نے میرے بیٹے کو لوگوں کا امام بنا دیا ہے اس کی عمر ناچھتہ

ہے اور یہ عمر لوگوں کی امامت کے قابل نہیں ہے۔

آپ کو یہ واقعہ بھی ذہن نشین کرنا چاہیے کہ حضرت اشعث بن قیسؒ نے ایک بچے کو امامت کے لئے

کھڑا کر دیا تھا۔ تو عوام نے ڈانٹا تو اس نے جواب دیا میں نے قرآن کو مقدم کیا ہے اور بچے آئمہ مساجد

کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔

ابوماک شہری نے اپنی قوم سے یوں مخامخ ہو کر کہا۔ میں تمہیں رسول اکرم صلعم کے طریقے کے مطابق نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلے صف آدمیوں کی، پھر بچوں کی پھر عورتوں کی۔  
راشد بن سعید کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو پہلی صف میں کھرا کرنے سے منع کیا۔  
حضرت حذیفہؓ بچوں کی صف میں تفریق کرتے تھے۔

مصر کہتے ہیں ابن مجیبؓ بیان کرتے ہیں ہمارے بزرگ مجھے صف سے نکال دیتے تھے بچہ ہونے کی بنا پر۔  
اسحاق فرماتے کہ بچہ کی عمر جب سات سال کی ہو تو اسے مسجد میں داخل ہونا منع ہے اگر مانتے تو توجہ بھی  
نہیں ہے۔

وہ صف اول میں کھڑے ہونے سے روکتے تھے۔ سات سال کے بچے کو مسجد سے نکالنا جائز نہیں  
ہے کیونکہ رسول اکرم صلعم نے حکم دیا ہے سات برس کے بچے کو نماز پڑھاؤ۔ مشکوٰۃ ج ۱  
ہاں بچے سات سال کی عمر میں ہوں تو انہیں غیر اوقات صلوٰۃ میں مسجد سے نکال دینا چاہیے۔ یہ اس  
صورت میں ہے جب وہ اس عمر یا اس سے کم عمر میں آکر مشور اور ہنگامہ برپا کریں۔ اگر وہ اس عمر میں نماز کی حالت  
میں آئیں تو منع نہیں ہے۔ حضرت عبداللہؓ فرمایا کرتے اپنے بچوں کو نماز کا پابند بناؤ اور انہیں خیر (بھلائی) کی  
عادت ڈالو۔ کیونکہ عادت بچپن کی ملتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے نابالغ بچے کو مسجد میں لاکر پہلے عادی بنایا  
جائے۔ تاکہ وہ بڑا ہو کر فرائض سے غافل نہ ہو جائے۔ اور بچپن کی عمر کی عادت اور خصلت بڑھاپے تک موثر  
ہوتی ہے۔ جس سے فرائض میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

بچوں کی فرہیت کی مختلف صورتیں ہیں۔ بلوغت کی نشانی ۱۵ برس کی عمر ہے۔ لڑکیوں کی بلوغت عمر پر  
بھی نہیں ہے۔ جب شریعت کے مسائل کو لڑکے جان لیں تو پھر نماز، روزہ، زکوٰۃ اور جرائم پر حدود جاری  
کی جائیں گی۔

سعید بن مسیبؓ کا قول ہے جب بچہ نماز کی تعداد اور رمضان کا روزہ رکھنے لے تو اس کا ذبیحہ اور اسی کے  
پہچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

علامہ ابن محمد لفر بچوں کے سلسلہ میں یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ عام طور پر بچے کپڑوں اور جسم کی صفائی سے  
عاری ہوتے ہیں اور نہ ہی نماز کے سنی نیت، اخلاص، خشوع، اور حضور سے ناواقف ہوتے ہیں۔

اور امام اپنے مقتدیوں کیلئے استغفار کی دعا کرتا ہے۔ بصورت سفارشی کے اور اسی پر رحمت کا نزول ہوتا ہے تو اس بنا پر امامت کیلئے قوم بہترین آدمی کا انتخاب ضروری ہے۔ جو نماز کے جملہ مسائل سے واقف ہو، اور عالم اور قاری قرآن ہو۔ اور نماز کے تمام عواض سے بھی واقف ہو، احسن فرماتے ہیں لوگ بہترین امام اور موعظ رکھتے تھے موصوف فرماتے نابالغ کو امامت کا حق نہیں ہے کیونکہ آداب طہارت اور نماز سے بالکل عاری ہوتا ہے۔ عمرو بن عبدالعزیز نے اپنے لڑکوں کو طائف میں قرآن پڑھنے کے لئے بھیجا، عبدالعزیز نے قرآن مکمل کر لیا۔ کیونکہ یہ پڑھا لڑکا تھا۔ رمضان المبارک میں لوگوں نے اسے امام بنالیا۔ طائف کے غشی نے لکھا، بطور خوشخبری کہ آپ کا لڑکا اس سال مصلیٰ سنارہا ہے۔ اس نے جواب میں لکھا، کہ بہت افسوس ہے۔ آپ نے اسے امام بنایا ہے جس میں بچپن کی گھٹی تھنیک ابھی تازی ہے اور مسلمانوں کی امامت کے لئے وہ ایک بچہ قوم میں ایسا ہے وہ نماز اور طہارت کے مسائل پر عبور رکھتا ہے اور قوم میں ایسا آدمی موجود نہیں ہے تو رمضان میں ایسا بچہ جماعت کرا سکتا ہے، کیونکہ اس کی اقتداء کرنے والے نوافل پڑھ رہے ہیں۔ اور نوافل کی امامت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اگر اختلاف ہے تو فرض نماز کے ادا کرنے میں ہے۔

اصحاب رائے کے مذہب پر ایسے بچے کی امامت فاسد ہے، کیونکہ امام نقل پڑھا رہا ہے اور وہ فرض ادا کر رہے ہیں، کیونکہ وہ لوگ متنفل کے اقتداء میں فرض نہیں پڑھتے،

ابو عمر رضی - فرمایا کرتے تھے۔ بچہ (نابالغ) فرضی نماز کی جماعت نہیں کرا سکتا۔ ہاں اگر کوئی قاری بالغ موجود نہ ہو تب جائز ہے۔

اور اسی رح نے فرمایا نابالغ کا امامت کرنا سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔ ہاں اگر نماز پڑھا کے تو ہو جائے گی۔ امام شافعی رح اور اس کے اصحاب کے مسلک اہل حدیث تحت نماز ہو جائے گی، کیونکہ وہ فرائض متنفل کے پڑھنے کو جائز کہتے ہیں، اس حدیث کی پیروی کرتے ہوئے کہ حضرت معاذ انحضرت کے پیچھے فرض عشاء کے پڑھتے بغیر اپنے محلہ میں جا کر فرض نماز پڑھاتے ان کے نقل اور ان کے فرض ہوتے تھے۔

ترجمہ: مسند ابی یوسف رضی اللہ عنہما ص ۱۰۷ ما دونہ اور شریعتین جامعہ، مسجد سے جا کر پھر واپس مسجد میں کرتا

حضرت سعید بیان کرتے ہیں، حسن اور قتادہ رح رمضان میں مسجد میں آ کر پھر گھر واپس جانے کو مکرہہ جانتے تھے۔

قتادہ رضی - بیان کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے مسجد میں آ کر ماہ رمضان میں پھر گھر واپس جا کر مسجد میں واپس آنا خیر کی امید ہے ہوتا ہے۔ یا بشر سے فریاد ہوتا ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما - ایسا کرنے کو مکروہ جانتے تھے، حضرت امام احمد بن حنبل ایسا کرنے کو مکروہ جانتے تھے  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں اختلاف منقول ہے وہ کہا کرتے تھے جب تراویح ادا کرے تو پھر مسجد میں  
 نوافل پڑھنا احسن نہیں ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح  
 کہتا ہے تو اس وقت لوگوں کو ایام رمضان میں نوافل پڑھتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے آپ نے اسے بدعت قرار  
 دیا۔ اور اگر ایسا کیا جائے کہ کوئی انسان لوگوں کے دروازہ پر منادی کرے ایام رمضان میں تو وہ کیا اپنے  
 اسے جائز قرار دیا۔

مستہم - یعنی نوافل پڑھنا مکروہ اور لوگوں کو بیدار کرنا جائز ہے۔

## رمضان کی امامت پر اجرت لینا

عبداللہ بن معقل نے رمضان میں احباب کو جماعت کرائی، عید الفطر کے دن عبداللہ بن زیاد نے ۵۰  
 درہم اور ایک سوٹ، انہیں بھیجا، آپ نے اس کو یوں کہتے ہوئے واپس کر دیا۔ ہم اللہ کی کتاب پر دنیا سے  
 مزدوری نہیں لیتے،

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں مصعب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن معقل بن مقرن کو رمضان میں حکم دیا کہ وہ جامع مسجد  
 میں نماز پڑھائیں جب روضے ختم ہو گئے تو مصعب رضی اللہ عنہ نے ۵۰۰ درہم رپاک تانی حساب یکصد پچیس اور پے  
 ہوتے ہیں، اور ایک سوٹ دیا آپ نے یوں کہتے ہوئے واپس کر دیا ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اجرت نہیں لیا کرتے۔  
 مالک بن دینار بیان کرتے ہیں میں ایک آدمی سے پوری طرح واقف ہوں۔ اسکے ہاتھ میں لٹھی، اور  
 لو ہاتھ تھا۔ وہ لوگوں سے سوال کر رہا تھا میں نے اس سے پوچھا تو ایسا کیوں کرتا ہے اس نے جواب دیا مجھے  
 فلاں عامل نے پیغام بھیجا تھا تاکہ میں ماہ رمضان میں انہیں رات کا قیام کراؤں۔ میں نے ایسا کیا جب رمضان  
 کا ماہ ختم ہو گیا تو اس نے مجھے انعام اکرام سے نوازا جب وہ معزول ہو گیا۔ اس کے کتب میں یہ تحریر تھا  
 چنانچہ میں نے وہ انعام لے لیا۔ اب میں اس کی تحریر پر انعام و اکرام مانگتا پھرتا ہوں۔ میں نے اسے کہا  
 تو اس کے ساتھ شریک ایک قسم کا کھانا عرب میں رائج تھا،

کر تا تھا۔ اس نے جواب دیا ہاں، تو میں نے اسے کہا اسی کے اثر کی بنا پر تجھے اس مصیبت میں ڈالا گیا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا ایک شخص نماز اجرت لیکر پڑھتا ہے اس کی اور مقتدیوں کی نماز کیسی آپ نے فرمایا  
 کسی بھی نماز نہ ہوئی۔

عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہما - فرمایا کرتے تھے جو شخص اجرت سے نماز پڑھتا ہے مجھے خدشہ ہے کہیں نماز دہرائی نہ

پڑ جائے۔

حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے ایک امام کے متعلق سوال کیا گیا وہ رمضان میں اجرت مقررہ کر کے نماز پڑھاتا ہے۔  
اپنے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ سے عافیت کا طلبگار ہو۔ کون ایسا ہے جو اس کے پیچھے نماز پڑھتا۔ اپنے سے  
اے ناپسند فرمایا۔

## ارض عرب و جنگ میں قیام رمضان کرنا

ابو بلیدہ اللہ بیان کرتے ہیں ہمارا امیر بن مسلمہ تھا۔ اور ہمارے ساتھی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تھے ہم نے روم کی زمین میں اقامت کی اور وہیں روزے رکھتے اور رمضان کا قیام کرتے،

## رمضان کے آخری عشرہ میں کوشش کرنا

ابراہیم بن اسودہ۔ بیان کرتے ہیں میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا بیان کر رہی تھیں کہ آپ رمضان کے عشرہ  
اخیرہ میں اتنی کوشش کرتے کہ اتنی غیر رمضان میں نہ کرتے تھے (ریاض الصالحین)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رمضان کا آخری عشرہ آتا آپ اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے  
اور آپ خود رات بھر بیدار رہتے اور خوب کمر بستہ ہو جاتے۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا مفہوم یہ  
بیان کیا ہے ان آیات میں عورتوں کے بالکل قریب نہ جاتے۔ بعض عرب کا محاورہ پیش کیا۔  
قوم اذا حاربوا شدوا، ما زود حمم۔۔۔۔۔ دون الشیاء لوباہت باطھار

وہ ایسی قوم ہے وہ اپنی کمروں کو اتنے مضبوط رکھتے ہیں کہ عورتوں کے وہ بالکل قریب نہیں جاتے، اگرچہ وہ انفاس  
اور حیض، سے پاک کیوں نہ ہوں۔

داؤد بن عبداللہ معافری نے زینب سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا۔ اس نے جواب میں کہا اگر  
رسول کریم کو اس کا علم ہوتا اور لوگوں کو وہ دن جادیشے تو یقیناً لوگ اس بات کے علاوہ کسی میں قیام نہ کرتے  
اس نے یہ بھی بتایا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ کے عشرہ اخیرہ میں سب گھر والوں کو بیدار  
کرتے، اور عبادت کرتے ہمیشہ وہ کہتے ہیں، کہ اسلاف عشرہ محرم، عشرہ ذی الحجہ، عشرہ اخیرہ رمضان کی  
علاوہ بڑی تعظیم کرتے تھے،

## لیلۃ القدر کی ترغیب دینا، اور اس رات کو تمام سال کی راتوں سے فضیلت زیادہ

ارشاد باری تعالیٰ - انا انزلنہ فی لیلۃ القدرہ وما ادرک ما لیلۃ القدرہ  
 لیلۃ القدرہ - خیر من الف شہرہ ہم نے قرآن کا نزول قدر کی رات میں کیا  
 قدر کی رات کی حقیقت سے آشنا ہیں، لیلۃ القدرہ کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے کہیں بہتر ہے، قرآن کا نزول  
 رمضان کو ہوا)

مالک اپنے ہادوثی انسان سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے مجھے یوں بیان کیا کہ رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں، یا جو بھی منظور تھا، تو آپ کی امت کی عمریں بہت ہی اودھ امتوں  
 سے کم تھیں، اور ظاہر ہے تھوڑی عمر میں اتنا کام بڑا مشکل ہے اس حالت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے، آپ کو بطور انعام  
 القدر سے نوازا)

ابن عباسؓ - فرماتے ہیں آسمان دینا پر قرآن لیلۃ القدرہ میں نازل کیا گیا۔ پھر ضرورت کے تحت مختلف  
 برس میں اتارا گیا۔ پھر آپؐ نے فلا اقسام بمواقع النجوم ایت تلاوت فرما کر فرمایا کہ قرآن قسط وار  
 گیا ہے۔

ابن جریرؒ حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں۔ انا انزلنہ فی لیلۃ القدرہ کہ پورا قرآن مجید  
 لیلۃ القدرہ میں آسمان دنیا سے اتارا گیا۔ بعدہ قسط وار ضرورت کے تحت اتارا گیا تا ثیر قرآن۔ وقالوا  
 انزل علیہ القرآن جملة واحدة، كذلك لتثبت به قلوبنا وترتین  
 مشرکین نے کہا قرآن مجید ایک قسط میں مکمل کیوں نہیں کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا ہم نے اسے آپ کے  
 (قسط وار) اتارا ہے۔ اور ہم اسے اہمہ اہمہ ضرورت کے مطابق اتارتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے قرآن مجید آسمان دنیا لیلۃ القدرہ کی رات میں اتارا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کے  
 کو دیا۔ تو وہ ضرورت پر اتارتے۔

دوسری روایت میں ہے، قرآن مجید آسمان دنیا کے مقام عزت پر قرآن اتارا گیا، پھر جبرائیل  
 ضرورت پر ترتیل کے مطابق اتارتے،

فلا اقسام بمواقع النجوم - کی ابن عباس اور مجاہد نے نجوم کی تفسیر قسط سے کی  
 نیز یہ ابن زریع - حضرت ابن عباس شاگرد عکرمہ بیان کرتے ہیں قرآن مجید پورا آسمان دنیا پر اتارا

پھر اللہ تعالیٰ کو جیسا منظور ہوتا ویسا ہی کر لیتے۔ کسی نے کہا حضرت یزید صاحب، جملہ جملہ - یعنی قرآن قسط در قسط اترا ہے، ہاں اس میں ہے - ثبت ید اخی للہب و تب - انولیب کے ہاتھ پر باو ہو جائیں۔

عظیہ بن اسود نے حضرت ابن عباسؓ کو کہا کہ مجھے نزول قرآن کے بارہ میں شک پیدا ہو گیا ہے اسکا

ازالہ فرمادیں۔

ایک آیت میں ہے - شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن - ماہ رمضان میں قرآن اتارا گیا

دوسری - انا انزلناہ فی لیلۃ القدر - لیلۃ القدر میں اتارا گیا

تیسری - انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ - مبارک رات میں اتارا گیا

چوتھی - لیلۃ رمضان، شوال، ذی قعدہ ذی الحجہ - ماہ میں اتارا گیا،

محرم، ربیع الاول و ربیع الثانی، میں اتارا گیا ہے اس کا حل مطلوب ہے۔

پھر بعدہ قسط وار ایام اور مہینوں میں اتارا گیا۔ ایک آیت میں ہے لوح محفوظ سے سارا اتارا گیا۔

پھر کراماتیں آسمان دینا پر لائے پھر پورے ۲۳ برس جبرائیلؑ آپ پر قسط وار لائے یہ ہے مفہوم

فلا اتمم بمواقع النجوم - اس میں نجوم کا معنی قسط وار ہے۔ و انزلناہ علیہم

انہ لقرا ان کسیریم،

مشرکین نے اعتراض کیا تھا۔ قرآن کریم پورا ایک دفعہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ تو اس کا جواب قرآن نے

یوں دیا۔ وقال الذین کفروا لولا انزل علیہم القرآن لکانت جملة واحدة - اور اسی طرح

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کذلک لنتبہ بہ فوادک ورتلناہ ترتیلاً ہم سے آہستہ آہستہ لگاتار اتارتے ہیں۔

لا یاتونک بمثل الا جناتک بالحق و احسن تفسیراً۔ یہ قرآن جیسی کتاب نہیں لاسکے؟

اور یہ اچھی تفسیر ہے، اگر ہم ایک دفعہ قرآن نازل کرتے۔ تو یہ لوگ آپ سے بار بار سوال کریں گے

تو آپ اس کا جواب..... قرآن مجید میں ہے۔

قد سمع اللہ قول الی تجادلک فی دینک و انت تکتفی الی اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی

بات سن لی جو تجھ سے جھگڑا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف شکوہ کرتی ہے۔

سَیَقُولُ لَکَ الْکَافِرُونَ - پیچھے رہنے والے نہیں رہیں گے۔

سَیَسْئَلُونَکَ فِی الْقُرْآنِ - سوال کرتے ہیں ذی القربین کے متعلق۔

اپنی لہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں، اور اس کے نظائر، قد سمع اللہ قول المتی تجادلک فی زوجھا یہ واقعہ۔ خود کا پیدائش اور ابوہب کی پیدائش سے قبل کا تھا۔ خولہ اگر ارادہ کرتی کہ وہ جھک کر اہل کفر تو خدا کی تقدیر میں لازماً لکھا ہوا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب (روح محفوظ) میں پیدائش سے پہلے لکھ چکا تھا۔

واشلہ بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اول رمضان کو صحف ابراہیم ۱۲ رمضان کو توراہ، ۱۳ رمضان کو انجیل، ۱۸ رمضان کو زبور، ۲۴ رمضان کو قرآن اتارا گیا۔ ایک موقوف روایت حضرت عائشہ، سلمہ بن کہیل سے بروایت ابی مالک۔ فیہا یفترق کل امر حکیم۔ اس میں امر حکیم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یعنی ایک سال سے دوسرے سال تک، رزق خلقت مصیبت وغیرہ کا حساب لکھا جاتا ہے۔ فیہا یفترق کل امر حکم کا ترجمہ ابن عباس نے یہ کیا ہے ام الکتاب میں لیلة القدر کی رات میں جو کچھ ہونا ہوتا ہے یعنی موت، زندگی، رزق، بادشہ، اور حجاج کرام کی حج کا سلسلہ وہ سارا کا سارا لکھ دیا جاتا ہے۔ مترجم۔ لیلة مبارکہ میں شب برأت مراد لینا تفسیر نبوی کے بالکل خلاف اور تمام روایات فضائل بے سند ہیں۔

ابن عباس نے سن کل امر سلاہ۔ سے کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اس ناس میں سرکش، اور باغی جنات اور شیاطین کو جکڑا جاتا ہے اور آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور تائب کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ سلام کا معنی ہے فجر تک ایسا رہتا ہے شام سے صبح تک سلامتی رہتی ہے۔ قتادہ کہتے ہیں خیر من الف شہر۔ اس میں لیلة القدر مراد نہیں ہے۔ مجاہد کہتے ہیں روزے اور قیام کرنا ہزار باہ اور اس کا قیام سے افضل ہے اس میں لیلة القدر نہیں ہے۔ سلام کا معنی ہے اس رات میں کوئی مرض اور شیطانی اثرات رونما نہیں ہوتے۔

ابن عباسؓ میحو اللہ صایثاء ولینثیت صایثاء کا معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں آسمان دنیا سے اترتا ہے اور پورے سال کی تدبیر کرتا ہے۔ بدبختی کو مٹا دیتا ہے اور خوش قسمتی کو آراستہ کر دیتا ہے۔ اس میں ایک روایت میں ہے، یہ دو کتابیں ہیں، ایک کتاب جو جاہل ہے مٹا دیتا ہے کیونکہ اس کے پاس لوح محفوظ ہے۔

حضرت حسن سے پوچھا گیا کیا ہر رمضان میں لیلة القدر ہے بخدا ہر رمضان میں لیلة القدر ہے اس میں ہر چیز کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ موت اور زندگی کا معاملہ لکھا جاتا ہے



سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں: لیلۃ القدر یہ امت محمدیہ کیلئے ہے اس سے کوئی بھی محروم نہیں رہا۔  
 کعب اجارہؓ کہتے ہیں ہم لوح محفوظ میں دیکھتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں گناہ و گنہ گنہ جانتے ہیں۔  
 ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے اس رات کو قیام کیا اسکے سارے  
 گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔  
 عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں جس نے لیلۃ القدر کی رات کا قیام میں رخصت و الہی کے لئے کیا اللہ تعالیٰ اس کے  
 سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ ص ۱۸۲

### آخر عشرہ میں لیلۃ القدر تلاش کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف بیٹھے،  
 اور فرماتے رمضان کے اخیر عشرہ لیلۃ القدر کے تلاش میں کوشش کرو۔ ابی ہریرہؓ کی روایت میں ہے مجھے قدر کی  
 رات دکھائی گئی۔ پھر مجھے گھر والوں نے بیدار کیا جسکے اثر پر میں بھول گیا۔ اسی اخیر عشرہ میں تلاش کرو۔  
 ابن عمرؓ کی روایت ہے جس نے اسے تلاش کرنا ہے اسے اخیر عشرہ میں تلاش کرو۔  
 جابر بن سمرہ کی روایت میں ہے لیلۃ القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ میں تلاش کرو۔ یہ جملہ روایات آنحضرتؐ سے  
 منقول ہے۔

### اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کرنا

عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نکلے تاکہ لیلۃ القدر کی اصلیت سے آگاہ  
 کریں، آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں لیلۃ القدر بتانے کیلئے نکلا ہوں۔  
 میں نے فلاں کو دیکھا، کہ وہ جھگڑ رہا ہے۔ جسکے اثر پر اٹھائی گئی۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اخیر عشرہ کے طاق  
 راتوں میں اسے تلاش کرو۔ یعنی ۲۵ - ۲۶ - ۲۹،  
 فلان بن عامر جرمی کہتے ہیں ہم ایک روز آنحضرتؐ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے جب آپ تشریف لائے تو آپ  
 کے چہرہ پر غصہ کے نشانات تھے۔ حتیٰ کہ آپ تشریف فرما ہوئے، پھر ہم نے آپ کے چہرہ پر چمک کے اثرات دیکھے۔  
 بعدہ فرمایا لیلۃ القدر مجھے دکھائی گئی، میں تمہیں بتانے کے لئے نکلا جب میں مسجد کے صحن میں آیا تو دو آدمی  
 جھگڑ رہے تھے ان کے ساتھ شیطان تھا۔ میں ان کے درمیان حائل ہوا، جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ رات مجھے بھلا  
 دی گئی۔ میں تمہیں لیلۃ القدر کا ذکر بیان کرونگا۔ اسے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنا۔ فلان

کہتے ہیں میرے پاس تو یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ اس سے زیادہ عجیب معاملہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جب انحضرت کے شیوخ اصحاب کو بلاتے تو مجھے بھی ان میں شریک کر لیتے۔ ساتھ ہی ہدایت کرتے جب وہ کلام کر چکیں تو تب تجھے کلام کرنا ہوگا۔ چنانچہ ایک میٹنگ بلانی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے ایجنڈا میں لیلۃ القدر کا مسئلہ رکھا۔ کہ رسول کریم ﷺ نے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں اسکا تذکرہ کیا ہے۔ اس طاق کو ہم نے اجماعی طور پر طے کرنا ہے۔ ایک آدمی نے اپنی رائے پیش کی یہ ۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳ ویں رات ہے۔ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے لگے ابن عباسؓ آپ کیوں نہیں بولتے۔ میں نے کہا امیر المؤمنین اگر آپ اجازت دیں۔ تو خادم کلام کر سکتا ہے آپ نے جواب دیا میں نے آپ کو کلام کرنے کے لئے بلایا ہے ابن عباس نے کہا میں اپنی رائے پیش کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرماتے بات تو رائے کی ہے۔

حضرت ابن عباس کی رائے ملاحظہ ہو۔ میں نے قرآن مجید کے اکثر مقامات میں رات کا ذکر پڑھا ہے۔ سات آسمان اور سات زمین، اور زمین کی پیداوار میں بھی سات چیزوں کا ذکر ہے۔

ثم شققنا الارض شققاً - فانبتنا فيها حباً و عنباً و قصباً - و زيتوناً و نخلاً  
و حلأئق غلباً و فاكهة و اجاباً

حدائق کا معنی ہے گنجان باغیچہ، کوآبنا، انسانوں کے خوراک کے عام اشیاء کھلی پیداوار۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے لگے آپ کو کل اختیار ہے جب بھی شیوخ کا اجتماع ہو آپ کی شمولیت ضرور ہی ہوگی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان کی آخری رات میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہیں، کچھ اصحاب کو لیلۃ القدر خواب میں اخیر عشرہ میں دکھائی گئی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اور میرا خواب ایک جیسا ہو گیا جسے لیلۃ القدر تلاش کرنے کی کوشش کرنی ہو۔ وہ اخیر طاق راتوں میں تلاش کرے۔

معاذ بن عبد اللہ کہتے ہیں ہمارے پاس ایک دن عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہما تشریف لائے ہم نے اسے کہا کیا تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق کچھ سنا ہے اس نے کہا ہم ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ یہ واقعہ اخیر رمضان کا ہے ہم آپ سے دریافت کیا اس رات کو ہم کب تلاش کریں۔ آپ نے فرمایا رمضان کی ۲۳ ویں رات کو تلاش کرو تو ایک صحابی نے کہا پہلے اٹھو دن میں آپ نے فرمایا نہیں لیکن سات دن میں کیونکہ ماہ پورا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ عبد اللہ بن انیس کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ میں ایک دیہاتی آدمی ہوں۔ امامت بھی کراتا ہوں۔ مجھے آپ

حکم دیں۔ تاکہ میں مصروفیت سے وقت نکال کر عمل کروں آپ نے اسے فرمایا تو رمضان کی ۲۲ ویں رات کو مسجد آکر نماز پڑھا اگر تو اس ماہ کے اخیر ایام کو پورا کرے تو بہتر ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو یہی عمل جاری رکھ، جب عصر کا وقت ہوتا وہ بلا مقصد مسجد سے باہر نہ جاتا حالانکہ وہ صبح کی نماز پڑھ کر اپنے اس جانور پر سوار ہوتا جو مسجد کے دروازہ پر باندھا ہوا ہوتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ رسول کریم ایک دن ذکر کیا مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی پھر مجھے وہ بھلائی گئی اس کی صورت یہ تھی کہ مسجد میں بارش ہوتی۔ پانی کے قطرات محراب میں گرتے کیچڑ کے اشارات میرے ماتھے پر پختے کیونکہ مسجد کی چھت کھجور کے پتوں پر مشتمل تھی، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کیچڑ میں کیا وہ رمضان کی ۲۲ ویں تاریخ تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے گھر والوں کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارتے، رمضان کی ۲۳ ویں تاریخ کو بیدار کرتے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما جب رمضان کی ۲۳ ویں تاریخ ہوتی، آپ اپنے کپڑے دھلاتے اور خوشبو لگاتے پھر ۲۳ ویں رات کو قیام کرتے۔

## اکیسویں تاریخ کو لیلۃ القدر تلاش کرنا

ابن سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسط رمضان میں اعتکاف بیٹھتے، ایک سال ۲۱ ویں رمضان آپ اپنے معتکف سے نکلے، آپ فرمانے لگے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کرنا ہے وہ رات اکیسویں تھی۔ اور میں کیچڑ میں سجده کر رہا تھا، اسے طاق رات میں تلاش کرو ابو سعید بیان کرتے ہیں اس رات بارش ہوتی اور مسجد سے پانی بہنا شروع ہو گیا۔ کیونکہ مسجد کی چھت صرف پھیر پر مشتمل تھی۔

ابو سعید بیان کرتے ہیں، میری آنکھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ چہرہ اقدس اور ناک مبارک پر ۲۱ ویں رات والی بارش کے نشانات کیچڑ سے عیاں تھے (۱۸۵)۔

## چوبیسویں رمضان میں لیلۃ القدر تلاش کرنا

حضرت بلال رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیلۃ القدر ۲۴ ویں رمضان میں تلاش کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۴ ویں کا تذکرہ کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک بوڑھے بیمار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے آپ لیلۃ القدر کا تعین فرما دیں تاکہ مجھے اس کے دیکھنے کی توفیق مل جائے گی آپ نے اسے ۲۴ کا ذکر کیا۔

حضرت امام مالک سے ۲۷، ۲۹ کا سوال کیا گیا آپ نے فرمایا مجھے کوئی پتہ نہیں ہے۔

## ۲۷ ویں میں لیلة القدر کا بیان،

حضرت زہری کہتے ہیں میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے لیلة القدر کے متعلق بیان کرو۔ وہ کونسی رات ہے کیونکہ مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ یہ رات پورے سال میں رہتی ہے۔ حضرت کعب نے کہا اللہ تعالیٰ عبداللہ پر رحم کرے، اسے علم ہے کہ یہ رات میں ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اوجھل رکھا ہے تاکہ آپ متعین رات پر اعتماد نہ کر لیں، اللہ کی قسم جس نے قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے یہ رات رمضان کی ۲۷ ویں رات ہم نے اسے خوب یاد کیا اور اپنا اندازہ لگایا، یہ ۲۷ ویں کی رات ہے۔ یہ سب کچھ آنحضرت سے ہمیں پتہ چلا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے اس دن سورج سونے کے تھال کی طرح بغیر شکاع کے طلوع ہوتا ہے ص ۱۸۵

## ۱۷، ۱۹، رمضان میں لیلة القدر کا بیان

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رمضان کی ۱۷ کو لیلة القدر تلاش کرو، اس دن کو یوم الفرقان، یعنی جنگ بدر ہوئی تھی ۲۱، ۲۳ ویں میں ہوتی ہے کیونکہ یہ طاق راتیں ہیں، ایک روایت ہے، ۱۹، ۲۱، ۲۳، رمضان لیا ہے ۱۷، ۱۹، کیں اس لئے ہے اس رات کے بعد جنگ بدر ہوئی تھی۔ انزلنا علی عبد قاسم یوم الفرقان۔ جب دو جماعتوں نے مد بھیر ط کی تھی۔

حضرت خارجه فرمایا کرتے ۱۷ ویں رات کی بیداری جیسی کوئی رات نہیں اس صبح کو اپنے چہرہ پر دم، زردی اور بیداری کے نشانات ہوتے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ۱۷ ویں رمضان وہ رات ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اتارا اور اسی صبح کو اسلام کو فتح دی، اور کفر کے سرداروں کو ذلت دی، اور صبح کے وقت حق اور باطل میں امتیاز کیا،

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جنگ جنگ بدر لڑی یہ رمضان کی ۱۷ یا ۱۹ تاریخ بروز جمعہ کی تاریخ تھی۔ ص ۱۸۶

## لیلة القدر کے نشانات

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلة القدر کی علامات میں سے ہے۔ رات بالکل صاف اور چمکی ہوتی ہے اور چاند اس رات سہیل جاتا ہے۔ اس دن سردی اور گرمی کا بالکل نشانہ نہیں ہوتا۔ اور صبح تک کوئی ستارہ نہیں ٹوٹتا۔ اس کی صبح ایسی ہوتی ہے جس طرح چودھویں کا چاند صاف ہوتا ہے۔

اس رات شیطان نہیں ہوتا۔ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، کہ آپؐ نے فرمایا۔ وہ رات ایسی ہے، وہ اعتدال والی سوتی ہے نہ گرم اور نہ سرد، اس دن سورج کی شعاعیں مدھم ہوتی ہیں۔

ابن ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رمضان میں میری امت کو پانچ خصوصیات دی گئیں جو کسی امت کو نصیب نہیں ہوئیں۔ (۱) روزہ دار کے منہ کی خوشبو، اللہ تعالیٰ کو کستوری سے زیادہ محبوب ہے۔ (۲) اقطار کے وقت فرشتے استغفار کی دعا کرتے ہیں (۳) شیطانیں جکڑے جاتے ہیں ان کی خلاصی رمضان میں نہیں ہوتی (۴) روزانہ اللہ اس ماہ میں جنت کو سجاتے ہیں، (۵) امت کے سارے گناہ اور اور تکلیف دور کی جاتی ہے، اس رات کے آخر میں امت کو بخش دیا جاتا ہے۔ کہا یہ لیلۃ القدر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ لیلۃ القدر نہیں، لیکن عامل کو مزدوری فوری دی جاتی ہے۔

قتادہؓ اپنی ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں۔ وہ رات ۲۹، ۲۷، ۲۵، کی ہوتی ہے فرشتے اس رات اتنے اترتے ہیں، ستاروں کی تعداد سے زیادہ اترتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رات ۲۷ میں کی ہے

## لیلۃ القدر کی دعائیں

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس رات میں دیکھنے کے بعد کیا پڑھوں۔ آپ نے کہا یہ پڑھا کرو۔

(اللَّهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ رَاحِمٌ عَنَّا)

یا اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معافی تجھے محبوب ہے ہمارے گناہ معاف کر دے۔ حضرت عائشہؓ سے کسی نے لیلۃ القدر کی تعیین کا سوال کیا آپ نے جواب دیا اگر مجھے پتہ چل جائے تو بھی اس سے صرف معافی مانگوں گا۔ حضرت قتادہؓ قرآن مجید راتوں میں ختم کیا کرتا تھا اور جب رمضان داخل ہوتا تو ہر تین رات میں قرآن ختم کرنے، اور جب آخری دعا کہ داخل ہوتا۔ تو ہر رات میں قرآن ختم کرتے۔ حفص بن غیاثؓ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن عبد اللہ نے کہا کہ میں عبد الرحمن بن اسود، رمضان کی اول رات سے آخر رات تک قرآن مجید پڑھاتے، اور چالیس رکعات اور دو تر پڑھاتے، اور ہر فرد سچے یعنی ہم رکعت کے بعد ۲ رکعت اور سات و تر اس انداز میں پڑھتے کہ آخر میں سلام پھرتے، اور رات قرآن مجید کا تیسرا حصہ ختم کرتے۔

حضرت امام مالکؒ سے سوال کیا۔ رمضان میں لگاتار قرآن مجید ختم کرنا کیسا ہے۔ یعنی ہر ایک آدمی ایک رات میں قرآن ختم کرے، آپ نے جواب دیا میرے نزدیک پسندیدہ امر یہ ہے کہ ہر ایک آدمی جتنا قرآن پڑھ

نوٹ: مقبول زبان کا نقل نماز ————— ہے موضوع میں نماز ہے۔ قیمت ایک روپیہ (۱۱)

سکتا ہے پڑھ لے بعدہ دوسرا اس کا ساتھی اس کے ختم پر دوسری سورت شروع کرنے پر پہنچتا ہے۔ لیکن یہ لوگ جس انداز سے پڑھتے ہیں مقصود قاری صاحب حسن آواز ہے تو ایسا کرنا ثواب سے محرومی کا باعث ہوگا۔

دوسرا سوال یہ کیا گیا کیا اسلاف لگاتار قرآن پر ایک ختم نہ کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ ایسا کرنے ایک آدمی جتنا آسانی سے پڑھ سکتا پڑھ لیتا پھر دوسرا آگے سے شروع کرتا۔ یہ انداز درست ہے اور قرآن کا نزول بھی ایسا ہے۔

## ختم قرآن کے وقت دعائے کی ترغیب

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حضرت جی کو لہنا عمل پسندیدہ ہے آپ نے جواب میں فرمایا حال المرقل، اس نے کہا حضرت اس کا معنی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کتاب اللہ کا اول سے آخر تک پڑھنا اور آخر سے اول پڑھنا، جب ختم ہوا پھر اسی وقت شروع کر لینا۔

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں، رسول کریم نے فرمایا جو شخص قرآن مجید کے شروع پڑھتے وقت حاضر ہوا۔ اسے اتنا ثواب ملتا ہے جس نے اس نے کسی علاقہ کو فتح کیا جو شخص اس کے اختتام میں حاضر ہوا اسے اتنا ثواب ملتا ہے جس طرح جنگ کے فتح پر مسلمان کو مال غنیمت کی تقسیم کی خوشی ہوتی ہے۔ حضرت انسؓ۔ جب قرآن مجید ختم کرتے اپنے بچوں اور اہل و عیال کو اکٹھا کر لیتے، پھر ان کے لئے دعا کرتے۔

ایک آدمی۔ قرآن مجید کو اول سے آخر مسجد نبوی میں ختم کرتا۔ اور حضرت ابن عباسؓ اس پر ایک شخص کو نگران مقرر کرتے جب وہ ختم کرتے تو اپنے شرکار مجلس سے کہتے چلو ختم قرآن میں ہم شامل ہو جائیں۔ ص ۱۸۸  
ابراہیم تمیمی اور طلحہ بن مصرفؓ کہا کرتے تھے جب قرآن مجید صحیح کو ختم کیا جائے فرشتے سارے دن اس پر دعا کرتے ہیں۔ اور آخر رات کو ختم کرتے تو صبح کو فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے ہیں، اسلاف یہ پسند کرتے تھے کہ لوگ دن کے ادل حصہ میں قرآن مجید ختم کریں، یارات کے اول حصہ میں۔

عبدالرحمن بن ہودر کہتے ہیں جب آدمی قرآن ختم کرتا ہے۔ اس پر رحمت کی بارش کی جاتی ہے۔  
مجاہد فرمایا کرتے تھے قرآن کے خاتمہ پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ یہ لوگ جب قرآن ختم ہوتا تو جمع ہو جاتے اور کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت نازل ہوتی ہے

محمد بن مجاہد بیان کرتے ہیں کہ اسلاف مغرب کے بعد دو رکعت میں قرآن مجید ختم کرنا پسند کرتے تھے۔ اور اگر دن کو ختم کرنا مقصود ہوتا تو اسے فجر سے قبل کی دو رکعت میں ختم کرتے،

مقبوریؒ بیان کرتے ہیں مجھے قرآن مجید کی ایک آیت کا علم ہو جائے۔ سو ۲۰ آیات پڑھنے سے بہتر ہے

حضرت سعید کہا کرتے تھے۔ جب آدمی قرآن کو پڑھ کر ختم کرتا ہے پھر وہ دوبارہ شروع کرتا ہے اسے کہتے ہیں اپنے رب کو راضی کر لیا ہے۔

حضرت عطارؒ — جب کوئی قرآن مجید ختم کرتے تو اسے کہا جاتا خوش ہو جا تجھے افضل کوئی آدمی نہیں ہے  
ہاں وہ ہو سکتا ہے جو ایسا عمل کرے۔

ابن مبارکؒ کہتے تھے۔ جب موسم سرما ہو تو قرآن مجید کو رات کے اول حصہ میں ختم کیا جائے اور موسم گرما ہو تو قرآن مجید دن کے زمانہ میں ختم کیا جائے۔

عبد العزیزؒ — کہتے ہیں میں نے عبداللہؒ سے سوال کیا آپ قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہیں آپ نے جواب دیا رکوع، سجدہ میں قرآن ختم کرنا اور دعاگو کرتا ہوں۔

یوسف بن اسباطؒ — جب قرآن مجید ختم کرتے تو کہتے یا اللہ ہم پر ناراض نہ ہو، یہ کلمہ بار بار دہراتے۔

## عید کی رات کو قیام کرنا

نارون بن عبداللہؒ — کہا کرتے جس نے عید کی رات بیداری میں بسر کی اس کا دل پتھر مردہ نہ ہوگا۔ جب دل مردہ دکھائے جائیں گے۔ ابو امامہؒ — فرماتے ہیں جس نے عید کی رات کا قیام کیا ایمان اور ثواب کثرت سے اس کا دل ہمیشہ بشاش رہے گا۔ اسی طرح ابن مبارک کا قول بھی منقول ہے

جہاد — بیان کرتے میلۃ القنطر میں قیام کرنے کا ثواب اتنا لگتا ہے جس طرح کہ رمضان کے عشرہ اخیرہ کی راتیں ہیں یعنی فتنل اور حکام کے لحاظ سے عبدالرحمن بن رسول اپنا عمل بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے مقتدیوں کو میلۃ القنطر میں ۴۰ رکعت اور سات و تر پڑھاتا ہوں۔

حضرت وہیبؒ — نے عید کے دن نوافل میں مشغول تھے۔ لوگ جب واپس عید پڑھ کے آئے، تو ان کو نوافل میں مشغول ہوا دیکھا، اور تعجب کیا، آپ ان کی اس حالت پر رحم کھا کر کہنے لگے اگر یہ لوگ صبح کے وقت یقین کر لیتے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ماہ کا قیام اور عبادت قبول کر لی ہے۔ تو یہ لوگ صبح کو ادا شکر میں مشغول رہتے، اور ہر بات زیادہ مناسب تھی بعدہ کرنے لگے کچھ لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں بیت اللہ کے طواف کے سات چکر کیا ہے۔ اور کتنا ثواب ہے۔ میں انہیں جواب میں کہتا ہوں مولا کہ تم تمہارے اور میرے گناہ صاف کرنے، تمہیں یہ سوال کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیا فرض کیا ہے۔ جس کا ہم شکر یہ ادا کریں، بعدہ فرماتے جس نے بیت اللہ کا طواف سات چکر کاٹے کر لیا۔

اسے اللہ تعالیٰ کے انعامات ملتے ہیں اور جو محروم رہا وہ بد قسمت ہے۔

لوگ کہتے ہیں ہم تو ثواب کی امید میں ہیں۔

وہیب رحمن فرماتے خدا کی قسم امید بغیر خوب کے نہیں ہو سکتی بعدہ فرماتے امید خون اور غضب سے ہٹ کر نہیں ہو سکتی، اللہ کی رحمت صرف امید اور خون سے وابستہ ہے۔ جس طرح ابراہیمؑ خلیل اللہ اپنی زندگی کا مفصل پرہیزگار بیان کرتے ہیں۔ اذیرقع ابراہیم القواعد من البیت وایستاعیل (جب باپ ابراہیمؑ اور بیٹا بیت اللہ

کی تعمیر میں مصروف تھے) حضرت وہیبؑ کہتے لگے۔ کہ عمل کر کے بعدہ انہوں نے کہا (اے ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم، (۲) واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك (۳) والذی

اطمع ان یغفر لی، خطیبی یوم الدین، (۴) واجعل لی لسان صدق فی الاخرین،

(۱)۔ مولا کریم ہمارے اس حقیر پونجی کو قبول کر نیت اور سننے کا حق تیرے پاس ہے۔

(۲) یا اللہ ہمیں اپنے دین کا مطیع بنا اور ہمارے اولاد سے اہل تابعدار بنا۔

(۳) مجھے امید ہے تیری ذات میرے خطایا کو قیامت کے دن صاف کر دے گی۔

(۴) میری عملی زندگی بعد والوں کے لئے نمونہ بنانا۔

حضرت ابن عباسؓ نے ایک رات سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں یہ دعا کر رہے تھے۔

اللَّهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِيْ بِهَا قَلْبِيْ، وَتُجَبِّحُ بِهَا اَضْرِيْ وَتَلْبَسُ بِهَا  
شُعْتِيْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِيْ وَتَحْفَظُ بِهَا غَائِبِيْ وَتَلْهِيْ بِهَا مَشَلِيْ وَتَقْصِيْ بِهَا  
مِنْ كُلِّ سُوْءٍ

اللَّهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ اَقَالَ بِهَا شَرَفُ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
اللَّهُمَّ ذَا الْاَمْرِ الرَّسْ شَيْدِ، وَالْحَيْلِ الشَّيْئِيْدِ، اَسْأَلُكَ الدِّينَ يَوْمَ الْوَعْدِ، وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ  
مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ، الشُّهُوْدَ اِنَّكَ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ، اِنَّكَ فَعَالٌ بِمَا يُرِيْدُ،  
اللَّهُمَّ هَذَا الْجُهْدُ وَعَلَيْكَ التَّكْلَانُ، وَالْهَدْيُ رَعْلَيْكَ اِلَّا نَابَةَ الْاَعْوَالِ وَلَا  
قُوَّةَ اِلَّا بِاللَّهِ۔

اللَّهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ الْفَرْزَ عِنْدَ الْقَضَاءِ وَمَنْزِلَ الشُّهُدَاءِ وَعَيْشَ الْعُلَمَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَيَّ  
الْاَعْدَاءِ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ

اللَّهُمَّ اَصْعَلِيْ حَرًّا بِالْاَعْدَائِكَ سَلِيْمًا اِلَّا وِلْيَاءَكَ اِحْبَابِيْكَ النَّاسِ وَاَعْدَائِيْ بِعِبَادَتِكَ  
مِنْ خَالْقِكَ۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا وَفِيْ بَصِيْرِيْ نُورًا وَكُنْ عِيْنِيْ نُورًا وَعَنْفَ



شَمَائِي نُورًا وَاجْعَلْ نُورِي نُورًا وَتَعَجُّ نُورًا وَاعْظِمِ لِي نُورًا سُبْحَانَ الَّذِي لَيْسَ الْبَعْرُ سُبْحَانَ  
 الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّبْيِيحُ إِلَّا لَمْحِ سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَتَكْرَمَ سُبْحَانَ ذِي الْمَنِّ الْوَكْوَلِ  
 مولا کریم — میں تیری رحمت کا تجربے سے مطالبہ کرتا ہوں۔ میرے دل کو ثابت رکھنا اور میرے تمام ارادوں  
 کو مکمل کرنا۔ اور میری تمام نشیب اور فراز کو درست کرنے میرے ظاہری حالات کو درست کرنا۔ اور میرے  
 غائب معاملات پر نگاہ ڈالنا۔ اور مجھے رشد کا الہام کرنا، اور مجھے ہر مصیبت سے محفوظ رکھنا،  
 یا اللہ! میں تجھے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں، میں دنیا اور آخرت کی بزرگی کا طالب ہوں۔  
 مولا کریم۔ تیرے پاس رشتہ اور مضبوطی سے ہے۔ میں تجھ سے قیامت کی وعید سے امن کا طالب ہوں، اور  
 جنت میں جنود کا خواہش مند ہوں۔ ان میں جو تیرے مقرب ہیں، تیری محبت رحیم، ودود ہے اور جو توارادہ  
 کرتا ہے روکا نہیں جاسکتا۔

یا اللہ! — تکلیف کو تو خوب جانتا ہے، تجھی پر بھروسہ ہے، تیرے سامنے دعا و معاذ اور تو ہی اسے  
 زیور قبولیت بخشتا ہے، نیکی کی توفیق تجھ سے ہے۔ اور برائی سے تو ہی بچاتا ہے۔  
 مولا کریم — میں تجھ سے قضاء کی کامیابی، اور شعدار کے منازل اور بہترین عیش کی تلاش کرتا ہوں  
 اور دشمن پر کامیابی کا مطالبہ رکھتا ہوں۔ دعائیں تیرے علاوہ کون سنتا ہے۔  
 حوالا کریم! — میں تیرے دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوں اور تیرے اولیاء کے ساتھ سلامتی  
 چاہتا ہوں، میں تیری محبت سے لوگوں سے محبت کروں اور تیری عداوت سے لوگوں سے عداوت کروں۔  
 یا اللہ میرے دل میں کان، آنکھ، دائیں بائیں، اوپر، نیچے انسا سب اجزا میں نور کر دے اور میرے  
 لئے نور کو عظیم بنا دے، تیری نرالی ذات ہے جس نے عزت کا لبادہ پہن رکھا ہے۔ تسبیح کا حقدار اللہ کی ذات کے  
 علاوہ کوئی نہیں ہے وہ پاک ذات ہے بزرگی کی بنا پر پوری کرتا ہے، وہ ذات احسان اور غنا والی ہے۔

عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے سے لیلتہ القدر کا ثواب ملتا ہے

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جس نے عشاء کی نماز پڑھ لی اسے لیلتہ القدر کا ثواب مل گیا۔ مشکوٰۃ ج  
 شمارہ بیان کرتے ہیں۔ جس نے مقرب اور عشاء کی نماز رمضان میں باجماعت ادا کر لی اسے لیلتہ القدر کا پورا  
 پورا حصہ ملتا ہے۔

(واللہ اعلم)

نوٹ: اسلامی تہذیب قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ کتاب نوجوان طبقہ کے افکاری تعمیر کے لئے انوکھی کتاب ہے (ادارہ)

# کتاب الوتر

## وتر کے لئے رغبت لانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وتر ہے اس لئے قرآن کے حفاظ اور

شکوہ ۱۲۰

علماء وتر پڑھا کر دو۔

۴۲۔ عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم نے فرمایا اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر ہی کو پسند کرتا ہے۔

قرآن والوں — وتر پڑھا کر دو، بدوی نے کہا تہی کریم کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ مسئلہ نہ تیرا ہے اور نہ میرے ساتھیوں کے لئے ہے، ایک روایت ہے۔ تو اس مسئلہ کا اہل نہیں ہے، یعنی یہ اہل علم کے لئے ہے۔ ابن سیرینؒ — زندگی کے ہر شعبہ میں طاق اشیا کو پسند کرتے کھانے کی اشیا، میں بھی طاق استعمال کرتے۔ خارجہ بن حذافہ عدوی — کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صبح سویرے تشریف لائے فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی نماز دی ہے جو تمہارے مرغوب و سرخ اونٹوں سے بہتر ہے صحابہ نے کہا وہ کونسی نماز ہے۔ آپ نے فرمایا وہ وتر ہے۔ عشاء، طلوع فجر کے درمیان ادا کیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے فجر کی نماز سے ادا کیا جاتا ہے۔ عمرو بن شعیب عن ربیعہ، بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے ایک نماز کا اضافہ کیا ہے۔ اس کی پوری حفاظت کرنا، وہ نماز وتر ہے۔

بریرہ اپنے باپ سے سنداً بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق ہے جس نے وتر پڑھا وہ عجز سے نہیں ہے اور ایک روایت ہے۔ لیس صتا۔ یعنی اس نے ہمارا طریقہ پسند نہیں کیا۔

## وتر سنت ہے فرض نہیں

علامہ محمد بن نصر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں نمازیں دن اور رات میں فرض کیں یہ حکم آپ نے اپنی امت کو دے دیا بعد ہجرت یہ اپنے کئی فرائض، مثلاً زکوٰۃ اور حج جس کی فرضیت کی اطلاع دی۔

بعد آپ سے عرب کے وفود بعد ہجرت اور بعد فتح مکہ ملاقات کے لئے سرزمین مدینہ اور مکہ میں مختلف مقامات

لاکھ تشریف لاتے رہے۔ بعدہ کئی وفد حلقہ اسلام میں رونا داخل ہوئے، پھر ۸، ۹ کے دوران اہل قریہ اور دیہات والے تشریف لائے اور آپ سے فرائض اسلام پوچھتے۔ آپ نے اہل دیہات کو نمازیں، دن اور رات کی پانچ فرض بتائیں۔ وفات سے قبل حضرت معاذ بن جبل کو یمن میں مبلغ بنا کر بھیجا اور اسے اسلامی فرائض کی تفصیلات کی ذمہ داری پر مامور کیا، کہ

پہلا مسئلہ توخید، نماز روزہ اور رمضان، حج، زکوٰۃ بیان کریں اسی دوران میں حج الوداع کے موقع پر الوداعی خطاب میں ایوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دنیا۔ آج دین مکمل ہو گیا۔ اور میرے انعامات اس پر پورے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ آپ کے اسلام کو دین قرار دیا ہے۔ اس آیت کے بعد کسی اسلامی، فرض، حلت و حرمت کا کوئی مسئلہ نازل نہ ہوا،

جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو صرف ۳ ماہ حیات رہے بعدہ آپ دار جادوانی میں بحکم الہی تشریف لے گئے۔ پھر صدیق اکبرؓ نے اسلامی فرائض کی تبلیغ کی بعدہ علیؓ نے فرمایا کہ وتر حتم واجب اور فرض نہیں ہے۔ بلکہ سنت ہے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ صدیق اکبرؓ اور علیؓ اسلامی فرائض سے ناواقف ہوں، یعنی اسکے علم میں وتر فرض نہ تھا۔ بلکہ سنت تھا اور یہ جس نے اس مسئلہ پر ان کی طرف منسوب کیا اسکا ظن ناسد ہے۔

مالک بن صعصہ — بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خواب کا تذکرہ یوں کیا۔ میں ایک رات خواب اور بیداری کے عالم میں بیت اللہ کے پاس تھا۔ میرے پاس ایک چوپایا لا گیا۔ اس کا نام براق تھا۔ میں اور جبرائیل امین آسمان دنیا پر آئے۔ جبرائیل نے دروازہ کھلایا۔ پرداروں نے سوال کیا — یہ کون ہے۔ اس نے کہا ہے میں جبرائیل ہوں اور سوال کیا گیا۔ تیرے ساتھ کون ہے جبرائیل نے کہا میرے ساتھ جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انہوں نے تعجب کہا کیا آپ دنیا میں نبی مبعوث کیئے گئے، جبرائیل کہتے ہیں ہم ایک ایک آسمان پر چڑھتے چڑھتے ساتویں آسمان پر آگئے۔

میرے پاس دو برتن ایک شراب اور دوسرا دودھ کا پیش کیا گیا۔ میں نے دودھ والا برتن پکڑ لیا۔ بعد صبر کیا آپ نے فطرۃ کی خوراک کو پسند فرمایا تیری امت اسی فطرت پر قائم رہے گی بعدہ مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں — میں سنکر واپس آیا تو موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ میں انعام ربانی کا ذکر حضرت موسیٰؑ سے کیا آپ نے سنتے ہی فرمانے لگے۔ تیری امت یہ بوجہ نہ اٹھا سکے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے میں اپنی قوم کو خوب آزمایا ہوں۔ اور اس قوم بنی اسرائیل پر میں نے بڑا زور لگایا ہے۔ اس کے اثر میں آپ کو بطور مشورہ یہ کہہ رہا ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے اس فرض کی ترمیم کے لئے رابطہ پیدا کریں، چنانچہ میں دوبارہ وہاں گیا اور ترمیم کا سوال پیش کیا پارتیہ کی تخفیف ۵ ہفتا یا میری واپسی کا سلسلہ اور اطلاع انعام موسیٰؑ کو ہوتی رہی بالآخر میں نے پتا لیس کی تخفیف کرائی۔ اور پتا لیس

کی ادائیگی کے ثواب ۵۰ کا ملے گا۔ یہ ربانی ترمیم جس پر اعلان کیا گیا فرض جاری کیا جا چکا ہے اور میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی ہے اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا۔ اب ترمیم نہ ہوگی۔

ابن مسعود انصاری کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جب اسرائیل امین تشریف لائے اور مجھے پانچ نمازیں باجماعت ادا کرائیں۔

ابن عمر فرماتے ہیں مجھے میرے والد عمر نے ایک واقعہ سنایا کہ میں آپ کی محفل میں شریک تھا۔ ایک آدمی نوجوان اور سفید کپڑے زیب تن کئے ہوئے آکر سب سے پہلے اسلام علیکم کہا پھر باواز گرج کر کہا یا محمد لے محمد مجھ سے چند سوال کرنے آیا ہوں۔ آپ نے اسے ہاں کہہ کر باواز بلند گرج آواز سے جواب دیا۔

بلند لہجے میں کہنے لگا۔ اسلام کیا ہے آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم کی رسالت کی شہادت دینے کا نام ہے۔ پانچ نمازیں، زکوٰۃ، اور حج بیت اللہ، اور ماہ رمضان کے روزے، کی ادائیگی کا نام اسلام ہے اس نے کہا حضرت اگر میں یہ ادا کروں تو میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا ہاں آپ مسلمان ہیں۔

طلحہ بن عبد اللہ فرماتے ہیں ایک بدوی پر اگندہ بالوں والا رسول کریم کے پاس آکر کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں دن اور رات میں فرض کی ہیں، آپ نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ نوافل پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

دوسرا سوال مجھ پر روزے کتنے فرض ہیں، آپ نے جواب دیا ایک ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ نفل روزہ پر پابندی نہیں ہے۔

تیسرا سوال مجھ پر زکوٰۃ کتنی فرض ہے آپ نے اسے اسلامی شعائر کی تفصیل بیان کی۔ بعد سن کر یوں گویا ہوا بخدا جس نے آپ کو عزت اور شرف بخشا ہے۔ میں ان اسلامی احکام میں ترمیم اور اضافہ نہ کروں گا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا، اگر یہ صدق دل سے کہتا ہے تو قلاح یاب ہے اور صدق دل کا ثمرہ جنت ہے (سبحان اللہ) عبد اللہ بن فضالہ فرماتے ہیں مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ آپ پانچ فرضی نمازوں پر شکر ادا کریں۔

ابن محمد فرماتے ہیں بنی کنانہ کا ایک آدمی مخدجی کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے ایک شام کے آدمی کا نام ابو محمد کے نام سے سنا وہ کہہ رہا تھا۔ وتر واجب ہے مخدجی نے کہا میں عبادہ بن صامت کے پاس گیا، میں نے اسے بتایا جو کچھ ابو محمد نے ہمیں کہا۔ عبادہ نے کہا وہ جھوٹ بولتا ہے میں نے رسول کریم سے سنا ہے۔ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیں ہیں۔ جس نے ان کو پوری طرح ادا کیا۔ ان کو صانع نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے اسے ترک کر دیا اور نہ کیا مالک کی مرضی معاف کرے اور اگر چاہے تو عذاب دے دے،

اپنی ضرورت کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے انکو ان کے حقوق کے ساتھ ادا کیا اللہ تعالیٰ کا عہد ہے اسے جنت میں داخل کرے گا اور ان کو صانع کر دیا، عذاب دینا اور رحمت میں شامل کرنا اس کی مرضی پر ہے۔

ابا قتادہ ابن رومی نے خبر دی — کہ رسول کریم نے فرمایا (حدیث قدسی) فرمان باری تعالیٰ ہے کہ میں نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں ہیں، اور میں نے عہد کیا ہے۔ جو ان کو ادا کرنے کا۔ اور وقت کی پابندی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہے <sup>۱۹۴</sup> ابو درداء نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے پانچ نمازیں قیامت کے ایمان کے ساتھ پیش کیں، اسے جنت میں داخل مل جائے گا۔ جس نے پانچ نمازوں پر نگرانی کی۔ رکوع و سجود، اور وقت کی پابندی کی۔ اسے جنت میں داخل کیا جاوے گا۔ زکوٰۃ خوشی سے ادا کی، اور رمضان کے روزے رکھے بیت اللہ کا حج کیا، اور امانت کو ادا کیا، لوگوں نے ابو درداء سے امانت کے متعلق پوچھا — تو آپ نے جواب دیا کہ اس سے مراد غسل جنابت ہے۔

معاذ بن جبل کہتے ہیں میں نے رسول کریم سے سنا جس نے پانچ نمازیں احسن طریقہ سے ادا کیں اور ماہ رمضان کے روزے ادا کیے، اللہ تعالیٰ کا اس پر حق ہے اس کے گناہ معاف کر دے چاہے ہجرت کرے چاہے گھر میں بیٹھا رہے۔ مجھے زکوٰۃ کا علم نہیں ہے کہ آپ نے زکوٰۃ کا اس میں ذکر کیا یا کہ نہیں۔

عوف بن مالک اشجعی بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں شریک تھے۔ آپ نے ترغیباً انداز میں تین مرتبہ بیعت کا ذکر کیا چنانچہ ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی۔ جب ہم بیعت کر چکے تو آپ نے ہم نے دریافت کیا حضرت جی بیعت کن امور پر ہے آپ نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا اور کسی کو شریک نہ بنانا، اور پانچ نمازیں دن اور رات میں ادا کرنا۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کے علاقے سے مبلغ بنا کر روانہ کیا۔ یوں کہتے ہوئے۔ آپ ایک قوم کے پاس جا رہے ہیں۔ جو اہل کتاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں پہلے کلمہ توحید بتانا۔ اگر وہ لوگ اس کی اطاعت کر لیں تو بعدہ انہیں اسلامی فرائض نماز پانچ ٹائم دن اور رات میں بتانا۔

ابی امامہ نے کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا۔ ہو سکتا ہے اس سال کے بعد میرے تمہاری ملاقات نہ ہو سکے۔ ایک آدمی نے کہا۔ حضرت جی آپ پھر ہمیں کوئی عہد بتاویں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو اور رمضان کے روزے رکھو، اور حج بیت اللہ کرو، اور اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی سے ادا کرو۔ اس پر تمہیں جنت میں داخل ملے گا۔

رافع بن عمر وطلحی — کہتے ہیں، میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا مجھے ایسا مسئلہ بیان کرو۔ اگر میں اس پر عمل کروں، تو تمہارے جیسا ہو جاؤں، اور تم جیسا ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا، اپنی پانچ انگلیوں پر ان کو گن، اب میں نے کہا بہت اچھا۔ کلمہ شہادت پڑھ، اور پانچ نمازیں پڑھنا اور زکوٰۃ مال — ادا کرنا۔ بیت المال کا حج کرنا ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ آپ نے اسے حفظ کر لیا ہے اس نے کہا — ہاں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہا اسے دنیا کے بہترین لوگ — حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لگے دنیا سے بہتر لوگ وہ ہے۔ جس نے اسلام کی دعوت کو قبول کیا۔ اور ہجرت کے لئے تیار ہوا، حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے مصر میں تشریف لایا۔ پھر اس نے جہاد کے لئے تیار ہی کی حتیٰ کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ فرمایا یہ خیر الناس آدمی ہے۔ اس آدمی نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جی — میں ایک دیہاتی آدمی ہوں اہل علم سے نہیں میں سند کرتا ہوں کہ مجھے مسجداً منع دین بتاؤ آپ نے جواب دیا جب تو امور پر عمل کریگا تو — تو نے اسلام کا کٹا پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا، جس نے علم سیکھا، پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور پانچ نمازیں دن اور رات میں پڑھی۔ اور رمضان کے روزے رکھے اور زکوٰۃ اگر مال ہے تو ادا کی اور بیت اللہ کا حج کیا اگر توفیق ہو۔ اس نے سنا اور اطاعت کی اور آپ نے آپ کو پوشیدہ امور سے محفوظ رکھ اور ظاہر کو محفوظ رکھ۔ مومن جس طرح علی میدان میں آتا ہے اور خدا کی ناراضگی سے ڈرتا ہے، اور اسے کوئی سزا نہیں ہے۔ قاجر کا سارا عمل پوشیدہ ہوتا اس سے اپنے آپ بچا کر رکھ،

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں باقیات الصالحات کا معنی پانچ نمازیں ادا کرنا،

ان الحسنات یذھبن السيئات، سے مراد پانچ نمازیں ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم نے نماز ماہ رمضان میں پڑھائی کل ۸ رکعت اور ۳۰ تہ جب شہری رات ہوتی تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے اس امید سے کہ آپ اس رات کو جماعت نوافل کراہیں گے۔ صبح تک آپ تشریف نہ لائے ہم نے کہا حضرت جی ہم اس امید میں تھے۔ کہ آپ تشریف لاویں گے۔ جو آیا آپ نے کہا۔ کراہت یا مجھے ڈر لاحق ہوا کہیں تم پر وتر فرض نہ ہو جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ آپ نے فرمایا مجھے وتر اور صبح کی دو رکعت کا حکم دیا گیا ہے یہ فرض نہیں کی گئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ وتر واجب نہیں ہے غار کی طرح یہ سنت ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے اسے مت چھوڑنا۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وتر کیسی عبادت ہے آپ نے فرمایا وتر حسن ہے آپ نے عمل کیا اور مسلمانوں نے عمل کیا اور یہ واجب نہیں ہے۔

مسلم قرنی کہتے ہیں میں ابن عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا، ایک آدمی آیا اس نے بارعبدالرحمنؓ کیا وتر سنت ہے کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے وتر پڑھے۔ جواب دیا آنحضرتؐ نے بھی وتر ادا کیے اور مسلمانوں نے وتر ادا کیے۔

مکحول بیان کرتے ہیں، میں نے امش بنیہ سے سوال کیا، نماز غنحی کے متعلق اس نے کہا نمازیں پانچ فرض ہیں۔ میں چار پانی کے قریب ہوا میں نے کہا نمازیں پانچ فرض ہیں، ایک مرتبہ ہی نہیں بلکہ پانچ مرتبہ یہ کلمہ دہرایا میں اپنے نفس کا جائزہ لیا۔ میں نے کہا جو چیز غنحی پر فرض نہیں ہے وہ میں اپنے ذمہ کیوں لگاؤں۔ ص ۱۹۷

قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ رسول کریم نے وتر پڑھا، لیکن تیرے بیٹے پر نہیں ہے، میں نے کہا وہ کیسے آپ نے جواب دیا کہ آپ نے فرمایا اہل قرآن، عاملین و حفاظ قرآن، تم وتر پڑھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات طاق ہے اور اللہ تعالیٰ وتر کو پسند کرتا ہے۔

شیعی کہتے وتر اثرن اور افضل نفل ہے۔

ابن عون کہتے ہیں امام محمدؒ نے کہا کہ وہ لوگ نوافل کی قدر بہت کرتے خصوصاً رات کے وتر اور صبح کی دو سنت، وتر اخررات میں پڑھتے اور صبح کی سنت ادا کرتے۔

حضرت نافعؓ کہتے ہیں حضرت ابن عمرؓ۔ وتر اپنی سوا ہی پرادا کرتے، وتر کی بقیہ نوافل سے اصابت نہیں ہے ابن جریرؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عطارؓ سے کہا میں مرض کی وجہ سے وتر بیٹھ کر ادا کر لیتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں۔ تری مرضی پر ہے کیونکہ وہ نفل ہے۔

مجاہدؓ کہتے ہیں وتر مشہور سنت ہے۔

عمر بن حارثؓ کہتے ہیں وتر سنت ہے اس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ اور اسے مسلمانوں نے بھی پڑھا، اسکا چھوڑنا لائق نہیں ہے۔

عمر و کہتے ہیں۔ یحییٰ بن سعیدؓ نے کہا اگر کسی نے عمدًا وتر کو ترک کر دیا تو اس نے سنت رسول کو چھوڑ دیا سفیانؓ کا قول ہے وتر فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔

مزنیؓ کہتے ہیں امام شافعیؒ نے کہا پانچ نمازیں فرض ہیں۔ جس طرح کہ آپ نے بدوی کو تعلیم دی تھی، اس نے مطالبہ کیا اس کے علاوہ حکم آپ نے فرمایا نفل تیری مرضی پر موقوف ہیں، لفظ نفل (تطوع) کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) جماعت ہو کدہ، جو شخص اسکی ادائیگی کی قدرت رکھتا وہ اسے بالکل نہ چھوڑے۔ نماز عیدین، عمرہ، استسقاء، بارش کی دعا، دوسری ہے صلوة منفردہ، اکیلی نماز ادا کرنا، بعض نماز بعض سے

تاکید والی ہیں اور اس میں وتر کی نماز ہے اور اس میں تہجد کی نماز ہے پھر صبح کی دو سنت بھی اس میں شامل ہیں آخر میں فیصلہ کرتے ہیں میں کسی مسلمان کو ان میں سے چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتا اور میں انہیں واجب بھی نہیں کہتا، اگر وترات کو نہ پڑھا جاسکے تو صبح ان کی قصائی نہ دے

محمد بن نصرؒ کہتے ہیں حضرت امام ابو حنیفہؒ وتر کو واجب کہتے تھے، حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے نماز کے فرائض کے متعلق دریافت کیا۔ کہ دن اور رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں۔ آپ نے اسے کہا، پانچ نمازیں فرض ہیں، پھر کہا اسے گن لو۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، اس نے بعد میں کہا وتر فرض ہے یا سنت ہے آپ نے فرمایا فرض ہے۔ سائل نے کہا نماز کتنی ہیں۔ آپ نے فرمایا پانچ نمازیں فرض ہیں، اس پر سائل کہنے لگا، امانت لا تحس الحساب، حضرت امام صاحب آپ کو حساب کرنا نہیں آتا۔ یہ کہہ کر چلتا بنا،

نوٹ :- اس کا مطلب یہ تھا پانچ نمازیں فرض، پھر آپ کیسے وتر کو فرض کہتے ہیں، یہ تھا عدم حساب کا معنی (اور مترجم)

امام نصرؒ فرماتے حضرت ابو حنیفہؒ کے اصحاب نے وتر کو سنت کہا ہے اور فرض نہیں کہا۔ بعض متاخرین نے بڑے دلائل پیش کئے ہیں پھر انہیں دلائل سے ذکر کریں گے۔

## وتر کا وقت، اول اور آخری ہے

پہلے حدیث گذر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امداد بہتر نماز سے کی ہے جو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ وہ وتر ہے۔ ص ۱۹۸

امام محمد بن نصرؒ بیان کرتے ہیں، اس موضوع پر مختلف احادیث کا تذکرہ موجود ہے، یہ واقعات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ارشاد نبوی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک نماز کا اہتمام کیا، اور تمہاری نماز سے امداد کی ہے۔ یہ نماز عشاء سے طلوع فجر کے درمیان میں ہے۔ بعض نے کہا عشاء سے صبح تک، ان احادیث میں، محدثین نے طعن کیا ہے۔

اکثر صحابہ نے وتر کو دو نمازوں میں بیان کیا ہے بعض نے وتر طلوع فجر کے بعد کہا ہے۔ بعض علماء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ عشاء سے طلوع فجر تک وتر کا وقت ہے بعض نے اپنا اختلاف بعد طلوع فجر کا ذکر کیا ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلوع فجر سے پہلے وتر کا حکم دیا ہے اس پر ہم روایات کا ذکر کر لیا کریں گے۔



۱۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ وتر عشاء اور فجر کے درمیان ہے

ابن مسعودؓ، عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان ہے۔ جب بھی آپ وتر پڑھ لیں اچھا ہے۔

ایک آدمی نے ابوذرؓ سے کہا دو کام معاذین جبل اور صاحبیؓ کرتے تھے۔ اس نے کہا وہ کام کون سے ہیں۔ یہ دونوں صبح سویرے مسجد میں جاتے اگر جنازہ میں ان کو بلا یا جاتا تو شریک ہوتے، ورنہ واپس چلے جاتے، اگر کھانا مل جاتا کھا لیتے ورنہ کہتے ہم روزہ دار ہیں دونوں رات کو دو رکعت نماز ادا کرتے جب صبح ہو جاتی وتر ادا کرتے ابوذرؓ کہتے ہیں، ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں۔

شعبیؓ کہتے ہیں، وتر اس وقت ادا کرو، جب مؤذن اذان کہے

ابن عوفؓ کہتے ہیں مجھے وتر اس وقت اچھا لگتا ہے۔ جب حرث اذان کہتا ہے۔ یہ بنی اسد کا مؤذن تھا

یہ فجر کی اذان کہتا تھا، ص ۱۹۹

## رات کے اوقات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول کریمؐ نے ساری رات میں وتر ادا کئے آپ وتر سحری تک ادا کرتے ایک

روایت میں ہے آپ اول، درمیان آخر وہ رات میں وتر ادا کیا حتیٰ کہ سحری تک ختم ہو گیا، وتر آپ کا سحری تک رہا یہ عمل وفات تک رہا آپ کو اللہ تعالیٰ رات میں بیدار کر دیتا۔ سحری کے وقت آتے وظیفہ پورا کرتے ایک روایت میں ہے رات کے اول حصہ میں سو جاتے جب سحری ہوتی اسی وقت آپ وتر ادا کرتے، پھر اگر لیٹ جاتے،

ایک روایت میں ہے۔ آپ نماز پڑھتے ہیں آپ کے سامنے سو جاتی۔ جس طرح جنازہ امام کے اگے رکھا جاتا

ہے۔ جب رات کا کچھ حصہ رہتا۔ فجر کے طلوع سے پہلے تو وتر ادا کرتے،

بعض دفعہ اپنے سونے سے قبل وتر ادا کیا اور بعض دفعہ وتر پڑھ کر سو گئے۔ علی بن ابی طالبؓ کہتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ، اول، درمیان، اور آخر میں وتر ادا کئے۔ بعض دفعہ طلوع فجر کے وقت ادا کرتے، اور صبح کی سنتیں، تکبیر ہوتے ہوتے ادا کرتے۔

عقبر بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اول درمیان اور آخر حصہ میں وتر

ادا کرتے۔ ص ۲۰۰

## وہ رات کے آخری حصہ میں ادا کرنا

جا پڑھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے نماز شبہ ہو کہ وہ آخر رات میں بیدار نہ ہو سکے گا۔ وہ اول حصہ

رات میں وتر پڑھنے ، اور اگر اسے امید رغب ہو کہ وہ بیدار ہو جائے گا۔ تو وہ آخر رات میں نماز پڑھنے کیونکہ آخر رات کی قرأت افضل ہے۔ کیونکہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ وتر آخر رات میں افضل ہے۔ یہ نماز نافل ہے۔ عبداللہؓ بہتر خیال کیا کرو۔

حارث بن معاویہؓ بیان کرتے ہیں ، ایک شخص عمر بن خطابؓ کے پاس آیا ، کہ میں آپ سے وتر کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا اول حصہ رات میں نفل پڑھنا۔ یا وسط یا آخر رات میں افضل ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے گئے۔ آنحضرت نے عمل کیا آپ امہات المؤمنین سے دریافت کرنا۔ وہ اس مسئلہ کو خوب جانتی ہے۔ آپ وفات تک آخر رات وتر ادا کرتے رہے۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے کہا آپ وتر کی ادا کرتے ہیں جو اب دیا میں پہلے وتر پڑھتا ہوں۔ پھر سو سباتا ہوں ، آپ نے فرمایا تو نے احتیاط کو اختیار کیا ہے ، آپ نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا میں سو جاتا پھر رات کو قیام کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ قوی کا عمل ہے۔ بس قوی کا عمل ہے۔

عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں عقلمند لوگ رات کے اول حصہ میں وتر پڑھتے ہیں اور قوی الجبہ لوگ ، رات کے آخر حصہ میں وتر پڑھتے ہیں اور یہ وقت افضل ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالبؓ۔ ایک دن جب فجر اول ہوئی۔ تو فرمانے لگے یہ وقت وتر کا بہتر ہے اور تکبیر کا وقت بھی یہی تھا۔ وائتران رات میں دو پہی ایک وتر صبح کا ذب و ایک وتر صبح صادق میں۔

عبداللہ بن مسعودؓ۔ جب کچھ وقت رات سے گزر جاتا۔ پھر اس وقت وتر پڑھتے

ابن عباسؓ کا یہی مسلک تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ فجر کے وقت وتر پڑھتے ، رات کے آخر حصہ افضل ہے

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں ہم وتر رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہؓ نے کسی نے سوال کیا آپ وتر کب پڑھتی ہیں۔ آپ نے جواب دیا جب موذن صبح کی اذان ادا کرے۔

ہشام رضا کہتے ہیں امام محمدؓ فرماتے ہیں۔ بعض ان میں رات کے اول حصہ میں وتر ادا کرتے اور بعض ان میں رات کے آخری حصہ وتر ادا کرتے ، جو لوگ اول رات کو وتر پڑھتے ہیں ان کے نزدیک آخری حصہ رات کا افضل ہے

ابی سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا اذان کے بعد وتر ادا کرتا کیسا ہے۔ آپ نے کہا اذان سے پہلے وتر ادا کرو بعد اذان ہم نے دریافت کیا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا وتر اذان کے بعد ہے تبسیری بار فرمایا اذان کے بعد وتر جائز ہے۔

نوٹ: - قرآن کے ساتھ مستحسن اور نفل حاصل کیجئے اور

۱۔ اول رات کو وتر ادا کرنا اسکے لئے جو آخر رات میں بیدار ہونے کی طاقت نہ رکھے

۱۔ جو شخص رات کے آخر حصہ میں بیدار نہ ہو سکے وہ اول رات میں وتر پڑھ لے

ابی ہریرہؓ - بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم نے مجھے وصیت کی ،

۳۔ دو تہے ہر ماہ میں اور دو رکعت صبح کی سونے سے قبل وتر پڑھ لے صبح کی نماز اور این کی نماز ہے

ابی درود اور کہتے ہیں مجھے میرے خلیل نے مجھے وصیت کی تین چیزوں کو نہ چھوڑنا -

۱۔ ہر روز سے ہر ماہ میں صلوٰۃ صبحی ۳ ، وتر پڑھ کر سونا -

عمر بن خطابؓ نے اشعث سے کہا کہ تجھے وہ چیز بتا جس کو میں نے رسول اکرم سے سنا ہے اس آدمی سے سوال نہ ہو گا جسے اپنی بیوی کو نصیحت کئے مارا ، وتر پڑھ کر سونا -

سعید بن مسیبؓ کہتے ہیں حضرت ابو بکرؓ بستر پر تشریف لاتے تو وہ پڑھتے ، اگر رات کو بیدار نہ ہوتے تو رات

نماز پڑھتے -

حضرت علیؓ ابی طالبؓ ، بیان کرتے ہیں مجھے رسول کریم نے فرمایا وتر پڑھ سو یا کرو

مہمون بن مہران - بیان کرتے ہیں - اس کی مثال جو اول رات میں وتر پڑھتا ہے اور آخر رات میں وتر

پڑھتا ہے - اس طرح ہے کہ :-

دو آدمی سفر پہ نکلے شام کو گھر تشریف لائے ایک نے کہا میں اپنے قلعہ میں جاتا ہوں ، دوسرے نے کہا

میں آگے چلتا ہوں پھر وہ اپنی بستی میں آیا ، بعض دفعہ منزل کو پالیا اور کسی نے نہ پایا -

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شرکعت ادا کی

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت پڑھتے ان میں ایک رکعت وتر ہوتا ،

ایک روایت میں ہے ۱۱ رکعت نماز رات کو ادا کرتے ان کے پڑھتے کا طریقہ یہ ہوتا ہے دو رکعت پر سلام پھرتے وتر ایک

ہی ہوتا تھا - ایک روایت میں - ۱۳ رکعت نماز پڑھتے اور دو رکعت صبح کی سنت ادا کرتے اور ایک وتر پڑھتے

اس میں ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کی روایات کا ذکر ہے -

حضرت عائشہؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں نماز پڑھتے ، وقت اور وتر

میں فرق کرتے میں آپ کے سلام پھرنے کی آواز جانتی تھی حالانکہ میں اپنے گھر ہوتی -

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور طاق میں فرق کرتے

سعید بن ابی قیسؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے آپ کے وتر کے متعلق سوال کیا ، مائی صاحبہ نے بتایا کہ یہاں

۹۶، ۱۱، ۱۳، ۱۷، ۱۹ سے کم اور ۱۳ سے زیادہ وتر نہ پڑھتے تھے۔

شعبی بیان کرتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمر اور ابن عباسؓ سے آنحضرت کی رات کے متعلق سوال کیا۔ تو ان دونوں حضرت نے فرمایا کہ آپؐ ۱۳ رکعت پڑھتے ۸ نوافل ۲ و تراویح دو رکعت فجر کی سنت یہ رات کی نماز تھی۔

ابی حلیبہؓ کہتے ہیں میں نے ابن عباسؓ کو تو کے متعلق پوچھا اپنے جواب میں کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر رات کو ایک رکعت تھا اسی میں نے حضرات ابن عمرؓ کے سوال کیا آپ نے ایسا ہی جواب دیا۔  
حضرت عطاءؓ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت معاویہؓ نے ایک رکعت وتر پڑھتا ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ امیر معاویہ کو طعن کریں گے اپنے سن کر جواب دیا۔ احباب معاویہؓ کا ہنسنا بالکل ہے حضرت ابن عباسؓ نے ایک رکعت وتر پڑھا۔

فضل بن عباسؓ کہتے ہیں میں نے ایک رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رات بسر کی۔ تاکہ میں آپ کی رات کی عبادت کا جائزہ لوں۔ چنانچہ آپ رات کو بیدار ہوئے گھر میں لٹکی ہوئی سے وضو کیا۔ پھر آپ نے دو دو رکعت نماز پڑھی، حتیٰ کہ آپ نے ایک رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ پھر آپ نے ایک رکعت وتر پڑھنا۔ پھر حضرت بلالؓ نے جماعت کیلئے اذان دی۔

علامہ محمد بن نصر ان احادیث کی اسانیہ کو معتبر گردانتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں فضل بن عباسؓ عبداللہ بن عباسؓ اور زید بن خالد جمعی کی روایات بالکل صحیح ہیں۔

حضرت زید بن خالدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کی رکعت شمار کیں۔ کل رکعت آنحضرت کی ۱۲ رکعت تھیں پھر اپنے ایک رکعت وتر ادا کیا اس روایت میں آنحضرت کے ایک وتر کا ذکر ہے۔  
حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز دو دو رکعت ادا کرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔  
عبداللہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز ادا کر چکے تو اس کے بعد ۴ رکعت نماز پڑھتے پھر اپنے اپنے ایک رکعت وتر پڑھا پھر آپ سو گئے پھر آپ نے رات کی نماز ادا کی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو رکعت پر سلام پھیرنا اور ایک رکعت وتر پڑھنا

ابن عمرؓ حدیث نبویؐ میں بیان کرتے ہیں کہ ایک سال شہ آٹھ سے رات کی نماز کا طریقہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ دو دو رکعت ہیں اور اگر صبح ہونے کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لو اس سے سابقہ نماز وتر بن جائے گی۔  
ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رات کی نماز پڑھے، صبح کا اگر خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھنے سے سابقہ نماز وتر بن جائے گی۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم دو دو رکعت پڑھیں اور اگر صبح ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت  
وتر پڑھ لیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک وتر پڑھو۔ اللہ تعالیٰ وتر کو پسند کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رات  
کی نماز دو دو رکعت ہے، اگر سونا ہے تو ایک رکعت وتر پڑھ لو۔ سابقہ نماز وتر ہو جائے گی۔

عقبہ بن حریث نے ابن عمر سے دریافت کیا۔ **صلوات اللیل صنتی صنتی**۔ تو آپ نے جواب دیا دو رکعت پر سلام پھیرنا  
یہی قول سفیان ثوری کا ہے اس سلسلہ میں عمر بن عبد العزیز کی روایات ہیں۔

علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ ہمارا نظریہ جس کو ہم پسند کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ رمضان اور غیر رمضان کے  
رات کے فوافل دو دو رکعت پر آدمی سلام پھیرے۔ اور جب اسے شتم کرنا چاہے تو ہر رکعت وتر پڑھے۔ یہی رکعت میں  
سورۃ علی دگری میں سورۃ کافرون پھر سلام پھیرے، پھر ایک رکعت علیحدہ مکمل طور پڑھے اس رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص اور  
تعوذین و فلق، ناس پڑھے۔

انحضرت صلعم سے یوں بھی ہے کہ آپ جب وتر پڑھتے تو ۷ یا ۸ رکعت میں بیٹھتے اور آخر میں سلام پھیرتے  
ایک روایت میں ہے کہ ۹ وتر پڑھتے تو ۹ رکعت میں بیٹھتے، علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ یہ تمام سورہیں وتر  
کے ادا کرنے کی جائز ہیں۔ اور یہ طریقہ انحضرت صلعم سے منقول ہے ایک دفع آپ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا دو دو رکعت رات کی  
نماز ہے تم نے وہ ہی طریقہ اختیار کیا، بلکہ ایک روایت میں لفظ بھی ہے پانچ وتر پڑھو، پھر ایک پڑھو تمہیں اختیار ہے  
آپ کا پسندیدہ عمل جو اہل علم سے اس حدیث کے لحاظ سے ثابت ہے، وہ ایک ہی ہے اس کو بعض صحابہ نے  
پسند کیا ہے ہم نے بھی اسلاف کا طریقہ تحقیق کو اپنایا اور رکعت و تراویح میں اس حدیث پر ہم نے روایات بیان کر لیں

### اقوال سلف ایک رکعت وتر کی ادا کی

عبداللہ بن عمر سے کسی نے وتر کی ادائیگی کا طریقہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی وتر پڑھتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ  
کہیں لوگ اس کا نام پتیرا ناقص نہ رکھ لیں۔ اسنے کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے، مسائل کا مطلب تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی سنت  
ایک روایت میں ہے کہ میں نے اسے پتیرا کہا اسنے صاحب نے نہیں دی پتیرا کہتے ہیں۔ کہ ایک رکعت رکوع اور سجود سے ادا کرے پھر  
دوسری رکعت ادا کرے لیکن اس میں پنج قرأت کرے اور نہ ہی رکوع اور سجود پورا کرے یہ پتیرا ہے وتر ایک روایت میں کریم صلعم  
اور ابی بکر رحمہما کا بھی یہی وتر تھا

حدیث صحیحہ میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے ماہ رمضان میں دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے پھر ایک رکعت وتر پڑھتے تھے حضرت زید  
بن ثابت ۳ رکعت میں سلام پھیرتے۔ ابن عمر نے حضرت زید سے اسکی ادائیگی کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا تاکہ لوگ بغیر وتر  
والسے پچھلے جاویں

سناؤ قاری کہ فاسق نہیں نفع دو رکعت اور تراویح پڑھنا یعنی دو رکعت پر صلعم پھیرنا پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھنا۔

وہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے دو رکعت پر بلند آواز سے سلام پھیر دیا پھر ایک رکعت وتر پڑھنا اور اس کے ساتھ صحابہؓ نماز پڑھتے اور کوئی اسے معیوب نہ سمجھتا تھا۔

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے ایک رکعت وتر پڑھ کر قرآن مجید ختم کیا حضرت علیؓ نے ایک رکعت وتر میں قرآن پاک پڑھا۔

محمد بن شریف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعیدؓ کو مسجد میں داخل ہوتے دیکھا آپ نے ایک رکعت وتر پڑھا پھر مسجد سے باہر تشریف لائے۔

حضرت سالم حضرت ابن عمرؓ کا کل بتاتے ہیں کہ آپ دو دو رکعت نماز نوافل پڑھتے، بعد ازاں سے ایک رکعت وتر ادا کرتے اور یہی طریقہ لوگوں کو بتاتے جب تمہیں صبح ہونے کا خطرہ لاحق ہو تو ایک وتر ادا کرو۔

میں نے سالم سے کہا کہ کیا دوران اسلام کسی سے گفتگو کرتے تھے؟ فرماتے لگے کہ اگر کوئی کلام کرتا تو جواب دے دیتے ورنہ نہیں۔

حضرت ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر ائمہ حضرات میرے ساتھ اتفاق کریں تو دو رکعت میں سلام پھیر کر پھر ایک علیحدہ وتر رمضان میں ادا کریں جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں وتر نماز عشاء سے طلوع فجر تک، ابن عمرؓ کہتے ہیں ان دو رکعت میں جبرائی کرتے یعنی ایک وتر پڑھتے اسی پر حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے صحابہؓ عمل پیرا تھے۔

ابو درداءؓ، قتالہ بن عبید اللہ اور معاذ بن جبلؓ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ حدیث احمد ابن مسعود سے دلیلیں

علیہ السلام امیر کوتر تھا اس بات کو باتیں کرتے کہ جب فارغ ہوئے تو ہر ایک نے ایک ایک رکعت وتر پڑھا۔

حضرت ابی ہریرہؓ رمضان میں نماز پڑھتے اور وتر ایک رکعت ادا کرتے دو دو رکعت پر سلام پھیرتے بعد ایک رکعت علیحدہ وتر پڑھتے آپ کے سلام کی مانند آواز ہر ایک سن لیتا۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے ایک رکعت وتر ادا کیا۔

حضرت زہریؓ کہتے ہیں کہ حضرت صحابہؓ وتر کی دو رکعت میں سلام پھیرتے پھر ایک علیحدہ وتر ادا کرتے ابو موسیٰ اشعریؓ ایک رکعت وتر پڑھتے۔

عقوبہ بن عبد القادر دو رکعت پر سلام پھیرتے ایک علیحدہ وتر پڑھتے حضرت عدیؓ سے اس پر کسی نے سوال کیا

کہ مسافر وتر کتنے ادا کرے اپنے فرمایا مسافر کو ایک رکعت وتر کافی ہے اگر وہ چاہے تو میں نے کہا حضرت

مقیم کے لئے؟ فرمایا کہ مقیم بھی ایک رکعت ادا کرے۔ اسے بھی ایک رکعت کافی ہے لیکن زیادہ رکعت نہ ادا کرے۔

علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؓ کو ایک رکعت وتر پڑھتے دیکھا۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن بکرؓ

سے کہا دو رکعت اور ایک رکعت علیحدہ پڑھ لیا کہوں آپ نے فرمایا ہاں، بعد میں کہا کہ سحر کی کھالوں فرمایا کوئی حرج نہیں

ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے حسنؓ سے پوچھا کہ کیا آدمی وتر کی دو رکعت پر سلام پھیر سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔

عقیل کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہابؓ کو دیکھا وہ عشاء کے بعد پانچ رکعت پڑھتے تھے دو رکعت پر سلام پھیرتے اور بعد ایک رکعت پڑھتے

حضرت عطار سے کسی نے سوال کیا۔ کیا وتر کی دو رکعت پڑھی جاسکتی ہیں اور بعد ایک وتر پڑھنے آپ نے اسے اجازت دیدی  
امام مالک فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک وتر پڑھتا ہوں کیونکہ رسول کریم صلعم نے فرمایا ایک وتر سے سابقہ نماز وتر  
بن جاتی ہے اور صواب امر یہ ہے کہ آدمی ۲ رکعت نماز ادا کرے پھر سلام پھر کہ ایک علیحدہ رکعت وتر پڑھے سلام پھر  
وقت اذان قریشی نماز کی کوسن جائے۔ آپ پوچھا گیا کہ جو شخص دو رکعت پڑھ کر سلام پھر تا تھا۔ اب وہ تیسری  
رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ کیا کرے؟ آپ نے جواباً کہا رکوع سے پہلے اسے یاد آجاوے تو بلیغ پڑھ لے پھر  
سلام پھر کہ وہ سجدہ سہو کرے پھر اٹھ کر ایک رکعت وتر ادا کرے۔

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے ابی بکر و مالک بن انس سے ایک تر کے متعلق پوچھا۔ ان دونوں نے جواب دیا اگر تین رکعت کی  
طرح بھی وتر پڑھ لے تو بہتر ہے، ماور اگر دو سلام سے پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

ابودرداء کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل سے ایک وتر کے متعلق سوال کیا تو فرماتے لگے میرے نزدیک دو رکعت سلام پھر کہ نماز ادا کر  
حضرت ابی امامہؓ ماہ رمضان میں تمانہ پڑھتے، پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون پڑھتے  
پھر دو رکعت پر سلام پھرتے پھر ایک رکعت پڑھتے۔ وتر کی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پڑھتے۔  
حضرت امام احمدؒ فرمایا کرتے ۹ وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اٹھویں رکعت میں بیٹھ جائے  
محمد بن تھمر اور اسحاق بن راہوی نے حضرت امام احمدؒ کی رائے کو پسند کیا ہے

## پانچ وتر ایک سلام سے پڑھنے

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلعم رات کو سو رکعت نوافل پڑھتے اور پانچ وتر پڑھتے۔ آخری  
رکعت میں تشہد کر کے سلام پھرتے۔ اور ایک لایت میں ۱۳ رکعت کی تفصیل یوں کہ فجر کی اور رکعت سنت پڑھتے اور ۲ رکعت  
دو دو کر کے پڑھتے اور پانچ وتر پڑھتے۔

ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ پانچ وتر پڑھنے یا سات وتران میں کوئی سلام نہیں پھرتے۔ ایک دوسری روایت میں ہے آپ نے  
دو دو رکعت پڑھی حتیٰ کہ آپ نے اٹھ رکعت ادا کیں۔ پھر پانچ وتر پر سلام پھریا۔ وتر میں اللہ تعالیٰ کی ثنا اس کی شان کیہ طلب کرتے  
ام سلمہ کہتی ہیں کہ رسول کریم سات اور پانچ وتر ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے۔

زید بن ثابت پانچ رکعت و ترا یک سلام سے پڑھتے (ترجمہ) جس طریق سے پسند ہو سنت کے ائینہ میں وتر پڑھ لے

## سات اور نو وتر کا بیان

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ۹ نور رکعت وتر پڑھتے اسکی ادائیگی کا طریقہ یہ تھا کہ اٹھویں رکعت میں تشہد کرتے اللہ تعالیٰ کی حمد اذکر اور غلو  
کرتے پھر کھڑے ہوتے، پھر آپ نو رکعت پڑھتے ہو کر بعد تشہد کرتے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد اذکر کرتے، پھر آپ بلند آواز سے سلام پھرتے  
پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے، آپ کی ۱۱ رکعت تھیں۔ جب آپ پڑھ لے کر نماز پوری ہو گئی تو اس وقت آپ نے نو وتر ادا کئے، پھر بیٹھ کر آپ نے

۲ رکعت ادا کیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ اور سات وتر پڑھتے جب آپ علیل اور بوجھل ہو گئے تو اپنے وتر ۹ وتر ادا کئے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ۷ اور ۹ کا ذکر کیا ہے (بقول عائشہ) پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا کی (بقول ابن عباس) صحابہ علیہم السلام اور عبد اللہ اسود بخسفی اس پر عمل کرتے تھے حضرت عبد اللہ ایسا ہی کرتے تھے وتر ۹ رکعت پڑھتے تھے ان میں ۹ سورتیں پڑھتے تھے ہر رکعت میں ایک سورت۔

(۱) زلزال ۲ عصر ۳ سورہ نصر ۴ کوثرہ ۵ کافرون ۶ سورہ ہب ۷ آیت الکرسی ۸ آخری سورہ بقرہ کی دو آیات ۹ سورہ اخلاص، پھر رکوع سے پہلے قنوت کرتے۔

بشیر بن فضال بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یونس بن علیہ عن شہار کی نماز پڑھاتے پھر ۹ وتر رکعت وتر پڑھتے

محمد بن نصر بیان کرتے ہیں مذکورہ جملہ روایات پر عمل جائز ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقلی نماز طبیعت کیساتھ منتقل تھی اس بنا پر آپ کبھی ۱۱، ۹، ۷، ۵، ۳، ۱ ایک رکعت وتر پڑھ لیتے، آخر میں آپ فرماتے ہیں کہ آپ صبح، وتر ایک سلام سے پڑھنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ملی کہ آپ نے ۳ وتر کی ادا کی، آخر میں سلام پھیرا ہو جیسا کہ ۵، ۹ میں ملتا ہے ہاں کچھ روایات ملتے ہیں کہ آپ نے ۳ وتر ادا کئے لیکن اس میں سلام کا ذکر نہیں ہے

ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۳ وتر ادا کرتے پہلی رکعت میں سورۃ ازلٰی ۲ کافرون ۳۔ اخلاص پڑھے۔ ان روایات کے راوی عمر بن حنبل، عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن ابی عمیر اور انس بن مالک ہیں۔

علامہ موصوف ان تمام روایات کو ہم قرار دے کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ نے ۵، ۳، ۱ وتر کے پڑھنے میں اختیار دیا ہے اور اسی طرح دس رکعت کی ادائیگی میں بھی ہر ۲، ۲ رکعت پر سلام پھیرنا ثابت ہے، بعض صحابہ نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۳ وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے اسی پر ہمارا عمل ہے لیکن یہ اختیار اللہ کے ہے اور اسے ایک ہی گورنے پڑھنا چاہیے۔ بعض لوگوں نے جو یہ حدیث سند بیان کی ہے آپ وتر کی دو رکعت میں سلام نہیں پھیرتے تھے اور ایک آیت میں ہے وتر کی پہلی دو رکعت میں آپ سلام نہ پھیرتے تھے اور ایک روایت ہے وتر کی پہلی دو رکعت میں آپ سلام نہ پھیرتے تھے یہ دونوں روایات ہمارے ہاں یوں ہیں۔

یہ روایت سعید بن مسیب نے اختیار کی ہے اور اس روایت میں یہ نہیں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھے اور دو رکعت میں سلام نہیں پھیرا۔ پس یہ کیسے حجت ہو سکتی ہے کہ ۳ وتر بغیر سلام کے ہیں اور دو رکعت میں سلام نہیں پھیرا کیونکہ اس کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ سلم لبیل فی رکعتی الوتر اور اس میں اس نے صداقت سے کام لیا ہے آپ نے ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲،



ایک وایت میں ہے وتر حق اور واجباً جو چاہے ۹ وتر پڑھے، ۵ پڑھے، ۳ وتر پڑھے اور چاہے ایک وتر پڑھے، اور جو نہ ادا کر سکے اپنے سر سے اشارہ کے ساتھ پڑھ لے۔

مصعب بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت سعد سے کہا گیا کہ آپ ایک وتر پڑھتے ہیں آپ نے کہا میں اپنی تخفیف کے لئے کرتا ہوں۔ لیکن مجھے پانچ سے اور پانچ سے اور ۳ ایک سے پھر کہے لگے ایک وتر مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اسودہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے پانچ وتر پڑھتے تھے۔

میشام بیان کہتے ہیں کہ تمہارا کہا کرتے بعض نے ایک وتر اور کسی نے پانچ اور کسی نے ۳ اور کسی نے سات وتر پڑھے ہیں اور ان پر عمل کرنا وہ احسن خیال کرتے تھے۔

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر پانچ اور سات وتر پڑھتے اور شہد آخر میں کرتے۔ ایک وایت میں ہے آپ طاق رکعت میں سلام پھیرے

ابن جریج کہتے ہیں کہ حضرت عطاء کہا کرتے تھے میں تو رسول کریم صلعم کے وتر پر زیادتی کو پسند نہیں کرتا مگر زیادتی خیر کی موجب ہے جو چاہے اس سے زیادہ کرے (آپ کا اشارہ تھا میں ایک وتر پڑھتا ہوں)

### ۳ وتروں پر صحابہ اور تابعین کا عمل

علی بن سباق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت صدیق کی وفات کے بعد عشرہ کی نماز کے بعد ۳ وتر پڑھتے اور لوگوں نے بھی ۳ وتر پڑھے، سلام بھی پھیرا تھا ۳ وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھے۔

حضرت حسن بن علی نے کہا ابن عمر وتر کی دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے، تو اپنے جواب دیا پھر ان سے زیادہ فقیر تھے اور وہ اللہ اکبر کہہ کر تیسری رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔

حضرت ابی بن کعب مغرب کی طرح ۳ وتر پڑھتے ان میں سلام نہ پھیرتے تھے علامہ محمد بن نصر مروزی بیان کرتے کہ اسم بن ابی بکر، عمر اور ابی بن کعب کا عمل ذکر کر دیا ہے کہ یہ لوگ وتر کی دو رکعت پر سلام پھیرتے پھر تیسری الگ پڑھتے۔

اور حضرت حسن کا فتویٰ ابی نعون کی زبان سے منقول ہے اپنے فرمایا دو رکعت پر سلام پھیر کر وتر ادا کرنے میں اس کا جواب نعم ہاں دیا۔

اقوال مختلفہ: عبداللہ مغرب کی نمازوں کے وتر رات کے وتر دن کی طرح ہیں۔ انس رات کو نفل دو دو رکعت ادا کرتے پھر آخر میں مغرب کی نماز کی طرح تین وتر پڑھتے یعنی ایک سلام سے پڑھتے۔

انس کا قول ہے کہ وتر تین رکعت ہیں۔

ابی عاصم فرماتے ہیں اور رات کے وتر میں دن کے وتر مغرب کی نماز اور رات کے وتر مغرب جیسے ہیں عبداللہ ابن عمر کا یہی عمل تھا حضرت قتادہ فرماتے ہیں بکر بن عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ ۳ وتر کے قائل تھے بقول بکر بن ستم۔

حضرت علی کے رفقا اور عبداللہ کے رفقا، دو رکعت پر سلام تر پھرتے تھے۔ بقول ابی اسحاق۔  
طاووس تین وتر ایک سلام سے پڑھتے حضرت عطاء بن مسرر رکعت وتر ادا کرتے اور تشہدِ آخر میں بیٹھتے۔ ان رکعت میں قرآنی آیات کو پڑھتے  
پہلی رکعت میں سورۃ الشمس پڑھتے اور آخری رکعت میں سورۃ اخلاص معوذتین پابندی سے پڑھتے۔

محمد بن قاسم کہتے ہیں کہ وتر ایک ۱۳، ۱۷، ۱۹، ہر ایک پر عمل جائز ہے یہ ارشاد نبوی اور تعامل صحابہ سے ثابت ہے،  
اور یہی ہمارا مختار مذہب ہے، موصوف فرماتے ہیں کہ اگر کسی عشا کی نماز ادا کر لی پھر اسے ایک وتر پڑھنا چاہا تو وہ سب سے پہلے رکعت  
یا دو سے زیادہ رکعت پڑھ لے پھر وہ ایک رکعت وتر ادا کرے اور اگر وہ اس سے قبل نماز نہیں پڑھنا چاہتا تو ایک رکعت وتر ادا کرے نیا  
بھی ہمارے ہاں جائز ہے، یہ عمل آنحضرت صلعم کے مقتدر اعلیٰ مزاج عبادت والوں کا تھا اس عمل کو امام مالک نے ناپسند کیا ہے  
لیکن صحابہ کرام کا اتباع اعلیٰ بالعلیٰ ہے کیونکہ آخری نماز آدمی کی وتر ہونی چاہیے۔

ابن سبیل بن سعید شافعی کہتے ہیں۔ میں نے امام احمد بن حنبل سے ایک رکعت وتر کا مسئلہ پوچھا تو اپنے فرمایا اگر اس سے قبل نوافل  
پڑھ چکا ہے تو وہ آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے اگر اس سے قبل نوافل کا ارادہ نہ ہو تو بھی ایک رکعت وتر  
میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی حضرت سعد کے قول پر عمل کرنا کوئی حرج نہیں ہے ابو ایوب فرماتے اگر ایک رکعت وتر پڑھ  
لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس سے زیادہ پڑھ لے نوافل ہے ابو شیمہ اور ابن ابی شیبہ کا عمل یہ ہے کہ  
ایک رکعت وتر کافی ہے۔

سعد بن وقاص بعد نماز عشاء ایک وتر پڑھتے تھے۔ امام مالک فرمایا کرتے کہ اس پر عمل کی گنجائش نہیں ہے حضرت امام  
شافعی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا فعل اگر رکعت تھا اس میں ایک رکعت وتر تھا ہی پسندیدہ عمل ہے مگر امام مالک کے قول  
کی تردید یوں کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں تین وتر سے کم کو پسند نہیں کرتا اور ان کی ادائیگی یوں کہتے ہیں دو رکعت پر سلام  
پہلے پھر ایک رکعت الگ ادا کرے اعلیٰ اس کی یہ دلیل ہے جس نے دو رکعت نماز ادا کی اس نے ان کے درمیان فضل  
و جہدائی کی۔ اور مزی نے کوئی کے اس قول کو کہ وتر مغرب کی نماز جیسے ہیں اس کا انکار کیا یعنی درست نہیں ہے۔

علامہ محمد بن قاسم فرماتے ہیں کہ حضرت نعمان بن ثابت کے خیال میں ۳ رکعت وتر سے زیادہ اور کم کی اجازت نہیں ہے جسے ایک وتر  
پڑھا اس کا وتر فاسد ہے۔ اس پر واجب ہے کہ ۳ وتر ایک سلام سے ادا کرے اگر اسے دو رکعت پڑھ کر پھر ایک وتر ادا کیا تو بھی اس کا وتر باطل  
ہوگا۔ اور ساتھ فرماتے ہیں منسا فر چار پائے رسوائی پر وتر ادا نہ کرے اگر کرے گا۔ تو اس کا وتر فاسد ہوگا کیونکہ انکا خیال ہے کہ وتر فرض ہے  
جو شخص وتر کو بھول گیا پھر اسے صبح کی نماز میں یاد آیا تو اس کی نماز باطل ہوگی اسے ضروری ہے کہ نماز چھوڑ کر پہلے وتر ادا کرے پھر نماز شروع کرے  
علامہ موصوف فرماتے ہیں یہ تمام مسائل فرما کر بیٹھے اور کئی صحابہ اور اہل علم کے طریقہ کے بالکل خلاف ہے عمل اس کا ہو سکتا ہے جس کے پاس علم کی  
پونجی نہ ہو اور وہ احادیث نبویہ سے غافل ہو اور یہ عدم واقفیت اس بات کا نتیجہ ہے کہ علماء کی صحبت اختیار نہیں کی۔

اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ان سے بارگشا فرماتے تھے کہ کاتب ابو حنیفہ یثیمانی الحدیث، امام موصوف حدیث کے  
معاشر میں تقسیم تھے۔ مترجم۔ مترجم سے مراد صحابہ حدیث نہ تھا۔

محمد بن نصر فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن سعید نے کہا۔ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے۔  
 هؤلاء اصحاب ابی حنیفۃ لیس لهم بعرض شیء من الحدیث ما هو الا الجبراة  
 قبول احمد، اصحاب ابی حنیفہ ان کے ادراک حدیث میں مہارت نہیں ہے صرف ان کا دعویٰ ضرور ہے۔  
 علامہ محمد بن نصر فرماتے ہیں بعض تعصب نوازوں نے اس حدیث سے دتر کی فرضیت نکالی ہے۔  
 ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے۔ تو یہ حدیث زاد کم اس امر کی دلیل ہے۔ کہ وتر  
 فرض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علماء نے اس حدیث کو ثابت قرار نہیں دیا اور اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے تو دعویٰ کی قطعاً دلیل  
 نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ نماز کی کمی اقسام موجود ہیں۔ اور فرضہ مکتوبہ۔ مؤکدہ، کہ پانچ نماز جماع امت کے قول سے فرض ہیں۔  
 ۲۔ سنت نماز۔ یہ نماز فرض نہیں ہے بلکہ نوافل میں جن کی ترفیح دی گئی ہے جن پر دوام مستحب ہے جس کا ترک مکروہ ہے۔  
 ۳۔ وتر، اور دو رکعت سنت فجر، اور ایسی نمازیں۔

۴۔ نفل مستحب۔ جو کہ سنت نہیں ہیں مطلق نوافل جن کے پڑھنے سے ثواب اور ان کے چھوڑنے پر وعید نہیں ہے۔  
 ان اللہ زادکم، صلوة، ان اللہ اصابکم بصلوة، اگر یہ دونوں حدیثیں ثابت ہو جائیں تو ان کا  
 مطلب یہ ہوگا کہ رسول کریم کے سن سے ہے جو کہ فرض مؤکدہ نہیں ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ ہے۔ دوامی نمازیں دن اور رات میں صرف  
 پانچ ہیں باقی تطوع۔ نقلی ہیں اور اس پر امت مسلمہ کا متفقہ مسئلہ ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں ایک رکعت، ۳۔ رکعت، ۵۔ رکعت، ۷۔ رکعت اور اس سے  
 زیادہ رکعت ثابت ہیں۔ اگر یہ وتر فرض ہوتا تو اس کی تعداد میں تعین ہوتا اور اختلاف نہ ہوتا۔ جیسا کہ فرض پانچ نمازیں اور زیادتی کی  
 قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اور اسی سے صحابہ کرام اور تابعین کا اختلاف فی الوتر واضح ہے اور اس کی اداسگی میں بھی اختلاف ہے  
 کہ ہر رکعت وتر کو دو سلام سے پڑھنے کو مکروہ بھی اسی بنا پر کہا گیا ہے۔ کہ کہیں یہ نفل فرض کے مشابہ نہ ہو جائے۔  
 تیسری دلیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر وتر ادا کئے اور اس پر صحابہ اور تابعین اور اجماع امت شاہد ہے۔  
 اور یہ بھی اتفاقی مسئلہ ہے کہ فرائض سواری پر جائز نہیں ہے اس سے ثابت ہوا وتر نفل ہے فرض نہیں ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے۔ کہ وتر کا عمل خاص اور عام تمام مسلمانوں نے ابتداء عہد نبوی سے پڑھتے آ رہے ہیں اور کسی نے اس کی  
 فرضیت کی بحث نہیں کی اور اگر فرض ہوتا جیسے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نماز فرض ہے تو یقیناً اس کی فرضیت کا بھی علم  
 ہو جاتا۔ لیکن ایسا امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تابعین کے جم غفیر کا اتفاق ہے کہ وتر نفل ہے فرض نہیں ہے اور یہی عمل حضرت علی رضی  
 بن ابی طالب کا بھی ہے۔ اور علی جیسا اس کی فرضیت سے کیسے ناواقف ہو سکتا ہے حالانکہ آپ اسے متفقہ (ضروری) بھی نہیں  
 کہتے اور اسے آپ نفل میں شمار کرتے تھے۔

اسی طرح صحابہ اور تابعین سے مفصلاً اور مفرداً وتر تطوع نفل میں شامل ہے۔

جوید بن حازم کہتے ہیں۔ میں نے حضرت نافعؓ سے حضرت ابن عمرؓ کا عمل و ترکا سواری پر پڑھنے کا پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ آپ سواری پر اسے پڑھتے تھے، اور ترکی بقیع نوافل پر کوئی فضیلت ہے تو آپ خاموش رہے۔ واصل بن عبد الرحمنؓ کہتے ہیں کہ میں ابن عباسؓ کا سفر میں ساتھی رہا، آپ نے سفر میں کوئی وتر نہیں پڑھا۔  
سعیان بن عبیدہؓ سے سوال کیا گیا۔ کیا وتر واجب ہے آپ نے جواب دیا اگر واجب ہوتا تو مجھ سے نہ دریافت کرتا۔  
(اگر فرض ہوتا تو عام لوگ اسے جانتے ہوتے)

ترکی فرضیت پر بعض اہل رائے نے اس حدیث کو سامنے رکھا ہے کہ عمرو بن شعیب عن ربیعہ عن جده فرماتے ہیں کہ جبرائیل امینؑ وتر کا مسد رسول کریمؐ کی طرف لائے اور ساتھی آپ نے کہا کہ جبرائیل جب بھی آتا ہے تو فرض کو دھیلاتا ہے۔ لہذا وتر فرض ہے۔

علامہ مروزی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اہل معرفت کے ہاں صحیح نہیں ہے اور یہ دلیل بھی نہیں بن سکتی کیونکہ جبرائیل امینؑ آپ پر قرآنی آیات لاتے ہیں جن میں ایسے معاملات ہوتے ہیں جن کی ادائیگی اور عمل میں اہل علم کا اختلاف کلیتہً نہ ہو کیونکہ اس میں نوافل کا تذکرہ بھی ہوتا، جب قرآن کے مسائل معلوم، نوافل کی اجازت ہے تو بغیر قرآنی مسائل پر عمل کرنا نفل اولی ثابت ہوا۔  
قرآنی آیت ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود، اس آیت میں علماء و موقرین نے متفقہ طور پر مغرب کی دو رکعت قرار دیا ہے۔

ومن اللیل فسبحہ وادبار النجوم، اس آیت کی تفسیر میں ترکی دو سنت کہا ہے، بعض نے وہ تسبیحات کہا ہے جو فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں، اور تمام یہ عمل نفل ہے۔

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ادبار السجود سے مغرب کی دو سنت کہا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر میں نماز کے بعد تسبیحات کو شمار کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے وہ تسبیحات جو فرض نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔  
عقبہ بن عامر کہتے ہیں جب فیض با اسم ربک العظیم اتی تو آپ نے فرمایا اسے تم اپنے رکوع میں پڑھا کرو اور جب سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا اسے اپنے سجدہ میں پڑھا کرو۔

اور اصحاب رانی تسبیح فی الركوع اور سجود کو نفلی کہتے ہیں۔ اتفاق کرتے ہیں جو چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ صلعم میں نازل شدہ نفلی ہے تو غیر منزل من اللہ بطریق اولیٰ نفلی ہو سکتی ہے

سعیانؓ فرماتے ہیں کہ وتر فرض نہیں بلکہ سنت ہے اگر تیری مرضی ہو ایک وتر پڑھ لے اگر چاہے ۲ پڑھ لے اور اگر چاہے ۷ پڑھ لے اور اگر چاہے ۹ پڑھ لے اور اگر چاہے ۱۱ پڑھ لے، سلام آخر میں پھرنا۔

ربیعہؓ کہتے ہیں جب وتر تجھے بھول جائے تو ترکی قضا نہیں ہے اور وتر ہمارے حینال میں صرف ایک رکعت ہے۔ اور اگر عشاء کے بعد دو رکعت ادا کر لو تو وتر آپ پر لازم ہے۔ اور اگر عشاء کے بعد کوئی نماز نہ پڑھو تو

تجو پر کوئی وتر فرض نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ اس کے لئے ہے جس پر بے ہوشی طاری ہوگی یا مسافر کے لئے جو وتر پڑھتا ہی نہیں یا اس کے لئے جو نماز کے بعد کوئی نماز نہ ادا کرنا چاہتا ہو۔

محمد بن نصر فرماتے ہیں جن کی مرضی ہو وہ حضرت ربیعہ کے مغرب کو اس مسئلہ میں اختیار کر لے۔ وترات کی نماز ہے۔ اور اسے اس حالت میں رات کو نہ ترک کرے کہ میں اسے جنت بنا لوں گا پھر نوافل پڑھنا شروع کر دوں گا۔

ہاں اگر رات کی نماز فرض یا دیگر صورت میں نہ ادا کی جا سکے ہو تو وہ ۱۲ سے ۱۲ رکعت دن میں ادا کرے۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر رات کا قیام نہ ہو سکتا تھا تو آپ نے وتر کو بعد نماز ادا نہ کرتے بلکہ ۱۲ رکعت نماز دن کو ادا کرتے اور اس عمل سے وتر کی قضا ثابت نہیں ہے۔

اور بعض نے وتر کی تاکید فجر کی دو رکعت زیادہ کی ہے اس کی تفسیر یوں ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ سے واپس آ رہے تھے راستے میں قیام کیا۔ تمام صحابہ اور آپ کو نیند نے گھیر لیا بعد طلوع شمس آنکھ کھلی تو آپ نے حکم دیا کہ اس جگہ کو چھوڑ کر آگے کہیں چلو۔ پہلے آپ نے دو سنت ادا کیں۔ پھر فرض ادا کئے۔ اس نماز میں وتر کی قضا کا کوئی حکم نہیں ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ نے کہا ہے اس فجر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی قضا ہی تھی۔ چنانچہ آپ نے پہلے وتر ادا کئے بعد سنت پھر فرض پڑھے۔ لیکن یہ بالکل ثابت نہیں ہے۔

بعض امام صاحب کے معتقدین نے ۳ وتر سے کم اور اس سے زیادہ کو جائز قرار نہیں دیا اور یہ خیال ظاہر کیا کہ تمام علماء کا اجماعی مسئلہ ہے کہ ۳ وتر جائز اور حسن ہیں۔ وتر کی اختلافی صورت میں امام صاحب نے نقل وتر کو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اپنے اجماعی مسئلہ کو لے لیا۔ اور اختلافی کو وتر کے معاملہ میں ترک کر دیا۔

یہ سب چیزیں بلا حجت ہیں اور علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں ۳ وتر کی کراہت کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین ہے۔ اس کی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۳ وتر کو مغرب کی نماز سے تشبیہ نہ دو، لیکن ۵ وتر، ۹ وتر، ۱۱ وتر یا اس سے زیادہ ادا کرو۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے اور ابن عباس کی جملہ روایات میں وتر کے متعلق یوں ارشاد ہے۔

کہ وتر ۷ اور پانچ ہیں اور ہم ۳ وتر دستبر (نا مکمل) کو پسند نہیں کرتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں سات اور ۵ کو پسند کرتا ہوں اور ۳ کو نا مکمل کہتا ہوں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وتر سات یا پانچ ہیں اور ۳ نا مکمل ہیں۔ میں اسے پسند نہیں کرتی ایک روایت میں کم از کم وتر پانچ ہیں۔ یزید بن حازم کہتے ہیں۔ میں نے سلیمان بن سہار سے ۳ وتر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اسے مکروہ کہا اور کہا نوافل کو فرض کے ساتھ تشبیہ نہ دو، ایک وتر ۵ وتر یا سات وتر پڑھو۔

## وتر سفر میں سواری پر ادا کرنا

سعد بن لیث کہتے ہیں۔ میں مکہ کے راستے کے سفر میں حضرت ابن عمر کے ساتھ میں شریک تھا۔ سعید کہتے ہیں مجھے صبح ہونے کا جذبہ ہوا تو سواری سے اتر کر وتر ادا کئے پھر میں حضرت عمر کے ساتھ چلا گیا۔ عبداللہ بن عمر نے مجھے کہا آپ اتنی دیر کہاں رہے ہیں۔ میں نے جواب میں کہا۔ مجھے فجر ہونے کا جذبہ لاحق ہوا۔ تو میں نے سواری سے اتر کر وتر ادا کئے ہیں۔ عبداللہ مجھے کہنے لگے کہ تجھے رسول کریم صلعم کا سوہ پسند نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں مآپ نے کہا رسول کریم صلعم اونٹ پر وتر ادا کرتے تھے دوسری روایت میں ہے سواری پر پڑھتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں لؤافل راحلہ (اونٹنی) پر ادا کرتے تھے۔ اس کے منہ کی خاص سمت متعین نہ ہوتی تھی۔ وتر اسی پر ادا کرتے لیکن فرضی نماز سواری پر بالکل نہ پڑھتے تھے۔

ابن عباس فرماتے کہ رسول کریم صلعم نے سواری (اونٹنی) پر وتر پڑھے۔ علی بن ابی طالب نے سواری پر وتر ادا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر اونٹ پر وتر ادا کرتے اشارہ کے ساتھ ادا کرتے۔ ابن جریج کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کہ میری سواری کا رخ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا تو کیا ایسا کرنے سے وتر ہو جاتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ حضرت عطاء کہتے ہیں۔ اونٹ پر وتر پڑھنا حرج سے خالی ہے۔

سفیان فرماتے۔ اگر کوئی سواری پر ادا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے زمین پر وتر ادا کرنا محبوب عمل ہے۔

علامہ محمد بن نصر فرماتے ہیں۔ حضرت ابو حنیفہ وتر سواری پر پڑھنے کو جائز نہیں کہتے۔ (کیونکہ ان کے مسلک میں وتر فرض ہے) ان کی دلیل اس باب میں حضرت ابن عمر کا عمل ہے کہ آپ سواری سے اترے اور وتر ادا کئے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں۔ اس قول سے محبت لینا یہ عقلیت (علم علم) کی نشانی ہے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ وتر زمین پر ادا کرنے جائز نہیں ہیں۔ علامہ کرام کا ارشاد ہے کہ وتر سواری پر بھی جائز اور زمین پر بھی جائز ہیں۔ یہی حضرت ابن عمر کا عمل تھا۔ کبھی سواری پر اور کبھی اتر کر۔ ایک روایت میں ہے سواری پر ادا کرتے اور کبھی اتر کر زمین پر وتر ادا کرتے۔

## وتر میں قرأت کا بیان

ابی بن کعب کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ۔ دوسری میں سورۃ کافرون تیسری میں قل ہو اللہ احد ایک روایت میں ہے تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھتے تھے۔ وتر سے سلام پھرتے ہی مرتبہ سبحان الملك القدوس بلند آواز سے پڑھتے۔

ایک حدیث میں ہے تیسری مرتبہ اس لفظ کو مد سے پڑھتے ایک روایت میں ہے یہ رفع یہاں صوتاً۔ اپنی آواز کو بلند کرتے، ایک روایت میں ہے تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد معوذتین (قل تاناس) پڑھتے۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ وتر میں ذیل سورتیں پڑھتے۔ ۱۔ رکعت سورۃ تکوین، سورۃ القدر، زلزال، ۲۔ رکعت  
عمر، النفر، کوثر، ۳۔ کافرون، لہب، اخلاص، ۴۔ حضرت علیؓ کا قول ہے۔

حضرت علیؓ کا ایک قول یوں بھی ہے وتر کی ادائیگی میں قرآن سے کوئی متعین سورۃ نہیں ہے۔ ابی موسیٰؓ نے مکہ اور مدینہ کے  
دوران سفر عشاء کی نماز پڑھائی۔ پھر ایک رکعت وتر ادا کی اس میں سورۃ ناس کی ۱۰ آیات پڑھیں۔ پھر فرمانے لگے آپ  
کے نقش قدم پر چلنے سے موت بہتر ہے (کیونکہ اتباع کرنا مشکل امر ہے اللہ تعالیٰ توفیق دے آمین)

سعید بن جبیرؓ کہتے ہیں۔ حضرت ابی کعبؓ اور تمیم داریؓ رمضان میں وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ القدر، ۲ میں سورۃ کافرون،  
تیسری میں سورۃ اخلاص، پڑھتے تھے

سعید بن جبیرؓ کہتے وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ بقرہ کی آخری آیات، دوسری میں سورۃ القدر، بعض دفعہ اس میں سورۃ کافرون،  
تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص۔

مغیرہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ابراہیمؑ فرمایا کرتے وتر کی پہلی اور دوسری رکعت میں قرآن کا کوئی حصہ پڑھنے سے، بقدر وظیفہ،  
حضرت حسنؓ کہتے ہیں میرے خیال میں بقدر سورۃ اعلیٰ آیات پڑھے۔

حضرت امام مالکؒ سے وتر کی قرأت کے متعلق سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا لوگوں کا عمل ہمیشہ وتر میں سورۃ کافرون  
فلن اور ناس رہا ہے اور میرا بھی یہی عمل ہے۔

سفیانؓ بیان کرتے ہیں اسلاف وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری میں سورۃ کافرون، پورا شہد کر کے اور سلام  
پھیر کر، پھر تیسری رکعت الگ میں۔ سورۃ اخلاص پڑھتے، یہی ان کا عمل تھا۔ اگر اس کے علاوہ سورۃ پڑھ لی جائے تو کفایت  
ہو جائے گی۔

جناب امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ ہمارے ہاں مختار امر وتر میں سورۃ اعلیٰ، کافرون اور اخلاص ہے۔ سو ذہن کا وتر میں  
پڑھنے کا سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں نہ پڑھا جائے یعنی ضرور پڑھا جائے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رات کی آخری نماز وتر ہو،

ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے۔ تمہاری رات کی آخری نماز وتر ہو یعنی طاق ہو۔ ایک روایت حضرت عائشہؓ بیان کرتی  
ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز وتر پر ختم کی۔

## آدمی ایک رکعت وتر ادا کرے پھر سو جائے پھر رات کو قیام کرے

اس مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہے جب آدمی رات کو ایک رکعت وتر پڑھ چکا ہے تو وہ آخرات کو اٹھ کر

ایک رکعت اور پڑھ لے۔ پھر ۲ رکعت نوافل پڑھنا شروع کر دے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لے۔

ان کی دلیل ارشاد نبوی صلعم پر مبنی ہے کہ تمہاری رات کی آخری نماز وتر ہو۔ یعنی کا خیال ہے کہ وتر کو جفت کرے، ایک دو دو رکعت پڑھنا شروع کر دے پھر آخری رکعت میں وتر پڑھے، اسی کی نماز وتر کہلائے گی۔ اس نے رسول کریم صلعم کو قول اس صورت میں چھوڑ دیا۔ قول یہ ہے کہ تم آخری نماز وتر پڑھو۔

اسحاق بن ابراہیم اور ہمارے ہم مسلک لوگ دونوں امور پر یعنی وتر توڑنا اور آخر میں پڑھنا اور پہلے وتر کو قیام رکھنا اور آخر میں دو دو رکعت نفل پڑھنا کے قائل ہیں۔ مترجم۔ وتر توڑنا بہتر ہے۔

## سلف سے مروی شدہ روایات جو وتر کو جفت کرنے کی ہیں

عثمان بن عفان کہتے ہیں وہ ایک رکعت کو جفت کر لیتے تھے اور فرماتے ہیں ان کی تشبیہ اجنبی اونٹ سے دیتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے جب میں رات کو قیام کا ارادہ کرتا ہوں تو میں ایک رکعت سے وتر کرتا ہوں۔ جب میں رات کو قیام کرتا ہوں تو ایک رکعت اور ملا لیتا ہوں۔ میں انہیں ایک اجنبی اونٹ سے تشبیہ دیتا ہوں ایک اونٹ کو دوسرے اونٹ سے ملا لیتا ہوں۔

سعد بن مالک فرماتے ہیں جب میں رات کو قیام کے لئے بیدار ہوتا ہوں تو ایک رکعت اور ملا لیتا ہوں۔ پھر دو دو رکعت ادا کرتا ہوں۔ پھر وتر پڑھتا ہوں۔

سالم کہتے ہیں کہ ابن عمر رات کے اول حصہ میں وتر ادا کرتے پھر آخری رات کو قیام کرتے، تو پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے ملا لیتے پھر آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے۔

ابن ماجہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کہتے ہیں۔ میں اگر وتر ادا کر چکوں پھر میں قیام کروں، پھر مجھے رات کے گز جانے پر کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں ایک رکعت جفت کر کے پڑھ لوں۔ پھر حسب تفریق نوافل پڑھ کر بعدہ وتر پڑھ لوں۔ اگر آدمی رات کے اول حصہ میں وتر ادا کر لے، پھر وہ اگر پڑھنا چاہے تو ایک رکعت اور پڑھ لے پھر حسب تفریق نماز پڑھے آخر میں وتر ادا کرے۔

اسامہ بن زید کا بھی یہی مسلک ہے۔ ہشام بن عروہ کہتے ہیں میرا باپ رات کے اول حصہ میں وتر ادا کرتا ہے جب رات کو قیام کرتا تو جفت کر لیتا۔

علامہ محمد بن نصر فرماتے ہیں ایک گروہ کا نظریہ اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رات کو وتر ادا کر لے تو سلام پھیر کر اس کا وتر مکمل ہو گیا۔ اگر وہ سو جائے پھر اسے کوئی عارضہ لاحق ہو جائے پھر وہ اٹھ کر غسل اور وضو کر لے امدد درمیان میں گفتگو کر لے۔ پھر وہ ایک رکعت اور پڑھ لے۔ یہ اس کی نماز پہلی رات والی نماز سے الگ ہوگی۔ کیونکہ اس رکعت کا



پہلی رکعت سے اتصال نہیں ہے۔ یہ دو نمازیں ہمیں ملیں گی۔ اور ان میں تباہ ہو گا۔ اس طرح کرنے والا رات کو دو دو تراویح کر لیتا ہے۔

پھر اگر اس نے نوافل پڑھ کے پھر آخر میں وتر پڑھ لیا تو اس کے دو رات میں سہ دفعہ ہو جائیں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے لا وتوان فی لیلة ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

جنا حضرت صلعم کا یہ ارشاد ہے۔ کہ اپنی نماز رات کی آخری وتر پڑھو۔ تو یہ اس کے لئے ہے جو رات کو نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ رات کو دو دو رکعت نوافل پڑھے پھر آخر میں وتر پڑھے۔ اگر پھر اس نے قیام کیا اور نوافل ادا کئے تو اسے وتر ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے وتر ادا ہو چکے ہیں۔ ایک رات میں تین نوافل کے بعد وتر پھر نوافل اور وتر پڑھنا خلاف سنت ہے۔ یہ مفہوم ہے۔ کہ رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ رات میں دو وتر نہیں ہیں اور وہ دلیل جو ابن عمر کے بیان کردہ فعل میں ہے۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا تمہاری رات کی آخری نماز وتر ہو۔ اس حدیث کے بیان کے باوجود ابن عمر کا فعل یہ تھا۔ وہ اپنے وتر کو بھنت بنا لیتے تھے۔ جب آپ سے آپ کے اس فعل اور حدیث کے تضاد کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ میرا فعل ہے جس کو میں اپنی رائے سے کرتا ہوں۔ ادا کر کوئی شخص آنحضرت صلعم کے قول کہ تمہاری نماز آخری وتر ہو، تو اسے اختیار ہے وہ اس پر عمل کرے۔ میں تو آنحضرت صلعم کے فعل کی اتباع کرتا ہوں اور میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں رائے پر عمل کرتا ہوں اور رسول کے ارشاد کو چھوڑتا ہوں۔

مسروق نے بیان کرتے ہیں۔ میں نے ابن عمر سے سوال کیا، وتر کے پورا کرنے میں۔ تو آپ نے کہا یہ میرا اپنا عمل ہے۔ اس میں کوئی روایت نہیں ہے۔ حضرت عطار رات کو تین مرتبہ وتر پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں یہ میری اپنی رائے ہے اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ میں رات کو وتر ادا کرتا ہوں اور جب رات کا آخری حصہ ہوتا ہے تو میں بائیں رکعت سے دوسری ملا لیتا ہوں۔ پھر آخر رات میں وتر ادا کرتا ہوں۔ مسروق کہتے ہیں اصحاب عبداللہ، عبداللہ بن عمر کے فعل سے تعجب کرتے تھے۔

## ایک رات میں دو مرتبہ وتر پڑھنے کا ذکر

قیس بن طلحہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کا ارشاد ہے۔ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔ حضرت ابو بکر اور عمر نے وتر کا تذکرہ رسول کریم صلعم سے کیا۔ تو حضرت ابو بکر فرماتے تھے کہ میں رات کو دو وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ ابو بکر نے سونے سے قبل وتر پڑھتے تھے۔ جب رات کو بیدار ہوتے تو دو دو رکعت

نفل پڑھتے پھر اپنی حسب ضرورت نماز ادا کرتے۔ لیکن آئینہ و ترنہ پڑھتے تھے۔

عمر بن مرہ نے سعید بن مسیب سے وتر کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے جواب دیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اول حصہ کو تر پڑھتے۔ جب رات کو بیدار ہوتے تو اپنے وتر کو توڑ لیتے۔ پھر نماز پڑھ کر آخر نماز میں وتر پڑھتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما رات کے آخر میں وتر پڑھتے تھے۔

مگر سے اور ان دونوں (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اول حصہ میں وتر پڑھتے اور آخر میں جنت نماز پڑھتے۔ عمار بن یاسر سے وتر کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا میں وتر سونے سے پہلے پڑھ لیتا ہوں اور اگر مجھے سو کر بیدار ہونے کی توفیق مل جائے تو پھر دو رکعت صبح تک ادا کر لیتا ہوں۔

سعید بن جبیر سے کسی نے وتر کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ محتاط قسم کے لوگ رات کے اول حصہ (یعنی بعد نماز عشاء) پڑھ لیتے ہیں اور قوت مضبوط عزم والے سحری کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ میں نے کہا آپ کا عمل کیسا ہے اس نے کہا میں سحری کے وقت ادا کرتا ہوں۔

میں نے کہا کچھ لوگ وتر رات کے آغاز میں ادا کر لیتے ہیں پھر بیدار ہو کر آخر رات میں وتر توڑ لیتے ہیں۔ (یعنی ایک رکعت پڑھ کر اسے جنت بنا لیتے ہیں۔ اس نے جواب دیا ایسا کرنا حضرت ابن عباس کے نزدیک وتر کے ساتھ کھیلنا ہے۔

حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے جو بعد نماز عشاء وتر ادا کر لے وہ اگر رات کو نوافل پڑھے تو ۲۰ رکعت ادا کرے۔ (یعنی وتر توڑنے کی ضرورت نہیں ہے) ایک روایت میں اس کے بعد والے نوافل کے لئے پہلا وتر ہی کافی ہے اور دوسری حدیث میں ہے جب آپ رات کو وتر ادا کر لیں تو رات کو شفع (جنت رکعتیں) صبح تک پڑھتے رہو یہ وتر جیسا ہے یعنی گویا کہ آپ نے وتر پر نماز ادا کی۔

ابن عباس اور عائشہ بن عمرو فرمایا کرتے تھے جب اول رات کو وتر ادا کر لیا جاوے تو رات کے آخر حصہ میں وتر ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب سحری کے وقت وتر پڑھنا ہے تو پہلی رات میں وتر بالکل نہ پڑھے۔ حضرت عائشہ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی رات کو وتر ادا کر لیتا ہے پھر وہ رات کو بیدار ہو تو ایک رکعت وتر سے ملا کر نوافل ادا کرتا ہے۔ پھر وہ آخر میں وتر ادا کر لیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہ شخص وتر کے ساتھ کھیلتا ہے۔ (یعنی وتر) حضرت ابن عباس کو حضرت ابن عمر کے عمل کا علم ہوا تو آپ نے تعجب نہ کیا بلکہ غرضی کا اظہار کیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک رات میں وتر ادا کرتے تھے۔ (تفصیل پہلے گزر چکی ہے)

حضرت عائشہ کا فتویٰ ہے کہ جو لوگ وتر توڑ کر نوافل پڑھتے ہیں وہ لوگ نماز کے ساتھ کھیلنے ہیں۔ حضرت ابی ہریرہ فرماتے ہیں میں عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھ لیتا ہوں پھر آرام کرتا ہوں اگر میرا سحری کے

وقت نفل پڑھنے کا ارادہ ہو تو دو دو رکعت ادا کر لیتا ہوں انہیں تو انہیں وتروں پر اکتفا کر لیتا ہوں۔  
 رافع بن خدیج سے سوال کیا گیا کہ آپ وتر کیسے ادا کرتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں بعد نماز عشاء  
 (اول رات) وتر ادا کر لیتا ہوں۔ اور اگر رات کو پھر موقع مل جائے تو صبح تک دو دو رکعت پڑھ لیتا ہوں۔ (یعنی میں  
 وتر کو توڑتا نہیں ہوں)

ابن مسیبؓ۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن عشاء کے بعد دو دو رکعت پڑھ کر وتر پڑھ لیتے اور فرمایا کرتے کہ یہ وترات  
 کی اول اور آخر نماز کے لئے کافی ہیں۔

عمرو بن میمونؓ کہتے ہیں کہ جو شخص وتر پڑھ کر سو جائے پھر وہ وتر ادا کرے وہ ایک رکعت وتر سے ملائے۔  
 (یعنی وتر توڑ لے) حضرت علیؓ کا بھی یہی فتویٰ تھا۔

جعفرؓ کہتے ہیں۔ میں نے میمونؓ سے پوچھا کہ ایک شخص رات کو وتر ادا کر لیتا ہے اور پھر وہ خیال کرتا ہے کہ  
 صبح ہونے والی ہے۔ یا ایک جب اس نے خیال کیا تو صبح رات کا حصہ کافی تھا۔ تو اب وہ کیا کرے وہ صبح  
 تک وتر پڑھ کے بیٹھا رہے۔ یا وہ دو دو رکعت نفل پڑھ لے۔ تو آپ نے جواب دیا نفل دو دو کر کے پڑھ لے  
 ۔ یحییٰ بن سعیدؓ فرمایا کرتے تھے میں اگر رات کو وتر ادا کر کے سو جاؤں پھر بیدار ہو کر نوافل ادا کروں تو وتر بدل کو  
 بالکل نہیں توڑتا۔ بلکہ دو دو رکعت نفل صبح تک پڑھ لیتا ہوں۔

حضرت اوزاعیؓ سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص بعد نماز عشاء وتر ادا کر لیتا ہے پھر وہ رات کو نوافل پڑھنا چاہتا ہے کیا  
 وہ اپنا وتر توڑ لے یا دو دو رکعت پڑھ لے آپ نے جواب دیا جب اسے خواہ صبح ہونے کا لاشی ہو تو وہ آخر میں وتر ادا کر لے۔  
 آپ نے اسے مکرہ جانا بلکہ وہ وتر پڑھے بلکہ دو دو رکعت اپنے پہلے وتر پڑھ لے۔

حضرت امامؓ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص اول رات وتر پڑھ لے وہ بیدار ہو کر جتنی نماز ادا کرنا چاہتا ہے وہ دو دو  
 کر کے ادا کرے یہ عمل مجھے زیادہ محبوب ہے۔

علامہ محمد بن نصر مروزیؒ کا رہنما رک۔ امام شافعیؒ اور احمد کے مسلک میں وتر توڑنے کے دلائل قویہ سے ثابت ہیں۔  
 اور یہی مذہب مجھے پسند ہے۔

علی بن ابی طالبؓ کہتے وتر میں جو چاہے اول رات میں وتر ادا کرے اس کو یہ وترات بھر کفایت کریں گے۔  
 اور اگر رات کو قیام کرے تو ایک رکعت ملا کر پڑھ لے (یعنی وتر توڑ لے) پھر جس کی مرضی ہو وہ آخرت میں پڑھ لے۔  
 اور آخر میں وتر پڑھ لے۔

حسن بصریؒ کہتے یہ نمازی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اول رات میں وتر پڑھ لے پھر آخرت میں دو دو رکعت نماز  
 نفل پڑھ لے۔ اور ایسا بھی کر سکتا ہے کہ اپنے وتر توڑ لے۔ پھر اپنی عبادت دو دو رکعت ادا کر لے۔ انہیں وتر سے نماز کو

نہم کرے۔ ابتداء رات اور آخری رات میں ادا کر لے تو بہتر ہے۔

علامہ محمد بن نصر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہاری رات کی آخری نماز طاق ہو یہ معاملہ مندوب اور اختیاری ہے اور یہ امر وجوبی نہیں ہے۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بعد وتر نماز پڑھتے تھے۔ اسی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے رات کی نماز دو رکعت ہے۔ وتر ایک رکعت مندوب ہے اور اختیاری ہے واجب نہیں ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ آپ ۵ و ترا، و ترا، ۹ و ترا پڑھتے اور آخر میں سلام پھرتے۔

حضرت امام احمد سے کسی نے اس کے متعلق سوال کیا کہ ایک شخص نے رات کو بعد نماز عشاء وتر ادا کئے پھر کھڑا ہو کر دو دو رکعت نماز پڑھتا ہے کیا اس کی اس آخری نماز پر وتر کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا نہیں ہے۔

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وتر کے بعد نماز

ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے حضرت عائشہ سے آپ کی رات کی نماز کے متعلق سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ آپ آٹھ رکعت نوافل پھر ۳ و ترا پڑھتے۔ بعد دو رکعت بیٹھ کر نماز پڑھتے، جب رکوع کرتے قیام فرما کر پھر نماز پڑھتے۔

ام سلمہ بیان کرتی تھیں کہ آپ بعد دو رکعت ہلکی پھلکی پڑھتیں۔ ابی امامہ فرماتے کہ جب آپ کا جسم بھاری بھر کم ہو گیا تو آپ نے ۹ و ترا پڑھے، بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کی۔ آپ پہلی رکعت میں زلزال اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون پڑھتے۔

اس پر حدیث نبوی دلیل ہے جس کے راوی ابن عمر ہیں۔ اجعلوا اخر صلواتکم من اللیل و ترا، یہ اس کے لئے ہے جو وتر کو توڑنا چاہے۔

آپ یعنی ابن عمر سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص رات کو وتر پڑھ کر سو جاتا ہے پھر وہ اٹھ کر دو دو رکعت پڑھتا ہے وتر کو توڑتا بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسن اور جمیل ہے۔

حضرت ابن عمر کے اس فتویٰ سے حدیث کو سامنے رکھ کر معلوم ہوا کہ آخری رات کی نماز وتر ہونا اختیاری ہے واجب نہیں ہے۔

عبداللہ بن عمر سے کسی نے رات کے وتر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اپنے عمل کی تفصیل اس کے سامنے رکھ دی۔ کہ میں رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر حسب توفیق دو دو رکعت پڑھتا ہوں اور جب میں سونے کا ارادہ کرتا ہوں تو ایک رکعت وتر پڑھ لیتا ہوں۔ تو اس سے میری سابقہ نماز وتر بن جاتی ہے۔

رات کو کچھ کھل جائے تو وتر توڑ کر اپنی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کر لیتا ہوں۔ یعنی پہلے وتران نوافل میں شمار کر لیتا ہوں۔

پہرات کے اس حصہ میں نوافل پڑھتا ہوں، تو ان کے آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لیتا ہوں تاکہ میری نماز یہ وتر بن جائے۔ یہ عمل میں اس لئے کرتا ہوں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ وہ حکم یہ ہے کہ رات کی آخری نماز تمہاری وتر ہو۔ اس پر ایک سائل نے کہا کہ میں رات کو وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں۔ پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے پھر میں وتر توڑ کر صبح تک نوافل پڑھتا ہوں۔ یہ کیسا ہے آپ نے جواب میں کہا حسن اور جلیل کلام ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جن اصحاب نے بعد وتر نماز ادا کی

ابن عونؒ کہتے ہیں۔ ابراہیمؒ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا کہ وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کیسے ہیں۔ آپ نے سوال کیا اس کی سند آپ نے کہاں سے لی ہے۔ سائل نے جواب دیا۔ سعد بن ہشامؒ حضرت آپ کا عمل دو رکعت بعد وتر پڑھنا بتاتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا اس جز کو میں (لا اراہ شیا) لاشی کہتا ہوں۔ کیونکہ اس سند میں اسود ہے۔ وہ اپنا عمل کرتے ہو لوگ اسے وقوع بیان کرتے اور یہ مسئلہ عام ہوتا تو کسی سے مخفی نہ رہتا۔

ابن سعید خدریؒ کہتے ہیں وتر کے بعد نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

سعید بن جبیرؒ فرماتے تھے۔ وتر کے بعد نماز کی فوری اجازت نہیں ہاں سو کہ پھر نماز پڑھے۔ ابراہیمؒ فرماتے وتر کے بعد کسی مکان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے یعنی وتر والی جگہ بدل لے۔ میمون بن مہرانؒ کا مسلک یہ تھا۔ کہ وتر پڑھ کر جگہ بدل لے۔ پھر نماز پڑھے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب وتر ادا کر لے پھر جگہ بدل لے بعد نماز پڑھے۔

ابن علیؒ سے سوال کیا گیا۔ وتر کے بعد دو رکعت پڑھنی کیسی ہے آپ نے فرمایا وتر توڑ لو۔ آپ سے کہا گیا حسنؒ کی طرح بتاتے تھے آپ نے فرمایا۔ رحم اللہ الحسن۔ اللہ کی رحمت ہو ہم نے اسے عالم پایا اور اس کی پیدائش قابل ہم نے علم سیکھا۔

سعد بن وقاصؒ وتر پڑھتے اس جگہ پر پھر نفل پڑھتے۔

حضرت حسنؒ کا فتویٰ تھا وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھے، ابن سیرینؒ کو یہ بتایا گیا آپ نے جواب میں فرمایا یہ کام کرتے ہو۔

کثیر بن مرہ اور خالد بن معدان فرماتے تھے وتر کے بعد دو رکعت نفل کو حسب طاقت ترک نہ کرنا۔ عبد اللہ بن مساحقؒ کہا کرتے وہ وتر جس وتر کے بعد دو رکعت نماز نہیں ہے وہ اتر ہے۔

حیا بن عبد اللہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمنؒ کو دیکھا وہ وتر کے بعد مسجد میں دو رکعت نفل پڑھتے۔ علامہ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں جو لوگ وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں یہ میرے علم میں کسی صحیح سند سے ثابت

نہیں ہے۔ ہاں یہ عوام الناس کا عمل ہے۔

اکثر احادیث نبویہ صلعم سے واضح ہے۔ کہ آپ ۲ رکعت ادا کرتے اور ان نوافل میں ان ۲ رکعت کا ذکر نہیں ہے۔  
توجہ۔ ان اچھے احادیث کے پیش نظر اقامت کا مسلک یہ ہے کہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھنا حضرت کے  
نوافل میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

مکحول نے ماہ رمضان میں مسجد میں دو رکعت بعد نماز وتر کھڑے ہو کر ادا کئے۔

حسن وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ حضرت سعید، اور زاعی مالک اور حسن کے قول پر عامل نہ تھے۔

ولید بن مسلم کہتے ہیں۔ میں ان دو رکعت بعد وتر کا تذکرہ امام مالک سے کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔

آپ نے انہیں مکروہ میں شمار کیا۔

امام مالک سے سوال کیا گیا۔ کہ ایک شخص مسجد میں وتر ادا کرتا ہے پھر وہ نفل ادا کرنا چاہے تو وہ کیا کرے آپ نے

جواب دیا کچھ ٹھہر کر نوافل پڑھے۔

## قنوت کا ثبوت وتر میں

حضرت حسن بن علی کہتے ہیں کہ مجھے رسول کریم صلعم نے کلمات کی تعلیم دی میں قنوت وتر میں پڑھتا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھائوں جو آپ قنوت میں پڑھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تو

قنوت وتر میں کھڑا ہو تو اسے وتر میں یہ کلمات کہہ۔

مسند احمد میں حضرت حسن کے کلمات کی ادائیگی میں ہے۔ علمنی کلمات لا قولہن آپ نے مجھے

کلمات کی تعلیم دی ہے تاکہ میں ان کو وتر میں ادا کروں (عبدالنواب) (حاشیہ قیام میل)

محمد بن علی۔ ابن عباس سے جس نے سنا ہے کہ مقام خیف پہنچ کر پڑھتے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صبح کی نماز میں ان کلمات سے قنوت کرتے اور رات کے وتر میں بھی یہ کلمات دعائیہ پڑھتے۔

عبدالرحمن بن ابی اسد کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ۔ ۲، کافرون۔ ۳، اخلاص۔

بدھ قنوت پڑھتے۔ یہ سند ابی بن کعب سے صحیح ثابت ہے۔ اور قنوت رکوع سے پہلے ادا کرتے۔

اسود بیان کرتے ہیں۔ کہ عمر بن خطاب وتر میں قنوت کرتے تھے۔

ابن مسعود۔ فجر کی نماز میں قنوت نہ پڑھتے اور وتر کی نماز میں قنوت نہ کرتے تھے۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ قنوت وتر ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حضرت عطاء سے قنوت وتر کا سوال کیا گیا آپ نے فرمایا کہ صحابہ رسول کریم صلعم ایسا ہی کرتے تھے یعنی وتر میں

اللہم انصرنا انہ علام شوکا لونی رجرا کا اعلیٰ میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ بلکہ یہ ہر دوپہ

قنوت کرتے تھے۔

## قنوت وتر نماز سال میں پڑھنا

اسود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کی چھ ماہ رفاقت کی آپ وتر میں قنوت کرتے تھے۔  
حضرت عبداللہؓ اور غیر رمضان کے وتر میں قنوت کرتے تھے۔  
علیؓ اور غیر رمضان کے وتر میں قنوت کرتے تھے۔

## قنوت وتر کا پہلے پندرہ روزوں کی بجائے آخری پندرہ روزوں میں پورا کرنا

حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ ماہ رمضان میں امامت کراتے۔ پہلے نصف میں قنوت نہ کرتے تھے اور  
آخر ۱۵ ایام رمضان میں قنوت کرتے اور اخیر عشرہ میں مسجد چھوڑ کر گھر چلے جاتے ان دنوں ایام میں تراویح نہ پڑھتے۔  
حضرت معاذ قاری جماعت کراتے۔

مسجد بن جبر سے سوال کیا گیا کہ قنوت وتر کب شروع کی گئی۔ تو آپ نے جواب دیا کہ پھر نے ایک لشکر روانہ  
کیا اور وہ ایک گر داب معیبت کا شکار ہو گیا۔ تو آپ کو یہ خطرہ لاحق ہوا جب رمضان کے آخری ایام ہوتے۔ تو  
ان کے لئے دعا کرتے رہتے۔

نصف اور آخر رمضان کے عمل کا در فاروقی میں اس سبب کہ پیش نظر ہو سکتا ہے۔

حضرت علیؓ آخری ۱۵ ایام رمضان میں قنوت فی الوتر کرتے۔

معاذ بن عمارؓ انصاری آخری ۱۵ ایام میں رمضان میں قنوت وتر میں کفار کو لعنت کرتے۔

ابن عمرؓ صبح کی نماز میں اور وتر میں قنوت نہ کرتے تھے ہاں آخری پندرہ ایام رمضان میں قنوت وتر کرتے تھے۔

حسنؓ فرماتے لوگ پندرہ آخری ایام رمضان میں قنوت کرتے تھے۔

محمد بن عمرؓ کہتے ہیں مدینہ میں رمضان کی ۱۴ تاریخ سے قنوت کرتے تھے۔

حسنؓ، محمدؓ، قتادہؓ کا قول یہ تھا کہ قنوت ماہ رمضان کے اخیر پندرہ ایام میں ہونی چاہیے۔

عمران بن حنیفؓ کہتے ہیں کہ مجھے ابو جہلؓ نے حکم دیا کہ آپ ماہ رمضان کے آخری پندرہ ایام میں بعد رکوع

قنوت کر لیا کریں۔

حضرت حسنؓ سے سوال کیا گیا کہ فجر کی نماز میں کوئی دعا مقرر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہت دعائیں ہیں۔

یعنی تعین نہیں ہے۔

دعا قنوت ماہ رمضان کے آخری پندرہ ایام میں ہے۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ اخیر نصف رمضان میں یہ لوگ کفار کو قنوت میں لعنت کرتے تھے ایک روایت میں ہے کہ پورے سال میں قنوت کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں آخری پندرہ ایام رمضان میں جائز ہے۔  
 عمارتؓ۔ آخری پندرہ ایام رمضان میں قنوت کراتے تھے کیونکہ آپ قوم کے امام تھے۔  
 عثمان بن سراقہؓ پندرہ آخری ایام رمضان میں بعد کو قنوت کرتے تھے۔ معمرؓ کہتے ہیں کہ میرا باپ ۱۴ رمضان سے قنوت شروع کرتے تھے۔

زعفرانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک محبوب امر یہ ہے کہ آخری پندرہ ایام رمضان میں لوگ وتر میں قنوت کرتے اور سارے سال میں قنوت نہ کرتے اور نہ ہی پورے رمضان میں۔ صرف ۱۵ ایام میں اجازت ہے۔

محمد بن نصرؒ کہتے ہیں اسی طرح مزنیؒ نے امام شافعی سے بیان کیا ہے۔

ابو برداء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا کیا پورے سال میں قنوت وتر ہے؟  
 آپ نے فرمایا اگر تیری مرضی ہو تو کر لے۔ میں نے کہا آپ کے ہاں مختار عمل کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ میں آخر پندرہ ایام رمضان میں قنوت وتر بھی پڑھتا ہوں۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب امام قنوت کرے تو میں بھی اس کے پیچھے کر لیتا ہوں۔  
 میں نے کہا آخری پندرہ ایام کا آغاز کب سے ہوتا ہے آپ نے فرمایا پندرہ کی رات اور سولہ کا دن۔  
 اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں پورے سال میں قنوت وتر میں مختار ہے۔

## پورے سال میں قنوت ہے رمضان کے اول پندرہ ایام میں نہیں ہے

سعیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت قتادہؒ پورے سال میں قنوت وتر کرتے مگر ماہ رمضان کے پہلے پندرہ ایام میں وہ قنوت نہ کرتے تھے۔ اور وہ اس عمل کی سند حضرت حسنؒ کی طرف منسوب کرتے۔ کہ آپ پورے سال میں قنوت کرتے لیکن رمضان کے پہلے پندرہ ایام میں نہ کرتے تھے۔ یہ مسئلہ امام کے لئے ہے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو پورے رمضان پورے سال بھر قنوت کرتے۔ حضرت معمرؒ کا عمل بھی یہی تھا۔

## بیان ہے وتر میں قنوت نہیں ہے

ابن عمرؓ نماز میں قنوت نہ کرتے تھے ابو شعشاؒ کہتے ہیں نے آپ سے اس کی دلیل طلب کی تو جواب میں کہا کہ میں نے کسی کو ایسے کرتے نہیں دیکھا۔



ابن ہزیم کہتے ہیں کہ میں نے دس برس حضرت ابی ہریرہؓ کے ساتھ بسر کئے آپ وتر میں قنوت نہ کرتے تھے۔  
 عودہ فجر کی نماز میں قنوت کرتے تھے اور کسی نماز سنی کہ وتر میں بھی قنوت نہ کرتے تھے۔

حضرت امام مالکؒ سے قنوت وتر میں کیسی ہے سوال کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا میں وتر رمضان اور غیر  
 کسی نماز میں قنوت نہیں کرتا۔

دوسرا سوال آپ سے کیا گیا کہ ایک شخص گھر والوں کو رمضان کا قیام کراتا ہے کیا وہ آخری پندرہ ایام رمضان  
 میں قنوت کر سکتا ہے آپ نے جواب دیا لم یسمع لرسول اللہ صلعم ولا احدًا من اولئک قنوتاً،  
 میں نے ایسا عمل رسول کریم صلعم کی سنت اور صحابہ کرام کے نقش میں نہیں سنا کہ کسی نے قنوت کیا ہو اور یہ کوئی  
 قدیمی امر بھی نہیں ہے۔ میں رمضان میں قنوت وتر نہیں پڑھتا اور نہ ہی کسی قدیم عمل میں یہ پاتا ہوں۔ ایک روایت میں  
 ہے کہ ہمارے مسلک میں وتر میں قنوت نہیں ہے۔

## قنوت بعد رکوع پڑھنا

ابن ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم صبح کی نماز کی آخری رکعت سے سہراٹھتے تو اس وقت  
 قنوت کرتے۔

دوسری روایت موصوف سے یہ ہے کہ جب رسول کریم صلعم کسی کے لئے دعاء یا بددعاء کرنے کا پروگرام  
 بناتے تو بعد رکوع قنوت کرتے۔

اسنؒ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم بعد رکوع قنوت کرتے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ رکوع سے  
 قبل قنوت کرتے تاکہ لوگ شریک نماز ہو جائیں۔

عوام بن حمزہؓ کہتے ہیں میں نے صبح کی قنوت بعد رکوع کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت  
 ابی بکرؓ اور عمرؓ عثمانؓ یہ عمل کرتے تھے۔

حسنؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے دو عمر میں ترویج پڑھاتے تو بعد رکوع آخری پندرہ ایام رمضان میں  
 قنوت کراتے۔

ابن سیرینؒ ابی بن کعبؓ، خلافت فاروقی میں بعد رکوع پندرہ آخری ایام رمضان میں قنوت کراتے۔

ابن رابعؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلعم کے صحابہ کی اقتدار میں نماز پڑھی وہ قنوت بعد رکوع کرتے تھے۔  
 حضرت علیؓ بعد رکوع وتر میں قنوت کرتے۔

ابو اسیمؓ کہتے ہیں میں حضرت اسودؓ کو حالت مزمن میں پکڑ رکھتا جب وہ تیسری رکعت وتر کی قرأت سے  
 لٹا۔ ثنی معاشرہ یہ کتاب ایک علی شاہکار سے اور اس میں معاشرہ کے قبائع کے روکنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے ہدیہ عالم روپے

فارغ ہوتے۔ تو بعد رکوع قنوت پڑھتے۔

## رکوع سے پہلے قنوت

اسود کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ رکوع سے پہلے وتر میں قنوت کرتے اور ایک روایت ہے کہ رکوع سے پہلے بعد قرأت۔

ابن مسعود نے قبل رکوع بعد قرأت وتر میں قنوت کیا۔

عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ، علیؓ، ابو موسیٰؓ کی اقتدار میں نماز ادا کی۔ صبح کی نماز میں قبل رکوع قنوت کرتے تھے۔

حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے سوال کیا کہ قنوت قبل رکوع یا بعد رکوع ہے آپ نے فرمایا ہم تو دونوں طرح کرتے تھے، (یعنی قبل اور بعد رکوع) اسود قبل رکوع قنوت کرتے تھے۔

حضرت امام احمدؓ سے سوال کیا گیا۔ قنوت وتر کی قبل رکوع یا بعد رکوع ہے۔ دوسرا سوال یہ تھا کیا وتر میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں یا آپ نے جواب دیا قنوت بعد رکوع اور دعائیں ہاتھ اٹھانا صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل صبح کی نماز میں قیاسی ہی ہے یعنی جب آپ صبح کی نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے

ترجمہ ۱۔ قنوت میں ہاتھ اٹھانا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کہیں بھی احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں ہے یہی فتویٰ ابوالیوبؒ، ابوشیمہؒ اور ابن ابی شیبہؒ کا ہے۔

البداء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمدؓ کے امام کو دیکھا۔ وہ بعد رکوع قنوت کرتا تھا اور حسب قنوت سے فارغ ہوتا اور سجدہ میں جانے کا ارادہ کرتا۔ اپنے ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتا جس طرح رکوع میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں حضرت اسحاق بن راہویہؒ بعد رکوع قنوت وتر کو پسند کرتے تھے۔ علامہ محمد بن نصرؒ کہتے ہیں یہی میری مختار رائے ہے۔

## قنوت کے لئے اللہ اکبر کہنا

طارق ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب نماز کی قرأت سے فارغ ہوتے اللہ اکبر کہتے پھر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرتے۔ یعنی فجر کی نماز میں۔

حضرت علیؓ قرأت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہنے رکوع جاتے وقت بھی اللہ اکبر کہتے۔

ایک روایت میں ہے آپ قنوت کو اللہ اکبر سے شروع کرتے۔

عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی قنوت سے جب فارغ ہوتے اللہ اکبر کہتے اور قنوت کرتے۔ اور جب قنوت سے فارغ ہوتے اس وقت رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے۔ زہیر کہتے ہیں میں نے ابی اسحاق سے پوچھا کیا آپ فجر کی قنوت میں اللہ اکبر کہتے ہیں آپ نے جواب دیا ہاں کہتا ہوں۔

حضرت بارہ جب سورہ کی قنوت سے فارغ ہوتے اللہ اکبر کہتے قنوت کرتے۔

ابراہیمؓ وتر کی تیسری رکعت سے جب فارغ ہوتے اللہ اکبر کہتے پھر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کو جاتے۔

سعیانؓ فرماتے۔ وہ لوگ وتر کی تیسری رکعت سے جب فارغ ہوتے تو وتر کے لئے اللہ اکبر کہتے پھر قنوت پڑھتے۔

یہ عمل ان کو محبوب تھا۔

حضرت امام احمدؒ جب رکوع سے قبل قنوت کرتے تو قنوت اللہ اکبر سے شروع کرتے۔

## بعد رکوع قنوت کے لئے اللہ اکبر کہنا

حضرت سعید بن جبیرؓ ماہ رمضان کے وتر میں بعد رکوع قنوت کرتے اور سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہہ کر

قنوت کرتے۔

حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر بزرگوں کا یہ عمل رہا ہے۔ بعد رکوع اللہ اکبر کہہ کر قنوت کرتے یہی مسلک

حکم احمدؒ ابو اسحاق کا تھا۔

حضرت مزنیؒ کہتے ہیں مجھے حضرت امام شافعیؒ کا مسلک اس بارہ میں واضح معلوم نہیں ہاں یہ ضرور کہ آپ

بعد رکوع صبح کی قنوت کرتے تھے اور آپؐ کا دوسرا قول یہ ہے۔ بعد رکوع سمع اللہ من حمدہ پڑھی جاتی ہے تو معلوم

ہو بعد رکوع دعاء کا محل ہے۔ جو شخص قبل رکوع قنوت کرنا چاہتا ہے وہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہے، پھر دعاء کرے،

جس نے قیام کی حالت میں اللہ اکبر کہا۔ وہ تورکوع کے لئے بہتر ہے لیکن اللہ اکبر کہہ کر قنوت وتر میں کرنا یہ (للم

یثبت باصل ولا قیاس) اصل اور قیاس سے بھی ثابت نہیں ہے۔

نوٹ ۱۔ اصل سے مراد حدیث ہے۔ مترجم۔

نوٹ ۲۔ قنوت کے لئے علیحدہ اللہ اکبر کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ مترجم۔

## قنوت کے لئے ہاتھ اٹھانا

عبداللہ بن مسعودؓ قنوت کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو سینہ تک اٹھا کر لے جاتے، (بقول اسودؓ)۔

عمرؓ صبح کی نماز میں قنوت کراتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اتن بلند کرتے کہ آپ کی انگلیں نظر آجاتیں۔

(بقول ابی عثمان نهدی)

ابن عباسؓ صبح کی قنوت میں اپنے دونوں بازوؤں کو خوب پھیلاتے۔

ابی ہریرہؓ اپنے دونوں ہاتھوں کو قنوتِ رمضان میں اٹھاتے۔ ابی قتیبہؓ، کھول یہ دونوں ماہِ رمضان میں اپنے ہاتھ

اٹھا کر قنوت کرتے تھے۔ ابراہیمؓ جب وتر کی قرأت سے فارغ ہوتے بعد اللہ اکبر کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر اور رکوع کرتے۔

دیکھ سے مٹھی بیان کرتے ہیں کہ ابراہیمؓ نے فرمایا کہ وتر اس طرح ادا کرو، دیکھ نے اپنے کان کے قریب لے جا کر ہاتھ

اٹھائے پھر ہاتھ چھوڑ دیئے۔ عمرو بن عبدالعزیز صبح کی قنوت میں دونوں ہاتھ اٹھاتے۔

ابن شہابؓ کہتے ہیں کہ ماہِ رمضان کے وتر میں ہاتھ نہ اٹھائے جاتے تھے۔ حضرت حسنؓ قنوت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے

بلکہ اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے۔

سختی میں مسیبت کہا کرتے تھے۔ لوگوں نے تین چیزیں نبیؐ پیدا کر لی ہیں۔

۱۔ مختصر سجدہ کرنا۔ (بغیر تسبیح کے) ۲۔ اور دعا میں ہاتھ اٹھانا ۳۔ اور آواز بلند کرنا۔

حضرت اوزاعی نے ایک سائل سے کہا کہ قنوت وتر میں ہاتھ نہ اٹھانا۔ بلکہ انگلی سے اشارہ کر لے۔ سائل مسلم

بن ولیدؓ تھے۔

ولید بن مسلم کہتے ہیں۔ میں نے اسے دیکھا ماہِ رمضان میں قنوت کرتے تھے۔ انگلی سے اشارہ کرتے، اور ہاتھ نہ اٹھاتے

سفیانؓ فرماتے لوگوں کی نگاہوں میں مستحب یہ ہے کہ وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھالے

پھر قنوت کرے۔

حضرت امام احمدؓ سے سوال کیا گیا کہ قنوت میں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ مجھے یہ عمل بہت اچھا لگتا ہے۔

ابوداؤدؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت احمدؓ کو دیکھا وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

نوٹ۔ قنوت وتر میں دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کرنے کے سلسلہ میں مرفوع کوئی روایت نہیں ہے۔ (مترجم)

## قنوت وتر کی دعائیں

حسن بن علیؓ کہتے ہیں آپ نے مجھے کلمات کی تعلیم دی۔ میں انہیں قنوت وتر میں پڑھتا ہوں۔

اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَ

بَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَتَنِّحْ شَرِّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يَقْضِي عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَزِيغُ

مَنْ وَالَيْتَ ، تَبَارَكَتْ دِينَا وَتَعَالَيْتَ عَلَيَّ

یا اللہ۔ مولا کریم مجھے ہدایت یافتہ میں کرنا اور تندرست لوگوں میں کرنا میرے لئے عطا کردہ اشیاء میں برکت کرنا اور میرے متعلق بدترین فیصلہ سے محفوظ رکھنا۔ یقیناً تیرا فیصلہ آخری ہے۔ جو تیری نگرانی میں آجائے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا تیری ذات سراپا برکات ہے اور اعلیٰ ہے۔

نوٹ:- فائدہ تقضی سے تعالیت تک مقتدی جماعت کی حالت میں آمین نہ کہے، (مترجم)

ایک روایت میں مَا نَدُّكَ تَقْضِي وَلَا يَقْضِي عَلَيَّكَ کے الفاظ درج ہیں۔ اس دعا کی تعبیر ایک مقام میں حسن کیوں بیان کرتے ہیں۔ میں نے یہ کلمات دعائے آنحضرت صلعم سے سمجھے ہیں جن کے ساتھ آپ دعا کیا کرتے تھے۔ اور مجھے علم دیا ہے میں ان سے دعا کروں اور قنوت کروں۔ الفاظ ذیل میں ہیں۔

حَقَّقْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاؤَاتِ كَانَتْ يَدْعُو بِهِنَّ وَأَمَرَنِي أَنْ أَدْعُو بِهِنَّ وَأَقْنَتُ بِهِنَّ اللَّهُمَّ اهْدِنِي۔ پوری دعا مراد ہے۔

یوٹیڈ کہتے ہیں کہ میری ملاقات حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن حنفیہؓ سے ہوئی۔ انہوں نے مجھے خبر دی کہ رسول کریم صلعم ان کلمات کو دعا میں شامل کرتے اور صبح کی قنوت میں پڑھتے اور رات کے وتر میں پڑھتے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول کریم صلعم نے انہیں (ہمدہ ہذا الدعاء فی الوتر) آپ کو یہ دعا وتر میں سکھائی۔  
اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَرَضْنِي بِمَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يَقْضِي عَلَيْكَ أَنَّهُ لَا يَزِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكَتْ وَتَعَالَيْتَ ،

یا اللہ! مجھے کمال ہدایت نصیب کرنا اور میری پونجی میں برکت کرنا۔ مجھے اپنے فیصلہ سے راضی رکھنا۔ تیرا فیصلہ آخری ہوتا ہے۔ جسے تو ذلت کی برائی سے پناہ دے وہ خسارہ میں ہوتا ہے تیری ذات سراپا برکات اور اعلیٰ ہے۔

عمر بن خطاب ان دو سورتوں کو قنوت میں پڑھتے تھے۔ ۱۔ اللَّهُمَّ آيَاكَ نَعْبُدُكَ ۲۔ وَاللَّهُمَّ نَسْتَعِينُكَ۔

یا اللہ! ہم تجھ کو خاص تیری عبادت اور خاص تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْأَيْمَانَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَنْصِرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ۔

اللَّهُمَّ الْعَنْ كُفْرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يُكْفِرُونَ بِكَ وَيَقْتُلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ فَالْفَ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزَلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ يَا سَكَّ الذِّمِّي لَا تَرُدَّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمَجْرُمِينَ۔

یا اللہ! مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو معاف کر دے اور مسلمان مردوں اور عورتوں میں الفت کر دے۔  
نوٹ: قنوت وتر میں دعا اور دعا میں سند سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دعا وہی صحیح نفع دہی (مترجم)

اور ان میں صلح کر دے ان کو اپنے اور ان کے دشمن پر ظہر دے۔ یا اللہ اہل کتاب کافروں پر لعنت کر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے اولیاء کو قتل کرتے ہیں یا اللہ ان کے اتحاد میں اختلاف برپا کر دے اور ان کے قدم میں جنبش کر دے۔ اور ان پر وہ عذاب نازل کر جو مخصوص مجرموں کے لئے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُخَلِّعُكَ وَنَتَّقُكَ مَنْ یَّكْفُرُكَ

اللہ کے نام سے شروع ہے جس کی ذات رحمن اور رحیم ہے ہم تجھ ہی سے امداد اور استغفار کرتے ہیں تیری تائبانہ توبہ کرتے ہیں تیری ناشکری سے نفرت کرتے ہیں جو تیری ناشکری کرتا ہے اس سے ہمارا بائیکاٹ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُخَلِّعُكَ وَنَتَّقُكَ مِنْ عَذَابِكَ الْجَدِّ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ

اللہ کے نام سے آغاز ہے جو رحمن اور رحیم ہے۔ یا اللہ ہم خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی نماز اور سجدہ کرتے ہیں ہم تیری عبادت کی کوشش کرتے ہیں اور تو شر جمع کرتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کی امید اور عذاب سے کامل ڈرتے ہیں تیرا عذاب کفار کو گھیرنے والا ہے۔ حضرت عطاءؓ نے یہ دعا دعا عبد بن عمرؓ سے سنی تھی۔ جس کو یہ حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں۔

حضرت عطاءؓ نے اپنے حیاں کے مطابق نسا کہ قنوت صبح کی آخری رکعت کے رکوع سے قبل ہے اور اس کا یہ زعم بھی ہے۔ یہ دو سورتیں ہیں۔ جو کہ مصحف ابن مسعود میں موجود ہیں۔ وہ انہیں ہر رات وتر میں پڑھتے تھے۔

مستوحجم ۱۔ اس دعا کو قرآن کی دو سورتیں کہنا خلاف نقل ہے بلکہ مصحف سے مراد مطلق کتاب ہے۔ بعض دعا کے الفاظ میں زیادتی و نثنی علیک الخیر و نترک من یفجرک تا بالکفار ملحق کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے۔ یہ قنوت وتر میں قبل رکوع اور صبح میں بھی قبل رکوع موجود ہے۔

ایک روایت میں حضرت عمرؓ نے بعد رکوع قنوت میں یہ الفاظ پڑھے۔ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا لِّلْمُؤْمِنِیْنَ، پہلی پوری دعا۔

صبح کی قنوت میں بعد رکوع جو الفاظ حضرت عمرؓ سے منقول ہیں (روایت ابی رافعؓ آپ نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز ادا کی تھی)۔  
۱۔ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُخَلِّعُكَ وَنَتَّقُكَ مِنْ یَّكْفُرُكَ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُخَلِّعُكَ وَنَتَّقُكَ مِنْ عَذَابِكَ الْجَدِّ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ۔ یا اللہ ہم تجھی سے امداد اور استغفار چاہتے ہیں۔ تیری تائبانہ توبہ کرتے ہیں۔ تیری ناشکری نہیں کرتے۔ تجھ پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔ تیرے مخالفین سے ہم کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔ یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیری ہی نماز اور تیرے پاس ہی نیکی کی کوشش کرتے ہیں۔ تیری رحمت کے طالب اور تیرے عذاب سے

ڈرتے ہیں۔ تیرا عذاب کفار کا ساتھی ہے۔

۲۔ اللّٰهُمَّ عَذَابَ الْكَفْرِ وَالْقِيَامَةِ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ وَخَالَفَ بَيْنَ كَلْفَتِهِمْ وَاسْتَرَل

عَلَيْهِمْ اِحْزَانِكَ وَعَذَابِكَ يَا اللّٰهُ كُفْرًا كُو عَذَابِ دَسْ اُوْرَانِ كَسْ قُلُوْبِ مِيْنِ رُوعْبِ ذَالِ اُوْرَانِ كَسْ اِتْحَادِ كُو

پارہ پارہ کر ان پر اپنا نہیں عذاب اتار۔

اللّٰهُمَّ عَذَابَ كَفْرَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصِدُّوْنَ عَن سَبِيْلِكَ وَيَكْتَبُوْنَ

رُسُلَكَ وَيَقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَكَ۔

اللّٰهُمَّ اَعْفِرْ لِمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ وَاصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ

وَالْفِ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَاجْعَلْ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلٰى فِلَّةِ رَسُوْلِكَ

وَادْرَعْهُمْ اِنْ يُوَفُّوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ وَانْفِرْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ

اِلٰهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا بَيْنَهُمْ۔

یا اللہ! اہل کتاب کے کفار کو عذاب نازل کر۔ یہ تیرے راستے میں رکاوٹ ہیں اور تیرے رسل کو جھٹلاتے ہیں اور

تیرے اولیاء کو قتل کرتے ہیں۔

یا اللہ! مومن مرد اور عورت، مسلمان عورت اور مردوں کے گناہوں کو معاف کر دے۔ ان کی آپس میں صلح کر دے۔

اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے۔ ان کے دلوں کو توحید اور سنت کی نعمت سے بھر پور کر دے۔ اور انہیں رسول کریم

صلعم کے مذہب پر قائم دائم رکھو۔ انہیں توفیق دے کہ وہ تیرے وعدہ (توحید) کا ایفا کریں۔ جس کا انہوں نے (یوم میثاق) عہد

کیا تھا۔ ان کو اپنے اور ان کے دشمن پر غلبہ دے۔ یا اللہ تیری ذات حق ہے اور ہمیں مسلمان کر دے۔

سلم بن کھیل کہتے ہیں کہ میں اس کو ابی کعب کے مصحف میں قل اعوذ برب الفلق، وقل اعوذ برب

الناس کے ساتھ پڑھتا ہوں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب کے مصحف (کتاب) میں پڑھا ہے آپ کی پہلی کتاب

میں ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم مع سورة اخلاص۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورة فلق، بسم اللہ الرحمن الرحیم سورة الناس۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللّٰهُمَّ اِنَّا سْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ بِعَدْلِكَ الْخَيْرُ

وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرِكُ مَنْ يَفْجُرُكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نَسْتَعِيْنُ وَنَسْتَجِيْدُ وَرَبِّكَ نَسْتَعِيْنُ

وَنُحْفِدُ وَنُخَشِيْ عَذَابَكَ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا يَنْزِعُ مَا تَعْطٰى وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجِدِّ مِنْكَ الْجِدَّ سُبْحَانَكَ

وَعَفْرَانِكَ وَحَسَانِيكَ إِلَهَ الْحَقِّ -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - یا اللہ! ہم تجھی سے امداد اور بخشش مانگتے ہیں۔ تیری خیریتنا کر کے تے ہیں۔ تیری ناشکری نہیں کرتے۔ ہم تیرے مخالف کی ذلت کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - یا اللہ! تیری ہم عبادت اور سجدہ کرتے ہیں۔ تیرے دربار میں ہم اعمال کے لئے سعی کرتے ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور تیری رحمت کی امید کرتے ہیں۔ تیرا عذاب کفار سے ٹلنے والا نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - تیری عطا کی ہوئی نعمت کوئی پھین نہیں سکتا۔ تیرے اگے کسی کی بزرگی نفع نہیں دے سکتی۔ تیری ذات بڑی ہی ہے۔ ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہر بانی چاہتے ہیں۔ یا مہجود حقیقی! -

مسلم بن حنیف کہتے ہیں۔ میں نے عطار بن ابی ربیع سے کہا میں قنوت میں کیا پڑھوں۔ آپ نے فرمایا جو حضرت ابی کے قرآن میں دو سورتیں ہیں وہ پڑھا کر وہ یہ ہیں۔

اللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَذَكَرَكَ نَفْسِيْ وَنَسْجُدُ وَابْتَغِيْ رَحْمَتَكَ وَنُحْتَسِبُ عِزَّكَ اِنَّ عِزَّكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ -

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتَّقِيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْرُكُ -

یا اللہ! ہم تجھ کی عبادت تیرے نام پر کرتے اور نماز بھی تیرے لئے پڑھتے ہیں۔ تیری رحمت کی امید میں ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ تیرا عذاب کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔

یا اللہ! ہم تجھی سے استعانت اور استغفار مانگتے ہیں۔ تیرے سنا خواں ہیں اور تیرے مخالف سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں یعنی بائیکاٹ ہے۔

سعید بن مسیب فرماتے ہیں۔ کہ قنوت کی ابتداء اس طرح کر کے کفار کے لئے بددعا اور مومن اور مومنہ کے لئے دعا کرے۔ ہوں ان کے لئے دعا کرے پھر یہ دو سورتیں پڑھے۔

۱۔ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ - ۲۔ اللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ -

حسن کہتے ہیں۔ دو سورتیں پڑھے پھر کفار کے لئے بددعا اور مومن اور مومنہ کے لئے دعا کرے۔

ابن شہاب کہتے ہیں یہ اسلاف نصف پر رمضان میں کفار کو لعنت کرتے اور یوں کہتے تھے۔

اللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِيْنَ يَهْدُوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيَكْفُرُوْنَ بِرُسُلِكَ وَلَا يَوْمِنُوْنَ بِوَعْدِكَ وَخَالَفَ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَالْقِيَامِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرَّعْبِ وَالْقِيَامِ عَلَيْهِمْ بِرَحْمَتِكَ وَعِزَّتِكَ إِلَهَ الْحَقِّ -



یا اللہ! ان کفار کو ہلاک کر دے جو تیرے راستے سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اور تیرے وعدہ پر ایمان نہیں لاتے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے۔ اور اپنا عذاب ان پر ڈال دے اور عذاب سے ان کو تباہ کر دے۔ یا اللہ!

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو شریف پڑھتے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرتے۔ استطاعت کے مطابق۔ پھر مومنوں کے لئے استغفار کرتے۔ اور جب آپ لعنت کفار، اور درود شریف اور مومنوں کی استغفار اور سوال :-  
 اللَّهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلكَ نَصْرِي وَنَسْجِدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعِي وَنُحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ  
 رَبَّنَا وَنَخَافُ عَذَابَكَ لَجِدَّ اِنَّ عَذَابَكَ لِمَنۡ عَادَيْتَ لَمَّحِقٌ

یا اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں نماز اور تمام تر عمل تیرے لئے کرتے ہیں۔ تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کا ڈر ہمارے دلوں میں ہے تیرا عذاب واجب ہے اور یہ یقیناً تیرے دین کے دشمنوں کے ساتھ ملحق ہے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جاتے۔

نوٹ:- اس وظیفہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

ابوعلیہ معاذ قاریؒ ماہ رمضان میں قنوت کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور بارش کی دعا کرتے۔  
 ابراہیمؑ و تریں دو سورتیں ۱۔ اللَّهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ۲۔ وَاللَّهُمَّ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُكَ۔  
 حضرت حسین بن علیؑ اپنے وتر میں اللَّهُمَّ اِنَّكَ تَرَى وَلَا تَرَى دَانْتَ فِي الْمُنْتَظِرِ  
 الْاَعْمَالِ وَ اِنَّكَ لَكَ الْاَحْزَرَةَ وَالْاَوْلَى وَ اِنَّ اِلَيْكَ الرَّجْعِي وَ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ  
 نَزَلَ وَنُحْزَى۔

یا اللہ! تو دیکھتا ہے اور تجھے نہیں دیکھا جاسکتا، مولا تیرا مقام اونچا ہے آخرت اور دنیا کا تو والی ہے۔ ہم نے تیری طرف جانا ہے۔ ہم تجھ سے ذلت اور سوالی سے پناہ مانگتے ہیں۔

ایوب سختیانیؒ رمضان میں نفل نماز پڑھاتے اور ان کی دعا یہ تھی۔ اللَّهُمَّ اسْئَلُكَ الْاِيْمَانَ وَحَقَائِقَهُ  
 وَوَسَائِقَهُ وَكِرَامَهُ مَا اَمْتَنَتْ بِهِ مِنْ الْاِحْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ الَّتِي نَالُهَا بِهَا مِنْكَ حُسْنُ  
 الثَّوَابِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِمَّنْ يَتَّقِيكَ وَيَخَافُكَ وَيَسْتَعِينُكَ وَيَرْجُوكَ اللَّهُمَّ اسْتَرْ  
 بِالْعَافِيَةِ۔ یا اللہ! میں تجھ سے ایمان اور اس کے حقائق اور عہد کا سوال کرتا ہوں یا کریم محمد پر اسحاق اور عمدہ اعمال  
 کا احسان کر۔ جس کے ذریعہ سے مجھے اچھا ثواب ملے۔ یا اللہ مجھے ان سے کہ جو تجھ سے تقویٰ اور خوف و بھیا اور امید  
 رکھتے ہیں یا اللہ ہم پر عافیت کا پردہ ڈال دے۔

ابراہیمؑ فرمایا کرتے تھے قنوت و تریں بقدر قرأت سورۃ الشقاق، اور ایک روایت میں ہے بقدر سورۃ انفار پڑھے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے ابراہیمؒ کے قول کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ اندازہ مقور ہے۔ مجھے یہ بات پسند لگتی ہے۔ کہ اس سے زیادہ قیام کیا جاوے۔

کسی نے کہا آپ قنوت میں کیا پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو پیر حدیث میں ہے اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ محمد بن نصرؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور صحابہؓ اور تابعینؓ کے عمل کے مطابق ابراہیمؒ کا قول قیام قنوت کے متعلق صحیح نہیں ہے جیسا کہ ابو عثمانؒ ہندی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عمرؓ کی اقتدار میں نماز ادا کی۔ آپ نے قنوت پڑھی، کتنی مقدار تھی؟ اس نے کہا بقدر سوا آیات کے۔

حضرت حسنؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مہمان حضرت ابو موسیٰؓ کے پاس ٹھہرا۔ آپ نے رات کو قرآن مجید کا ابتدائی حصہ تلاوت کیا۔ جب وہ قرأت سے فارغ ہوا تو قنوت کی۔ مجھے آپ کی قرأت اور قنوت میں خشک گزرا۔ مجھے نہیں معلوم قرأت لمبی تھی یا قنوت لمبی تھی۔ حسنؒ نے کہا دعاء قنوت میں رعود، تسبیح اور سجدہ میں ہے۔

ابن شام بن عروہؒ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں قنوت اس لئے پڑھتا ہوں۔ تاکہ تم اپنے رب کو پکارو، اور اپنے مفاد اور ضروریات رب سے حل کراؤ۔

ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ رکوع، مسجد، مسجدین (یعنی دو مسجدوں کے درمیان میں) کوئی تسبیح متعین نہیں۔ حتیٰ کہ قنوت میں بھی کوئی دعاء مقرر نہیں ہے۔

ترجمہ:۔ حدیث نبویہ صلعم میں قنوت کے علاوہ سب کا تعین موجود ہے۔

سفیانؒ قنوت وتر میں یہ دو سورتیں مستحب ہیں:

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مِنْ لِفْجَرِكَ - اللَّهُمَّ أَيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نَقْضِي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنُخْفَدُ نَحْتَهُ عِنْدَ أَيْدِكَ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ لَكَلْبُورٌ

یا اللہ! ہم تجھ سے امداد اور استغفار مانگتے ہیں اور تیری ثنا کرتے ہیں۔ ناشکری نہیں کرتے۔ تیری خلاف ورزی کرنے والے سے ہمارا بایکٹ ہے۔ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور اعمال صالحہ کی کوشش کرتے ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔

یہ کلمات:۔ اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِي مَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يَقْضِي عَلَيْكَ لَا يَزِيكُ مَنْ دَالِيَتْ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

یا اللہ! مجھے ہدایت والوں میں رکھنا اور مجھے تندرستی عطا کرنا۔ مجھے اچھے امور کا ذمہ دار بنانا اور میرے عملہ عطیات میں



عمر قنوت پڑھتے اور مقتدی آمین کہتے۔ معاذ قاری نے اپنی قنوت میں یہ کلمات ادا کئے۔  
 اللَّهُمَّ قَطِّ الْمَطَرِ - یا اللہ بارش نہیں ہوتی۔ احباب (نمازیوں) نے آمین کہی۔ جب آپ فارغ ہوئے  
 تو فرمانے لگے میں نے کہا ہے قَطِّ الْمَطَرِ میں جو کلمات کہتا ہوں اسے پہلے پوری طرح جان لیا کرو پھر آمین کہا کرو۔  
 اور زانی کہتے ہیں۔ دعاء قنوت بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔

مالک کہتے ہیں امام نذرہ رمضان میں قنوت کرے اس میں کفار کو لعنت کرے اور اقتدار کرنے والے آمین کہیں۔  
 ابو داؤد کہتے ہیں۔ میں نے حضرت امام احمد سے کہا قنوت کیسا عمل ہے آپ نے فرمایا میرے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے  
 کہ امام قنوت کرے اور مقتدی آمین کہیں۔

امام نے فرمایا میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ قنوت میں اس کی آواز اور نغمہ سرائی کے علاوہ مجھے کچھ بھی نہیں سنانا دیتا۔ ابو داؤد  
 کہتے ہیں میں نے حضرت احمد سے کہا اگر میں امام کی دعاء قنوت نہ سن سکوں تو میں اپنی دعا کر لوں فرمایا ہاں اجازت ہے۔  
 حضرت اسحاق کہتے ہیں۔ امام دعاء قنوت پڑھے اور مقتدی آمین کہے۔ حضرت محمد بن نصر کہتے ہیں میرے نزدیک  
 مختار (پسندیدہ) طریقہ یہ ہے امام جب دو سجدتین (دو دعائیں) پڑھے چلے۔ پھر جب دعا کے تقابلیں پہنچے تو مقتدی آمین کہیں۔

## دعا کے بعد اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا

ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا۔ جب یہ دعا کرو۔ تو اپنی ہتھیلیوں کو پھیلا کر دعا کرو اور اپنی ہتھیلیوں کی  
 پشت سے دعا نہ کیا کرو۔ جب دعا سے فارغ ہو جاؤ۔ تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پر پھیر لو۔

ابن عباس کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تو ہتھیلیاں پھیلا کر دعا کرو۔ بعد اپنے ہاتھ  
 یوں نہ چھوڑو بلکہ اپنے چہرے پر پھیر لو۔ ایک روایت میں ہے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرتا ہے۔

معمّر کہتے ہیں۔ میں نے ابی بن کعب معروف صحابی کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے جب فارغ ہوتے  
 تو اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر لیتے میں نے پوچھا۔ یہ عمل کس نے کیا ہے۔ اس نے کہا یہ عمل حضرت حسن کا ہے۔

علاء محمد بن نصر کہتے ہیں حضرت اسحاق اس عمل کو حدیث کی روشنی میں بہت پسند کرتے تھے۔

ابو داؤد کہتے ہیں میں نے حضرت امام احمد سے سوال کیا کہ ایک شخص در میں ہاتھ اٹھا کرتا ہے کیا وہ بعد فراغت اپنے چہرے پر ہاتھ  
 پھیر لے۔ آپ نے فرمایا اس مسئلہ (دعا میں الوتر) میں کوئی حدیث میں نہیں ملتی ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں حضرت امام احمد دعا نہیں کرتے تھے۔

یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں ابن عباس والی روایت کا مفہوم مطلق دعا کی وضاحت ہے قنوت در میں ہاتھ اٹھانا محبت نہیں ہے۔

حضرت امام مالک سے پوچھا گیا۔ ایک آدمی ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے چہرہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے آپ نے جواب دیا  
 میرے علم میں یہ مسلمہ نہیں ہے۔ یعنی اپنے ہاتھ اٹھانا قنوت میں ناپسند کیا۔

عبداللہ سے سوال کیا گیا کہ قنوت میں ایک آدمی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے بعدہ اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا ہے یہ عمل کیسا ہے۔  
آپ نے کہا حضرت معیناً! سے مکروہ کہتے تھے۔

## امر نبوی صلعم وتر صحیح سے پہلے ادا کرنا

ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا وتر صحیح سے پہلے پڑھنے میں سبکی کیا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ جب فاضل پڑھنے والے کو خطرہ غموس ہو کہ صبح صادق ہونے لگی ہے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے اور ایک روایت میں ہے وتر پڑھو فجر سے پہلے اور ایک روایت میں ہے جب صبح صادق ہونے لگے تو تمام رات کی نماز کو منسوخ کرو، صرف وتر پڑھو۔ فجر سے پہلے وتر کی اجازت ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو شخص رات کو نوافل پڑھنا چاہتا ہے وہ رات کی آخری نماز فجر سے پہلے وتر ادا کرے۔

ابی سعید خدری کہتے ہیں رسول کریم صلعم نے فرمایا صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔ اور وقت قبل الفجر یا فجر سے پہلے وتر ادا کروم کا ذکر بھی ملتا ہے۔

سعید بن جبیر فرمایا کرتے ہیں جب صبح صادق ہو جائے تو رات کا عمل دن میں نہیں ہو سکتا یعنی صبح صادق ہو جائے تو اب وتر کی اجازت نہیں ہے۔ علامہ محمد بن نصر فرماتے ہیں اہل علم کا مسلک یہ ہے کہ وتر کو اتنا مؤخر نہیں کرنا چاہیے کہ ادھر صبح صادق ہو رہی ہے یہ صاحب وتر کی ادائیگی میں معروف ہوں۔ کیونکہ احادیث نبویہ صلعم میں جتنے الفاظ منقول ہیں ان میں آپ نے حکم دیا ہے کہ صبح سے پہلے وتر ادا کرو اور انحضرت صلعم کے وتر عموماً رات کے آخری حصہ صبح صادق سے پہلے ہوتے تھے۔ صبح صادق سے قبل وتر پڑھنے میں کمی کا اختلاف نہیں ہے۔ اختلافی مسلک ذیل تین ۳ صورتوں میں ہیں۔

۱۔ جو شخص رات کو سو گیا وتر نہیں ادا کر سکا۔ ۲۔ غفلت ہو گئی جس کی بنا پر وتر نہ ادا ہو سکے۔ ۳۔ افراط کوئی کوتاہی ہو گئی جسکی بنا پر وتر نہ ادا ہو سکے۔ ان صورتوں میں صبح صادق ہو گئی وتر کی ادائیگی نہ ہو سکی۔ تو یہ شخص کیا کرے۔  
بعض کا مسلک اس بارہ میں یہ ہے۔

۱۔ وہ وتر نہ ادا کرے کیونکہ وقت نہیں رہا۔ اس کی قصا بھی نہیں ہے کیونکہ وتر فرض نہیں ہیں وتر وقت ہی میں ادا کرنے چاہئیں۔ یہ مسلک حضرت عطاء کا ہے اس پر وہ یہ حدیث دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ بعد فجر کوئی وتر نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے جس نے صبح صادق واضح پائی اس کے وتر نہیں ہیں۔ یہ منادی تھی رسول کریم صلعم (بروایت ابی سعید خدری رحمہ اللہ)  
اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو محبت ہے اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے لیکن افسوس یہ ہے کہ محدثین نے اس حدیث کو محبت قرار نہیں دیا کیونکہ اس کی سند میں ابی ہارون عبیدی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ابی سعید خدری کی دوسری روایات مروی ہیں وہ اس کے خلاف ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ابی سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا من نامعت الوقت والنسیہ فی الوقت اذا ذکرنا واستبذل

جو شخص وتر کی ادائیگی کے وقت سو جائے یا بھول جائے و تراویح کرنے سے یاد آجائے یا بیدار ہو جائے، و کیس نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ رات کو جب بیدار ہو۔

محمد بن نصرؒ اس پر کہتے ہیں کہ محدثین کی جماعت عبدالرحمن بن زید بن اسلم والی حدیث سے حجت نہیں پکڑتے ہاں اس کی وہ تاویل جو حضرت وکیع نے کی وہ معتبر ہے۔ وکیع کے علاوہ حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے مروی ہے وہ الفاظ جو وکیع نے نقل کئے ہیں وہ محفوظ نہیں ہیں۔

وہ الفاظ یہ ہیں یعنی وتر (لیلۃ) رات کو ادا کرے۔

ابی سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلیم سے کہا گیا کہ ایک آدمی صبح کرتا ہے اور نیند کی وجہ سے وتر نہیں ادا کر سکا اپنے فرمایا وتر پڑھ لے اگر چہ صبح ہو جائے۔ یہ روایت حضرت وکیع والی روایت سے زیادہ محفوظ ہے۔

بعض دفعہ حضرت وکیع اپنے حافظہ کے زور سے احادیث کے الفاظ بیان کیا کرتے تھے اللہ ایسا بھی ہو جایا کرتا تھا کہ حدیث کے الفاظ وہ نہ ہوتے تھے۔

بعض اجاب کا مسلک یہ ہے جب فجر طلوع ہو جائے تو وتر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے وتر کی ادائیگی کا وقت صبح صادق سے پہلے ہی ہے۔ یہ مسلک احادیث کے نقشہ سے صحیح ہے۔

جناب رسول کریم صلیم کے صحابہؓ بعد صبح وتر ادا کرتے اور بعض احادیث میں آپ نے حکم دیا کہ بعد صبح وتر ادا کرو، یعنی صبح کی نماز پڑھ کر وتر ادا کرو۔

ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ وتر کی قضا نہیں ہے یہ مسلک معتقدین بزرگوں کا ہے اور یہی مذہب شافعیؒ احمدیؒ اور اسحاقؒ اور دیگر ہمارے اسلاف کا ہے۔

نوٹ ۱۔ بعد صبح وتر کی ادائیگی ۱۲ رکعت مراد ہے جیسا کہ مرفوع احادیث سے ثابت ہے کیونکہ دن کو وتر نہیں ہوتے۔ ترجمہ

## طلوع فجر کے بعد وتر پڑھنے کی روایات

ابو درداءؓ خطبہ دے رہے تھے اور ساتھ ہی کہتے تھے جن نے صبح صادق کر لی اس کے وتر اس وقت میں نہ ہوں گے یہ مسئلہ سن کر لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے رابطہ پیدا کیا تو آپ نے سن کر کہا کہ ابو داؤدؓ نے جھوٹ بولا کیونکہ نبی کریم صلیم صبح کرتے پھر وتر کرتے۔

بنی اسد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ مسجد میں تشریف لائے جب صبح کی نماز کی تکبیر ہو جاتی اور ساتھ ہی دلیل پیش کی کہ

رسول کریم صلیم نے وتر کا حکم دیا اس وقت سے رسول کریم کا وتر ثابت ہے۔

نوٹ ۲۔ نیکو رہیں صریحاً حقیقت کا نام یہ ہے نہ تصنیف ہے اسے ضرور پڑھیے (ادارہ)

اسود کہتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ آپ ترکب پڑھتی ہیں یا آپ نے جواب دیا اذان اور تکبیر کے درمیان مؤذن صبح کے وقت اذان دیتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ وتر دو نمازوں کے درمیان ہے یعنی عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں اصل وتر کا وقت ہے جب بھی آپ وتر ادا کریں بہتر اور احسن عمل ہے۔ حضرت علیؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص وتر کے وقت سو جاتا ہے یا بھول جاتا ہے وہ کیا کرے آپ نے فرمایا جب بیدار ہو جائے یاد آجائے۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ اگر میں بعد طلوع فجر وتر ادا کر لوں تو مجھے کوئی پروا نہیں (یعنی خطرہ نہیں ہے) عروہ کہتے ہیں طلوع فجر کے بعد وظیفہ کرنا بہتر ہے (وظیفہ سے مراد نفل ہیں) حضرت ابن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کیا بعد اذان اور اقامت (تکبیر) وتر جائز ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں جائز ہے۔

ابن عمرؓ سے کسی نے وتر کی ادائیگی کے متعلق سوال کیا ایک وتر نہ ادا کر سکا حتیٰ کہ صبح صادق ہو گئی وہ کیا کرے آپ نے فرمایا جب میں رات کو وتر نہیں پڑھ سکتا تو صبح کے وقت وتر ادا کر لیتا ہوں۔

ایک روایت آپ سے یوں منقول ہے۔ عشاء سے لے کر فجر کی نماز تک وتر پڑھنے کی اجازت ہے۔ ایک روایت میں ہے میں دن کو وتر سے ختم کرتا ہوں اور دن کا آغاز وتر سے کرتا ہوں۔

دبرہ نے حضرت مرہ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے رات کو وتر ادا نہ کیا حتیٰ کہ سورج چڑھ آیا کیا وہ اب اسے پڑھ لے۔ آپ نے جواب دیا اگر صبح کی فرضی نماز وقت میں ادا ہو سکی حتیٰ کہ سورج نکل آیا تو اسے ادا کرے گا۔ سائل کہتا ہے۔

”یر۔ بہ“ بہت اچھا میں پوری طرح سمجھ گیا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعؓ کہتے ہیں میں ادھر وتر ادا کرتا ہوں اور ادھر اقامت (تکبیر) سنتا ہوں۔ حضرت عبادہ بن ثابتؓ ایک روز صبح کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے مؤذن نے آپ کو دیکھ کر تکبیر کہنی شروع کر دی آپ نے فرمایا وتر پڑھ لے کیونکہ اس نے وتر ادا نہ کئے تھے۔ پھر اس نے صبح کی دو رکعت سنت ادا کی۔ پھر اسے حکم دیا اب تکبیر پڑھ پھر نماز ادا کی۔

فضالہ بن عبیدؓ جب صبح کی نماز ہوتی تھا تو اٹھ کر وتر ادا کرنا بعدہ فجر کی دو رکعت سنت پڑھتا مسلم بن مشکم (حضرت ابی دردارؓ کا منشی تھا) کہتے ہیں حضرت ابو دردارؓ جب مسجد میں تشریف لاتے لوگ وتر نہ پڑھتے تھے لیکن آپ ستون کے آڑ میں وتر پڑھتے۔ پھر جماعت میں شریک ہو جاتے (یہ آپ کا عمل کئی بار دیکھا گیا) یہی مسلک فضالہ بن عبید اور معاذ بن جبلؓ کا تھا۔ حضرت عکرمہؓ بیان کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ کے پاس اکثر رات کے حصہ میں لوگ احادیث سنتا رہتے بعدہ لوگ گھر میں تشریف لے جاتے اور آپ سو جاتے، اس کا اثر یہ ہوتا۔ رات کے نوافل آپ کے رہ جاتے۔ آپ کی آنکھ وتر کے وقت نہ کھلتی۔ نوٹ۔ الدعاء فی العبادۃ، اس کتاب میں چند فرضی دعائیں مع حوالہ کتب جمع کیا گیا ہے (سے ضرور پڑھیے۔ (ادارہ)

آپ اہل بقیع والوں کی آواز سن کر بیدار ہوتے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ کی بیانیہ کمزور ہو گئی تھی

مجھے کہنے لگے کیا میں عشاء کے بعد چار رکعت ادا کر سکتا ہوں میں نے کہا ہاں آپ نے نماز پڑھی پھر مجھے کہا کیا میں دو تراویح کر سکتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں۔ مجھے کہا میں دو رکعت صبح سے پہلے نماز ادا کر سکتا ہوں میں نے کہا ہاں۔ آپ نے دو رکعت ادا کیں۔ بعد صبح کی نماز ادا کی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سو گئے وتر نہ پڑھ سکے بعد صبح ایک رکعت وتر ادا کیا۔

ابن نصر کہتے ہیں کہ صبح کی نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جاتی اور ہم حضرت سعد کا انتظار کرتے آپ کہتے ہیں تراویح کو ابو سعید انصاری ایک رات جب صبح ہوئی تو بیدار ہوئے۔ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا شروع کر دیا اور کہتے میرا ہر دو رات کو ادا نہیں ہو سکا۔

ابن علیہ کہتے ہیں کہ ہم رات کی تاریکی میں بیٹیل میدان میں گئے۔ ہم اس حالت میں تھے کہ فجر طلوع ہو گئی بعد ہم نے تراویح پھر ہم واپس آگئے۔ عمرو بن شریک اپنی قوم کی امامت کرتے ایک رات صبح کی نماز میں کچھ دیر سے نکلے آپ سے پوچھا کیا آپ کیوں جلدی تشریف نہ لائے۔ آپ نے جواب دیا میں تراویح کر رہا تھا۔

طاؤس کہتے رات کو جس کا وترہ جائے وہ صبح کے وقت تراویح کرے جب اسے یاد آوے۔

ابا ہیم عبیدہ کہتے ہیں جو شخص تکبیر کے وقت بھی بیدار ہو جائے وہ اس وقت بھی تراویح کرے۔

مسروق کہتے ہیں جب تو صبح کی نماز پالے اور تو نے تراویح نہیں کئے تو وتر پڑھ لے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ بعد نماز فجر ذیل احباب عنہ تراویح کئے۔

ابن عباس۔ عبادہ بن صامت۔ عبداللہ بن عامر۔ قاسم بن محمد۔ امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ صبح کو تو وہ شخص ادا کرے جو رات کو سو گیا اور جو عہد وقت کو ضائع کرے بعد فجر تراویح کرے یہ لائق نہیں ہے۔

حضرت اوزاعی سے سوال کیا گیا ایک شخص رات کو وتر نہیں پڑھتا۔ آپ نے فرمایا تراویح کرے۔ یہ بتایا گیا کہ اگر وہ مہول گیا تو کیا کرے آپ نے کہا دو رکعت نماز پڑھ لے۔ دو رکعت نماز سنت فجر کی ادا کرے اور ایک وتر پڑھے۔

سعیان بیان کرتے ہیں۔ عشاء اور فجر کی نماز کے درمیان تراویح کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے رات میں وتر پڑھنا زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ امام مالک فرماتے اگر کوئی شخص مسجد میں اس حالت میں داخل ہوا کہ اس نے تراویح نہ کئے تھے اور

نماز کی تکبیر بھی ہو چکی۔ تو وہ مسجد سے باہر نکل جائے اور تراویح کرے۔

جہدات کو وتر مہول گیا۔ حتیٰ کہ صبح کی نماز میں مشغول ہو گیا یا جماعت میں شامل ہو گیا۔ اگر اکیلا پڑھ رہا ہے تو پہلے تراویح کئے پھر صبح کی نماز ادا کرے اس صورت میں کہ صبح ہونے کا خطرہ ہے۔

اور اگر امام کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہو تو نماز پھوڑ دے۔ اس کے ساتھ نماز نہ ادا کرے۔



حضرت امام مالکؒ سے سوال کیا گیا جس نے رات کو وتر ادا نہ کئے تھے حتیٰ کہ صبح ہو گئی کیا وہ وتر کی قضا کرے؟  
 آپ نے جواب میں فرمایا میں نے نہیں سنا، ایک روایت میں ہے کہ وہ وتر کی قضا نہ کرے۔  
 حسنؒ سے سوال کیا گیا۔ ایک شخص نے صبح کی ایک رکعت پڑھی تھی پھر اسے یاد آیا کہ اس نے وتر نہیں ادا کئے آپ نے  
 فرمایا وہ نماز چھوڑ کر وتر ادا کرے۔ تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔ اگر اسے نماز پڑھ چکنے کے بعد وتر پڑھنا یاد آ گیا تو اس پر  
 وتر کی ادائیگی نہیں ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ جس نے وتر چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے صبح کی نماز ادا کر لی اس پر وتر کی قضا نہیں ہے۔ حضرت شعبہؓ  
 کہتے ہیں کہ وتر کی قضا نہیں ہے اور نہ ہی اس کا چھوڑنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اشرف فعل ہے۔  
 حضرت شعبہؓ سے سوال کیا گیا کہ جس نے وتر چھوڑ دیا وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا کوئی تہنہ نہیں اگر وہ چھوڑ دے۔ تو  
 کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت کھولؓ فرمایا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد کوئی وتر نہیں ہے۔ ابراہیمؓ فرماتے ہیں جب صبح  
 صادق ہو جائے یا سورج طلوع ہو جائے تو وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت حسنؓ اور قتادہؓ فرماتے ہیں صبح کی  
 نماز کے بعد کوئی وتر نہیں ہے۔

حضرت حمادؓ کہتے ہیں میں طلوع شمس کے وقت وتر ادا کرتا ہوں۔

حضرت نافعؓ سے کہا گیا۔ ایک آدمی وتر پڑھنا بھول گیا حتیٰ کہ اس نے صبح کی نماز پڑھ لی کیا وہ طلوع شمس کے  
 بعد وتر ادا کرے، آپ نے خاموشی اختیار کی۔

ابن شہابؓ کہتے ہیں جو وتر پڑھنا بھول گیا۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی آپ نے فرمایا اس نے سنت رسول صلعم میں کوتاہی کی۔  
 اسے استغفار کرنی چاہیے۔ وقرات کی عبادت ہے دن کی عبادت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔  
 حضرت شافعیؒ وتر ادا کر کے صبح کی نماز ادا کرنے اور اگر اس نے صبح کی نماز پڑھ لی نہ وہ وتر پڑھے اور نہ وہ قضا کرے۔  
 بعض لوگوں کا خیال ہے وہ قضائی دے اور نہ ہی فجر کی دو رکعت ادا کرے، اور ساتھ ہی کہا یہ دونوں (وتر سنت) نفل ہیں۔  
 اور اگر اسے بغور دیکھیں تو کسی کی قضا واجب نہیں ہے۔ ہم نے اس کے وتر کی اتباع کی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے فجر کی دو  
 رکعت کی قضا دی۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ وتر دو نماز کے درمیان ہے۔ اسی پر ہم نے گمان کیا ہے۔ جب وترہ گیا اور اس پر قضا نہیں ہے۔  
 زنی امام شافعیؒ سے بیان کرتے ہیں فجر کے پہلے وتر کو ادا کرے اور اگر صبح کی نماز پڑھ لے تو وتر کی قضا نہیں ہے۔  
 حضرت امام احمدؒ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص کی نماز میں قضا ہو چکی ہیں۔ کیا وہ وتر ادا کرے۔ کہا کہ اگر ادا کرے تو کوئی  
 (نہم یغتر) مضائقہ نہیں ہے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ ایک شخص رات کو وتر پڑھ سکا صبح ہو گئی تو آپ نے فرمایا صبح سے  
 پہلے ہی وتر ادا کرے۔ ایک روایت میں ہے میں یہ نہیں کہتا کہ صبح کی نماز کے بعد وتر ادا کئے جائیں ایک روایت میں ہے کہ

وتر صبح کی نماز سے پہلے ادا کر لے۔ فجر کی نماز کے بعد اس پر کوئی نماز نہیں ہے۔ یہی مسلک ابوبکرؓ کا ہے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں وتر سنت ہے۔ رسول کریمؐ نے پڑھا اور اس پر مسلمانوں نے بھی نکل کیا۔ بعض دفعہ میں بعد فجر وتر ادا کر لیتا ہوں اور میرا خیال ہے صبح کی نماز کے بعد وتر نہیں ہے۔ اونٹ پر بیٹھ کر وتر ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے سفر کے کسی جانور پر بھی وتر پڑھنا جائز ہے۔ میں نے کسی سلفی سے نہیں سنا کہ صبح کی نماز کے بعد وتر پڑھا جائے۔ میں نے رسول کریمؐ صلعم کے صحابہ سے سنا کہ وہ بعد فجر نماز وتر پڑھتے تھے۔

ہاں جو شخص وتر پڑھنا بھولی جائے پھر اسے یاد آئے جب کہ وہ امام کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتا تھا۔ میرے خیال میں وہ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر وتر پڑھ لے۔ اگرچہ اس کی ساری نماز امام سے فوت ہو جائے لیکن فجر کی دولت تکبیر کے بعد ادا نہ کرے۔ بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے۔

علامہ محمد بن نصرؒ فرماتے ہیں جن کا خیال یہ ہے کہ اقامت اور بعد اقامت وتر ادا کریں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ فجر کے بعد وتر کی قضا نہیں ہے۔ اس بنا پر وہ فجر کی نماز سے پہلے وتر کی قضا کا حکم دیتے تھے۔ کیونکہ وہ بعد نماز فجر قضا کے قائل نہ تھے۔ یہ بعض اصحاب کا تفسیری قول ہے۔

ایک گروہ کا یہ مسلک ہے کہ صبح کی نماز پڑھ لے دن کو وتر نہ پڑھے۔ تو وہ آئندہ رات میں سابقہ رات اور اس رات کے وتر ادا کر لے۔ کیونکہ رات کے وتر کی دن کو قضا نہیں ہے۔

حضرت سعید بن جبیرؒ سے پوچھا گیا ایک شخص رات کو وتر نہ پڑھ سکا صبح ہو گئی وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وہ آئندہ رات میں وتر ادا کرے۔

ایک گروہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی وتر رات کو نہیں پڑھ سکا تو وہ جب اسے یاد آئے وتر پڑھ لے چاہے صبح کی نماز کے بعد ہی پڑھ لے۔ اور اگر وہ ایک رات میں دو وتر ادا کرے گا تو وہ وتر جنت ہو جائیگا اور وتر نہ رہے گا۔ حضرت اوزاعیؒ سے کہا گیا رات کو وتر نہیں پڑھے جاسکے وہ انہیں کیسے ادا کرے آپ نے فرمایا جب چاہے اور جب اسے یاد آجائے پڑھ لے اور اگر ایسا ہے کہ وہ اس رات اور نہ ہی آئندہ رات یاد کر سکا تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے اگر اس نے دوسری قضا دی تو وتر نہ رہے شفع (جنت) نفل ہو جائیں گے۔

آپ کے ایک بیان میں یوں ہے۔ صبح کی نماز کے بعد وتر یاد آیا۔ تو جب سورج طلوع ہوا اس وقت پڑھ لے سورج کے طلوع سے قبل وتر نہ ادا کرے۔ ورنہ آپ کے نزدیک وہ سنت ہے جس کا چھوڑنا حرج سے خالی ہے۔

حضرت عمرؓ سے سوال کیا گیا۔ ایک شخص رات کو وتر نہیں پڑھ سکا وہ کیا کرے آپ نے فرمایا آئندہ رات وہ پہلے اس رات کا وتر ادا کرے پھر قضا دے۔ تو اس کے دو وتر ایک رات ہی میں ہو جائیں گے تو اس کی نماز اس رات کی شفع (جنت) بن جائے گی۔ علامہ موصوف اپنی رائے یوں بیان کرتے ہیں۔

وتر صبح کی نماز سے پہلے ادا کرے اور اگر ایسا ہوتا ہے وتر نہیں پڑھ سکا تو صبح کی نماز کے بعد قنطار وتر نہیں ہے اور اگر قنطاری  
دے دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نوافل کی قنطار مستحسن فعل ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلعم ایک رات سو گئے تھے۔  
سورج طلوع ہوا۔ بعد میں پہلے دو رکعت سنت ادا کیا۔ پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک دفعہ آپ گفتگو میں کسی  
دفعہ سے مصروف تھے۔ پھر کی بعد والی دو سنت نہ پڑھ سکے۔ آپ نے بگھر جا کر یہ دو رکعت ادا کیں۔  
سلفی لوگ ایسا کرتے تھے، ان کی رات کی نماز رہ جاتی تو دن کو پڑھ لیتے ایسا کرنا حسن ہے واجب نہیں ہے۔

## جو شخص وتر میں قنوت بھول گیا

حن کہتے جو قنوت میں دعاء بھول گیا وہ دو سجدے سہو کرے۔ ایک روایت میں ہے اگر وہ وتر میں قنوت  
کرے تو حسن ہے۔ اور اگر نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔  
اوزاعی کہتے ہیں۔ جس نے قنوت وتر ترک کر دی اس نے اس نے سنت کو ترک کیا اس پر کوئی سہو نہیں ہے۔  
ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں جو شخص فجر کی قنوت کرنا بھول گیا اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔  
حماد اور سفیان کہتے ہیں جو شخص وتر میں قنوت بھول گیا اس پر دو سجدے سہو ہیں۔  
امام احمد فرماتے جو شخص دعاء قنوت کا عادی ہے اگر وہ بھول گیا ہے تو دو سجدے سہو (بھول) کے کرے۔  
ابن علیہ کہتے ہیں۔ جو قنوت وتر کی دعاء بھول گیا اس پر کوئی سجدہ نہیں ہے۔  
یشیم کہتے ہیں قنوت وتر میں بھول جانے والا دو سجدہ سہو (بھول) کے کرے۔

## وتر سے فارغ ہو کر وتر کے آخر میں کیا دعاء کرے

حضرت علی کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلعم اپنے وتر کے آخر میں یہ دعاء پڑھتے تھے۔  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعْفَاتِكَ مِنْ عِقَابِكَ  
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ لِنَفْسِكَ  
يا اللہ! میں تیری ناراضگی تیری رضا پر قربان کرتا ہوں اور تیری سزا کو تیری معافی کے حوالے کرتا ہوں اور تیری پناہ میں  
آتا ہوں۔ تیری عظمت کے مطابق میں ثناء خوانی نہیں کر سکتا جس طرح تیری ذات کا تقاضا ہے۔  
حضرت ابن عباس نے ایک رات نبی کریم صلعم کے پاس بسر کی آپ کھڑے ہوئے بعد آپ نے دو دو رکعت نفل پڑھے۔  
اس طرح اٹھ رکعت آپ نے پڑھیں پھر وتر ایک تشہد کے ساتھ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کی ثناء حسب توفیق کی اور آخری کلام آپ  
کی یہ تھی۔

۱۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِي نُوْرًا فِي قَلْبِي وَاَجْعَلْ لِي نُوْرًا فِي سَمْعِي وَاَجْعَلْ لِي نُوْرًا فِي بَصَرِي وَاَجْعَلْ لِي نُوْرًا مِنْ يَدِي وَمِنْ خَلْفِي۔ وَزِدْنِي نُوْرًا۔ ۳ دفعہ کہتے۔

یا اللہ! میرے اندر نور کی شمع سلگا دے اور میرے لئے نور کر دے۔ میرے کان اور آنکھ اور دایں بائیں میں نور کر دے۔ میرے سامنے اور پیچھے نور کر دے اور میرے نور میں زیادتی کر۔

۲۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَفِي سَمْعِي نُوْرًا وَفِي بَصَرِي نُوْرًا وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا وَعَنْ شِمَالِي نُوْرًا وَفَوْقِي نُوْرًا وَتَحْتِي نُوْرًا وَاَمَامِي نُوْرًا وَخَلْفِي نُوْرًا وَاَعْظَمِي نُوْرًا۔

یا اللہ! میرے دل اور کان اور آنکھ داییں اور بائیں نور کر دے۔ میرے اوپر اور نیچے آگے اور پیچھے نور کر دے اور نور کو میرے لئے عظیم کر دے۔

۳۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي صَدْرِي نُوْرًا وَاَجْعَلْ فِي سَمْعِي نُوْرًا وَاَجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَاَجْعَلْ فِي لِسَانِي نُوْرًا وَاَجْعَلْ عَنْ يَمِيْنِي وَاَجْعَلْ عَنْ شِمَالِي نُوْرًا وَاَجْعَلْ مِنْ قُدَامِي نُوْرًا وَاَجْعَلْ مِنْ خَلْفِي نُوْرًا۔ وَاَجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُوْرًا وَاَجْعَلْ مِنْ اَسْفَلِي نُوْرًا وَاَجْعَلْ لِي يَوْمَ اَلْقَاك نُوْرًا وَاَعْظَمِي لِي نُوْرًا۔

یا اللہ! میرے سینہ اور کان، آنکھ اور دل میں نور کر دے زبان اور دایاں اور بائیاں نور کر دے میرے آگے اور پیچھے نور کر دے۔ میرے اوپر اور نیچے نور کر دے۔ یا اللہ! قیامت کے جب طول تو نور میرے ساتھ ہو اور میرے نور کی عظمت پیدا کر دے۔

سید بن عبد الرحمن بن ابی اسحاق عن ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر کے آئینے میں بیٹھ جاتے۔ تو تین مرتبہ سبحان الملک القدوس۔ تیری ذات پاک ہے پڑھتے۔

ایک روایت میں ہے تین مرتبہ سبحان الملک القدوس پڑھتے اور آئینے میں مرتبہ بلذآواز سے پڑھتے۔ حتیٰ سالس ختم ہو جاتا۔

اور ایک روایت میں ہے جب سلام پھیرتے اور فارغ ہو جاتے اور آئینے میں بلذآواز سے پڑھتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے جب وتر کا سلام پھیر لیتے تو تین مرتبہ سبحان الملک القدوس بلذآواز سے پڑھتے۔

نوٹ: نور سے مراد ہے کہ میری زندگی اور اعضاء زندگی تیری توحید اور سنت پر قائم رہیں۔ ۱۴ صیفیہ

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ مجھے عباسؓ نے رسول کریم صلعم کی خدمت میں بھیجا میں نے رات آپ کے ہاں بسر کی۔

پھر آپ نے نماز پڑھی اور یہ دعا پڑھی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي وَتَجْمَعُ بِهَا  
شَمْلِي وَتُلِمَّ بِهَا شَعْبَتِي وَتَرُدَّ بِهَا الْفِتَى وَتُصَلِّحَ بِهَا وِثْنِي وَتَحْفَظَ عَائِجِي وَ  
تَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِي وَتَبْلِيغِي بِهَا وَجْهِي وَتَرْكِي بِهَا عَمَلِي وَتُلْهِمَنِي بِهَا  
رُشْدِي وَتَقْضِيَنِي بِهَا مِنْ كُلِّ سُوءٍ اللَّهُمَّ اعْطِنِي إِيْمَانًا صَادِقًا وَبِقِيَّتِنَا  
لَيْسَ بَعْدَكَ كُفْرٌ وَرَحْمَةً أَنْالَ بِهَا شَرَفَ كِرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ عِنْدَ الْقَضَاءِ وَنَزْلَ السُّلْطَانِ وَالْعَالِيَاءِ  
السُّعْدَاءِ وَصِرَافَةَ الْأَنْبِيَاءِ وَالنُّصْرَةَ عَلَى الْأَعْدَاءِ۔

اللَّهُمَّ أَنْزِلْ بِكَ حَاجَتِي وَإِنْ قَهَرْتَنِي وَأَنْزِلْ بِكَ حَاجَتِي وَأَنْزِلْ بِكَ حَاجَتِي وَأَنْزِلْ بِكَ حَاجَتِي  
وَحَبَّتِكَ فَاسْأَلُكَ يَا قَاضِيَ الْأُمُورِ وَيَا نَسْأَلُكَ فِي الْمُسْتَدْرِكِ كَمَا تَجِيرُ بَيْنَ  
الْجُبُورِ أَنْ تَجِيرَنِي مِنَ عَذَابِ السَّعِيرِ وَمِنْ دَهْوَةِ الثُّبُورِ وَفِتْنَةِ الْقُبُورِ۔  
اللَّهُمَّ مَا قَهَرْتَنِي وَإِنْ قَهَرْتَنِي وَأَنْزِلْ بِكَ حَاجَتِي وَأَنْزِلْ بِكَ حَاجَتِي وَأَنْزِلْ بِكَ حَاجَتِي  
وَعَدَّتَهُ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِكَ فَإِنِّي أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيهِ وَرَسَالِكَ يَا رَبِّ  
الْعَالَمِينَ۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيَيْنِ مَهْدِيَيْنِ غَيْرِ مُنَالَيْنِ وَلَا مُضَلِّيَيْنِ  
حَرَبًا لِأَعْدَائِكَ سَلَامًا لِأَوْلِيَاءِكَ نَحْبُ بِحُبِّكَ النَّاسَ وَنَهَاوِي  
بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ مِنْ خَلْقِكَ۔ اللَّهُمَّ هَذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ  
الِاسْتِجَابَةُ وَهَذَا الْمَهْدُ وَعَلَيْكَ التَّكْلَانِ وَالْأَمْوَالُ وَالْأَقْوَاتُ إِلَّا يَا اللَّهُ  
اللَّهُمَّ وَالْمَجْبَلِ الشَّدِيدِ وَالْأَهْرِ الرَّشِيدِ اسْأَلُكَ الْإِمْنَ لِيَوْمِ  
الْوَعْدِ وَالْجَنَّةِ لِيَوْمِ الْخُلُودِ مَعَ الْمُقَرَّبِينَ الشُّهُودِ الْمُؤْمِنِينَ بِالْعَمُودِ  
اللَّهُمَّ إِنَّكَ رَحِيمٌ وَدُودٌ إِنَّكَ مَا تَفْعَلُ مَا تُرِيدُ  
سُبْحَانَ الَّذِي تَعَطَّفَ بِالْعَزِّ وَقَالَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَيْسَ الْمَجْدُ  
وَتَكْرَمَ بِهِ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَنْبَغِي التَّشْبِيحُ إِلَّا لَهُ سُبْحَانَ الَّذِي الْفَضْلُ وَ  
النِّعَمُ سُبْحَانَ الَّذِي الْعَدَاةُ وَالْكَرَمُ سُبْحَانَ الَّذِي أَحَقُّ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا فِي قَلْبِي . نُورًا فِي سَمْعِي . نُورًا فِي لَبْرِي . نُورًا فِي  
 قَلْبِي . نُورًا فِي شَعْرِي . نُورًا فِي لَبْرِي . نُورًا فِي لَمْبِي . نُورًا فِي دَمِي . نُورًا  
 فِي عِطَابِي . نُورًا بَيْنَ يَدَيَّ . نُورًا مِنْ خَلْفِي . نُورًا عَنْ يَمِينِي . نُورًا عَنْ  
 شِمَالِي . نُورًا مِنْ فَوْقِي . نُورًا مِنْ تَحْتِي .  
 اللَّهُمَّ زِدْنِي نُورًا وَاعْطِنِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا .

یا اللہ میں تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ ایسی رحمت دینا جس سے مجھے ہدایت دینا میری قوت کو مضبوط کرنا اور  
 میری پراگندگی کو ٹھیک کر دے۔ میرے ذہن کو درست کر دے۔ اور میرے غائب کو محفوظ رکھ دے اور میرے شاہد کو  
 محفوظ کر دے اور میرے شاہد کو بلند کر دے اور میرے چہرہ کو سفید کر دے اور میرے عمل کو پاک کر دے اور مجھے رشتہ کا  
 امام کر دے۔ مجھے ہر برائی سے محفوظ رکھ دے۔

۱۔ یا اللہ مجھے ایمان صادق اور یقین عنایت کر۔ یا اللہ اس کے بعد کفر نہ ہو بلکہ رحمت ہو جس سے تیری  
 دنیا اور آخرت کی کرامت مطلوب ہو۔

۲۔ یا اللہ میں تیری قصار کے وقت کی کامیابی چاہتا ہوں اور شہداء کی مہمانی اور اعلیٰ زندگی اور انبیاء کا  
 ساتھ اور دشمنوں پر نصرت عطا کر۔

۳۔ یا اللہ! میں اپنی حاجات کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ یا اللہ بالفرض میرے رائے میں کمی اور عمل میں کمزوری  
 رہ جائے۔ تو میں تیری رحمت چاہتا ہوں۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

کاموں کا فیصلہ کرنے والے اور سینوں کو شفا دینے والے جیسے تو نے دو سمندر میں حد فاصل بنایا ہے جہنم  
 کے عذاب سے مجھے پناہ دے اور ہلاکت کی لپکار سے اور قبروں کے فتنہ سے۔

۴۔ یا اللہ! جو میرے رائے میں کمی اور عمل کی کمزوری ہے اور جس میں میری خواہشات نے سپلائی کو نہیں سمیٹا۔ جس  
 خیر کا تو نے وعدہ کیا۔

وہ خیر جس کو تو نے اپنی مخلوق کے کسی فرد کو عطا کرنا ہے۔ میں تیری طرف رغبت کرتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں۔  
 اسے پروردگار عالم ا۔

یا اللہ! ہمیں ہدایت دے دے اور ہدایت یافتہ کر دے۔ ہمیں گمراہ نہ کرنا اور نہ گمراہ کرنے والا بنانا ہمیں  
 دشمن کے لئے جنگ کرنے والا بنانا اور اولیاء کے لئے سلامتی والا بنانا۔ ہم تیری محبت سے لوگوں سے محبت کرتے  
 ہیں اور تیری عداوت سے تیرے مخالفین کے ساتھ مخلوق سے عداوت کرتے ہیں۔

۵۔ یا اللہ! اس دعا کو قبول کرنا اور اس کو دشمن کو قبول کرنا اور تجھی پر کمال بھروسہ ہے نہ گناہ سے بچنے کی توفیق۔

اور نہ نیکی کرنے کی طاقت جب تک تیری توفیق نہ ہو۔

۷۔ یا اللہ! مضبوط رسی والے اور مبارک امر والے میں تجھ سے قیامت کی وعید سے امن چاہتا ہوں۔ اور جنت میں غلہ کا طاب میں۔ مقررین، مسجدہ کرنے والے اور کوع کرنے والے تیرے عہد کو پورا کرنے والے۔

۸۔ یا اللہ! تیری صفات میں رحیم اور ودود ہے۔ تو اپنے ارادہ کے مطابق کام کرتا ہے۔ تیری ذات پاک ہے۔ تو اپنی عزت سے ہر بانی کر۔ تیری وہ ذات ہے جس نے بزرگی کا لبادہ اوڑھا ہے اس سے تو بزرگی دیتا ہے۔ تیری ذات تسلیح کے لائق ہے۔ تیری ذات فعل اور صفت والی ہے۔ تیری ذات قدرت اور کرم والی ہے جس نے ہر چیز کو اپنے ہاں شمار کر رکھا ہے۔

یا اللہ! میرے دل، کان، آنکھ، قبر، بال، چمڑا، گوشت، خون، اہڈی، آگے اور پیچھے، اوپر نیچے، دائیں بائیں، فوری نذر کر دے۔

مترجم ۱۔ بنی صلعم کا جسم خاکی ہوتا ہے اور اس کی تعلیمات میں نورانیت ہوتی ہے اس بنا پر انہیں اپنے خالق سے نذر کا مطالبہ کرتا ہے کیونکہ جبلت اور فطرت اور خلقت نور نہیں ہوتا۔ یعنی یہ سارے اعضاء تیری توحید اور صفت کی روشنی سے منور ہو جائیں۔ نہ مجسمہ کی تبدیلی مراد نہیں ہے۔

حضرت ابو درادہ جب رات کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے بھائیوں کے لئے دعا کرتے (ید عیال خانہ) اللھم اغفر لانی فلان، و فلان۔ یا اللہ! میرے فلان، فلان بھائی کے گناہ معاف کر دے۔ میں نے کہا حضرت اپنے نفس کے لئے دعا کر لیتے آپ نے فرمایا مسلمان جب اپنے بھائی غیر موجود کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور دعا کرنے والے تجھے بھی اتنا ہی ملے گا۔ اس لئے میں فرشتوں کی رغبت دعا کی آمین سے کرتا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ غیر حاضر بھائی کے لئے دعا کرتا۔ تو ایسے شخص کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ اور فرشتہ اس دعا کرنے والے کے سر پر کھڑا ہو کر کہتا ہے۔

آمین و لك بمثل (فرشتہ کہتا ہے یا اللہ! اس کی دعا قبول کر اور اسے بھی اس غیر حاضر عینا عنایت کر دے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بہت سونے والے بخشے جاتے ہیں اور بہت قیام کرنے والوں کی قدر کی جاتی ہے۔ صحابہ نے کہا وہ کیسے آپ نے فرمایا۔

ایک شخص رات کو نماز پڑھتا ہے۔ بعد ازاں اپنے بھائی کا ذکر کرتا ہے (جب کہ وہ سویا ہوا ہے) تو اسے معاف کیا جاتا ہے اور یہ قیام کرنے والا ہے اس کی قدر کی جاتی ہے۔

حضرت کعب کہتے ہیں نے توراہ میں پڑھا ہے کہ سونے والا مغفور ہے اور قیام کرنے والا شکر دان ہے۔

جناب نے اس کی تفسیر پوچھی تو آپ نے بتایا:-

کہ دو بھائی جو کہ محض اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں۔

ایک رات کو اٹھ کر نماز میں اپنے بھائی کا ذکر دعا میں کرتا ہے اللہ اس کی دعا سے اس سونے والے کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور قیام کرنے والے کا فخر یہ ادا کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس گھڑی میں اپنے بھائی کا ذکر کر رہا ہے۔

اہل فدک کے ایک آدمی نے بتایا کہ حضرت عدی بن بیمانؓ نبی کریم صلعم کے پاس تشریف لایا اس نے کہا

حضرت جی میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے ایک مسئلہ سے یہ کلمات سنے۔

اللَّهُمَّ سَلِّ عَلَى الْحَمْدِ كُلِّهِ وَذَلِكَ الْمَلِكُ كُلُّهُ وَبِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهُ وَإِلَيْكَ  
يَرْجِعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ عِلْمُ نَبِيِّهِ وَسِرُّهُ أَهْلُهُ أَنْ تُحَمَّدَ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ مَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِي وَاقْصِمْنِي فِي مَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِي وَارْزُقْنِي  
عَمَلًا زَكِيًّا تَرْضَاهُ بِرَحْمَتِكَ

یا اللہ! تیرے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ تمام ملک تیرے لئے ہے اور تیرے ہاتھ میں تمام بھلائیاں اور تیرے  
ہاں تمام امور کا مرجع ہے۔ ظاہری اور باطنی تمام امور تیری نگاہ میں ہیں۔ تیری ذات حمد کی قابل ہے تو ہی ہر چیز پر  
قادر ہے۔

یا اللہ! میرے تمام گزشتہ لغزشات کو معاف کر دے اور میری باقی عمر کو معصوم بنا دے مجھے پاکیزہ عمل  
کی توفیق دے اور مجھ سے راضی ہو جا۔

آنحضرت نے سن کر فرمایا یہ فرشتہ تھا۔ تجھے اللہ کی بزرگی کی تعلیم دینے آیا تھا۔ حضرت عثمان کہنے لگے اس پر  
ہمیشہ عمل کروں گا۔

حضرت علیؓ یہ دعا کرتے:-

اللَّهُمَّ تَمَّ نُورَكَ فَهَدَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَعَظَمَ حِمْلَكَ فَغَفَوْتَ  
فَلَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا وَجَهْلِكَ أَكْرَمَ الْوُجُوهِ وَحَاصِلِكَ خَيْرُ جَاهٍ وَ  
عَطِيَّتِكَ أَنْفَعُ الْعَطَايَا وَاهْنَاهَا تَطَاعَ رَبَّنَا فَشَكَرُكَ فَغَفَرْتَ لِمَنْ شِئْتَ بِمَجِيبِ  
الْمُضْطَرِّ إِذَا دَعَاكَ وَتَغْفِرُ الذَّنْبَ وَتَقْبَلُ التَّوْبَةَ وَتَكْشِفُ الْمَضْرَ لَا يَجْزِيهَا  
بِإِلَائِكَ أَحَدٌ وَلَا يَحْفَى نِعْمَتَكَ قَوْلٌ قَائِلٍ -

یا اللہ! تیرا نور کامل ہے تو نے ہدایت بخشی پس تیرے لئے حمد ہے تیرا علم عظیم ہے پس تو مجھے معاف



کر دے۔ پس تیرے لئے حمد ہے۔ یا پروردگار! تیرا چہرہ تمام چہروں سے نرالا ہے۔ تیرا عباہ و جلال تمام سے اعلیٰ ہے۔ تیرے عطیات بہت ہی نفع دیتے ہیں اور یہ عطیات تشنگی کو دور کرنے میں اب کی اطاعت سے اس کے دربار میں شکر لکھا جاتا ہے اور نافرمانوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ مولا کریم تو لاچار کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ گناہ کو معاف کرتا ہے۔ اور توبہ کو قبول کرتا ہے۔ اور معصیت کو دور کرتا ہے تیرے انعامات کا بدلہ نہیں دیا جاسکتا۔ کسی کا قتل ہے تیری نعمت کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

عمار بن یامر نے ایک دن نماز پڑھائی اور اس میں اختصار کیا۔ کسی نے کہا آپ نے بہت تخفیف کی ہے۔ اس نے جواب دیا میں نے یہ دعائیں رسول کریم صلعم سے سنی ہیں۔

اللَّهُمَّ بَعْلَمِكَ الْغَيْبِ وَيَقْدَرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَخْيُنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ حَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَأَنْتِ الْوَدَاةُ حَيْرًا لِي اللَّهُمَّ وَأَسْأَلُكَ خَشْيَتِكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْجَلِيمِ فِي الْغَيْبِ وَالرَّضَاءِ وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَاءِ وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَبِيدُ وَأَسْأَلُكَ قَرَّةَ عَيْنٍ لَا تَقْطَعُ. وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ وَ الشُّوقَ إِلَى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ مَرَاءٍ مَضْرُوبَةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضَلَّةٍ اللَّهُمَّ ذِيْنَا بِرِزْقَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هَدَاةً مُهْدِيَيْنَ. ۲۰۷

مولا کریم! اپنے علم غیب کی بنا پر اور تیری قدرت مخلوق پر مجھے زندگی عطا کر جس طرح تیرے علم میں ہے۔ اور مجھے موت کرے اگر وفات تیرے لئے بہتر ہے۔

یا اللہ! میں تجھ سے غیب اور عاجز میں ڈرتا ہوں اور تجھ سے تیرے غضب اور انصاف میں مدد کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ تجھ سے میں فقرا اور غنا، میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے ان انعامات کا سوال کرتا ہوں جو فنا نہ ہوں۔ اور تجھ سے میں آنکھوں کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں۔

مولا کریم! موت کے بعد اعلیٰ زندگی کا سوال کرتا ہوں۔ مولا کریم میں اپنی نگاہ کی لذت کا سوال کرتا ہوں اور تیرے شوق کا طالب ہوں۔

اس حالت میں کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور نہ ہی گمراہ کرنے والے فتنہ کا سامنا کرنا پڑے یا اللہ ہمارے ایمان کو دنیت سے آراستہ کر دے۔ اور ہمیں ہدایت یافتہ کر دے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلعم یہ دعا کرتے تھے۔

رَبِّ اَعْنِي وَلَا تُعِنِّ عَلَيَّ وَانصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ  
 وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ لِي الْهَدْيَ وَانصُرْنِي مِنْ بَغْيِ عَلِيٍّ - رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَارًا لَكَ  
 ذَكَارًا لَكَ زَكَارًا لَكَ مَطْوَعًا لَكَ اِيْنِكَ مُجْتَبَاً لَكَ اَوْ اَهًا مَنِيبًا رَبِّ تَقَبَّلْ  
 تَوْبَتِي وَاعْسِلْ حُوبَتِي وَاجِبْ دَعْوَتِي وَثَبِّتْ عَجَّتِي وَاهْدِ قَلْبِي وَسِدِّي  
 لِيَا نِي وَاسْتَلِّ سَخِيْمَةَ صَدْرِي -

پروردگار میری امداد کر۔ میرے خلاف امداد نہ کرنا۔ میری لغت کرنا۔ میرے خلاف لغت نہ کرنا۔ میرے  
 لئے مضبوط تدبیر کرنا اور میرے خلاف ایسی تدبیر نہ کرنا۔ مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور ہدایت کے راستے  
 کو آسنان کر دے۔ جو مجھ پر حملہ کرے گا اس پر مجھے امداد دینا۔ یا رب مجھے شکر کرنے والا۔ ذکر کرنے والا۔  
 دُرُنے والا بنا دے۔ تیری طرف میں ٹھکنے والا ہوں۔ تیری طرف رجوع کرنے والا۔ میرے رب میری توبہ  
 قبول کر اور میرے گناہ کو دھو دے اور میری دعاء کو قبول کر اور میری محبت کو ثابت رکھ۔ میرے دل کو ہدایت  
 دے اور میری زبان کو درست فرما۔ میرے دل کے کینہ کو دور کر دے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں یہ آیت وَلَا تَجْمُرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَانِتْ بِهَا دِیْنِی قِرَاتِ  
 کو نہ بلند کرو اور نہ چپکے رکھو۔ یہ دعاء کے لئے اترتی تھی۔

ابی ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کے پاس نماز پڑھتے اور دعاء بلند آواز سے  
 کرتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے لَا تَجْمُرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَانِتْ بِهَا دِیْنِی قِرَاتِ  
 حضرت ابن عباسؓ فرماتے لوگ دعاء چہری آواز سے کرتے تھے تو جب یہ آیت لَا تَجْمُرْ بِصَلَاتِكَ  
 نازل ہوئی تو صحابہ کرام کو حکم دیا گیا کہ وہ نہ بلند آواز سے کریں اور نہ ہی بالکل چپکے۔ یہ آیت دعاء کے لئے  
 اترتی تھی۔

عروہؓ اپنے ذلیف پر ہمیشگی کرتے تھے جس طرح کہ وہ تلاوت قرآن پر دوام کرتے تھے۔  
 حضرت ابی ہریرہؓ کے نزدیک بہترین دعاء یہ ہے جو کہ مرفوع حدیث سے ثابت ہے۔  
 اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ يَا رَبِّ  
 مَا عَفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ -  
 یا اللہ! تو ہی میرا پروردگار ہے میں تیرا بندہ ہوں میں اپنے نفس کی جملہ لغزشوں کا اقرار کرتا ہوں۔  
 تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے علاوہ کون گناہ معاف کرتا ہے۔

ولیدؓ کہتے ہیں میں نے ابی ہریرہؓ سے دریافت کیا میں ایک رکعت وتر میں شامل ہو گیا اور دو رکعت

میری رہ گئیں تو اب کیا کروں۔

آپ نے فرمایا اگر امام سلام پھیر دے تو یہ رکعت کافی ہے اسی پر اپنا وتر بنا لے اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس رکعت کے ساتھ دو رکعت اور اضافہ کر لے تو اس کے ۳ وتر ہو جائیں گے دیر تیری مرضی پر ہے۔

تین کتابیں، قیام اللیل، قیام رمضان اور کتاب الوتر ختم ہو گئے۔

۲۸۷ھ نصف ماہ ربیع الآخر میں اس نسخہ کا اختصار کیا اور اس کی قرأت ابو منصور اور سعید بن جب

کو اول سے آخر تک قرا تو منی علی الشیخ، اصطلاح کے مطابق جمہرات ۲۸۷ھ ربیع الآخر میں سماع

میرے ظن کے مطابق مصنف کا ہے یہ محقر کا تہ ماہ ۲

احمد بن علی بن عبدالقادر بن محمد مقریزی کاتب نے اسے ۸۷۷ھ جمادی الآخر سے رہتی تھیں۔ بروز

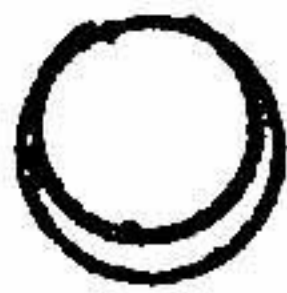
جمہرات الحمد لله اولاً و آخراً۔

راقم نے اس کا ترجمہ یکم رمضان ۱۳۸۹ھ، ۱۹۶۹ء کو شروع کیا اور ۱۳۸۹ھ ۲۳ رمضان

۱۹۶۹ء ۲۴ دسمبر جمہرات ۱۱-۶ بیچ کر بعد نماز مغرب۔ الحمد لله

عبدالرشید حنیف جھنگوی

ناظم ادارہ نشر و تعلیم اسلامی جھنگ صدر



# مصنف کی

## منور قلوب کتب و تراجم

دو روپے	تنویر معاشرہ -
ایک روپیہ	اسلامی تہذیب قرآن و حدیث کی روشنی میں
"	الدعاء مع العبادة -
"	برکات رمضان -
۵ روپے	ماہ مبارک
ایک روپیہ	مقبول نماز (چومخت ایڈیشن)
۵ روپے	معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم (دوسرا ایڈیشن)
"	خصوصیت ماہ شعبان
"	الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید - از علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ
"	فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ - محمد بن علی عشاری رح ترجمہ ۱ - از مصنف ایک روپیہ
۵/۵	قیام اللیل تصنیف لطیف علامہ مرزوی - اردو ترجمہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن روپے دو ۵/۵
"	فضائل قرآن - از علامہ ابن کثیر رح ترجمہ مصنف (ذریعہ طبع)

تا جود کو معقول کیشن دیا جائے گا

پتہ

ناظم ادارہ نشر علوم اسلامی - سمن آباد - جھنگ ضلع

ناظم ادارہ اسلامیہ بلاک گل ۳۳ چیمبر وئی ضلع ساہیوال

# الامر الاسلامیہ

۱۹۷۰ء تکمیل جنوری کے آغاز میں اس ادارہ کا آغاز تو کلاً علی اللہ کرو یا گیا ہے

اس کا مقصد اسلامی تعلیمات کو نشر کرنا اور اصلاحی کتب کو شائع کرنا ہے

تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا یہ سلسلہ جاری اور ساری ہے۔

اس ادارہ کے عزائم یہ ہیں:-

عربی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرنا۔

سلف صالحین کی کتب کو عام کرنا۔

قرآن و حدیث کے مسائل و احکام کو واضح کرنا

اخلاقی و نزعی لطریح سے اجتناب کرنا۔

فکر اسلامی اور دعوت اسلامی کے احیاء کی سعی کرنا

ائمہ مجتہدین اور محدثین اور اولیاء کرام کی سوانح کو شائع کرنا

ناظر ادارہ اسلامیہ زیر نگرانی انجمن اعلیٰ پاکستان چیمبر و سٹریٹ

# اصلاحی دارالمطالعہ اسلامی فکر و فکر اور تہذیب

کو اپنانے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس سے پیشہ  
ہر مکتبہ فکر کی کتب رکھی جاویں گی۔ مختلف ادارے  
اور عربی کتب کے تراجم شائع کئے جائیں گے،  
اربابِ ذوق سے کیلتے اس سے فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔  
کتب، جرائد، رسائل، مجلات، روزنامہ اس کی زمینت ہوں گے،

پہلے اصلاحی دارالمطالعہ بلاک پیپر، ضلع ساہیوال

مصنف کی ماہ نامہ تصنیف

# فکر اہل سنت

== اس کتاب میں ==

فکر اہل حدیث کو کتاب و سنت کی روشنی میں

عقائد، عبادات، معاملات اور سیاسیات سے آراستہ

کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اردو نوال کھلنے پیش بہا

پیشی تحفہ ہے۔ اسے پڑھ کر اپنی زندگی کو منور کیجئے۔

== (زیر طبع) ==

\_\_\_\_\_ ماننے کا پتہ \_\_\_\_\_

مکتبہ اسلامیہ - چیچہ وطنی

ایک علمی اور اصلاحی شاہکار  
تالیف عبدالرشید حنیف

# تنویر معاشرہ

اس سے معاشرہ کے پورے پورے اصلاح کے جہان کے گہرے

\* اس کتاب میں قرآنی اصولوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ ترجمان القرآن لاہور

\* یہ کتاب نوجوانوں کے لئے مفید ہے۔ (چٹان۔ لاہور)

\* یہ کتاب معاشرے کے لئے انتہائی مفید ہے۔ (ہفت روزہ النبر لاہور)

\* تنویر معاشرہ کتاب زندگی میں انقلاب پیدا کرتی ہے۔ (تنظیم اہل حدیث۔ لاہور)

\* مبصرین کے اقتباس پرکتفا کیا گیا ہے

ملنے کا پتہ

ادارہ اسلامیہ، نزد جامع اہل حدیث چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ۔ کلاہوا

مکتبہ تنویر ادب، سمن آباد، جھنگ، صدر



# تعارف

## ادارہ نشر علوم اسلامی

### مقاصد

- قرآن و حدیث کی دعوت کو نشر کرنا
- ہر مکتبہ فکر کو اسلامی سے سبق پر متفق کرنا
- اسلامی لٹریچر کو شائع کرنا۔
- اقامتِ دینی کے لئے کوشش کرنا۔
- باطلے فقرات اور لمحوں سے دفاعِ اسلامی تعلیمات سے کرنا۔
- معاشرے کی اصلاح کے لئے ہر ممکن سعی کرنا
- زائد اور اختلافی امور سے کنارہ کشی کرنا اور دینی امور کو فروغ دینا۔
- اسلامی تہذیب اور ثقافت کو اپنانا۔
- کلمہ حق کو شعار بنانا۔
- ائمہ دین سے ادبیات کرام و صوتیائے عظام اور محدثین کرام کی تعلیمات کو منصفانہ شہود پر لانا۔
- اس سلسلے میں اصحابِ ذوق سے بھرپور تعاون کے لئے توقع رکھتے ہیں۔

### ناظرِ ادب

نشرِ علومِ اسلامی سے سمونے آباد جھنگ صدر

اس کتاب میں قرآن اور حدیث سے دعائیں اور وظائف درج ہیں۔ اور ساتھ ہی اس میں سنہارنا کے جملہ مسائل درج ہیں۔ - طے کا پتہ :- (ادامہ ہلنا)

## مقبول نماز

## رسالہ فضائلِ ابی بکر رضی اللہ عنہ

یہ رسالہ عرضہ سے نایاب ہو چکا تھا۔ ادارہ نشر علوم اسلامیہ جھنگ صدر کے ناظم نے اسے استفادہ عام کے لئے اردو میں ترجمہ کر کے حال ہی میں شائع کیلئے ہیں میں خلیفہ اولؓ کے فضائل و مناقب بہترین پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں متعدد صحابہ کے علاوہ حضرت علیؓ کے تاثرات بھی وضاحت تحریر ہیں۔  
تنظیم اہل حدیث - ۶ جون ۱۹۶۹ء \* الاعتصام - ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء جلد ۲

## اردو نوال حضرت کیلئے پیشکش

قیام لیل (عربی) تصنیف لطیفہ علامہ عروزی  
اردو ترجمہ: عبدالرشید حنیف

اس کے کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے۔ اور اس میں مندرج مسائل پر کتاب اور سنت کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس میں قرآن اور حدیث کے مسائل کے تحت فقہی مسائل پر خوب تبصرہ کیا گیا ہے۔

اس کے پڑھنے سے بہت سے پیچیدہ مسائل حل ہوں گے اور علمی ذخیرہ بھی محفوظ ہو جائے گا۔ اس کتاب کا ہر گھر اور لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔ تاجروں کو منقولے کی پیشکش دیا جائے گا۔  
اعلیٰ ایڈیشن سات روپے - ستا ایڈیشن ۵-۵ روپے۔

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور ○ نشر علوم اسلامیہ سمن آباد جھنگ صدر  
○ گوشہ ادب - کالج روڈ - ٹوبہ ٹیک سنگھ  
○ مکتبۃ الاعتصام - شیش محل روڈ، لاہور  
ادارہ اسلامیہ - نزوح جامع اہل حدیث حیدرآباد دکن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# قیام اللیل

علامہ محمد علی بن نصر مؤدب

ترجمہ

عبدالرشید حنیف

○

ناشر

ادارہ اسلامیہ پبلیشرز و پرنٹرز